شادی
خانہ آبادی؟
تالیف
حضرت علامہ مولانا
ابو تراب ناصر الدین ناصر عطاری المدنی
Tuberose
کتب خانہ امام احمد رضا

خالد رضا سنی حنفی رضوی

خالد رضا سنی حنفی رضوی

رضا کی تلوار لائبریری

9119466913

خالد رضا سنی حنفی رضوی

اگر تم علم نہیں رکھتے، تو اہل علم سے دریافت کرو (القرآن)

لائبریری میں کتب کی فرمائش لکھ کر کی جائے اس کے علاوہ کسی بھی قسم کی پوسٹنگ تصاویر تقاریر تحاریر آڈیوز ویڈیوز اشتہارات سوالات یا بحث مباحثہ کرنے کی سخت ممانعت ہے---

9702055283
last seen yesterd

بسم الله الرحمن الرحيم

اللّٰهمّ
صلّ علٰى محمّدٍ وعلٰى آلِ محمّدٍ
كما صلّيت علٰى ابراهيم وعلٰى آلِ ابراهيم
انّك حميدٌ مجيدٌ
اللّٰهمّ
بارك علٰى محمّدٍ وعلٰى آلِ محمّدٍ
كما باركت علٰى ابراهيم وعلٰى آلِ ابراهيم
انّك حميدٌ مجيدٌ

شادی

خانہ آبادی؟

تالیف

حضرت علّامہ مولانا

ابو تراب ناصر الدّین ناصر عطاری المدنی

کتب خانہ امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ

نام کتاب : شادی خانہ آبادی
تالیف : حضرت علامہ مولانا ابوتراب ناصر الدین ناصر عطاری المدنی
اشاعت اول : صفر المظفر ۱۴۳۴ھ/نومبر ۲۰۱۲ء
زیر اہتمام : عبد الشکور رضا
ناشر : کتب خانہ امام احمد رضا، دربار مارکیٹ، لاہور
قیمت : -/200 روپے

ملنے کے پتے

قادری رضوی کتب خانہ، گنج بخش روڈ، لاہور	042-37213575
علامہ فضل حق پبلی کیشنز، دربار مارکیٹ، لاہور	0300-4798782
مکتبہ خلیلیہ سعیدیہ، دربار مارکیٹ، لاہور	0308-4504383
اسلامک بک کارپوریشن کمیٹی چوک راولپنڈی	051-5536111
مکتبہ قادریہ، میلادِ مصطفیٰ چوک، سرکلر روڈ، گوجرانوالہ	055-4237699
مکتبہ بابا فرید چوک چٹی قبر پاکپتن شریف	0301-7241723
مکتبہ غوثیہ عطاریہ، اوکاڑہ	0321-7083119
مکتبہ برکات المدینہ، کراچی	0213-4910584
مکتبہ غوثیہ، کراچی	0213-4910584
مکتبہ رضویہ آرام باغ کراچی	021-32216464
نورانی ورائٹی ہاؤس، ڈیرہ غازی خان	0321-7387299
مکتبہ المجاہد، بھیرہ شریف	048-6691763
مکتبہ فیضانِ سنت، اندرون بوہڑ گیٹ ملتان	0306-7305026

الصلوٰة والسلام عليك يا رسول الله
و علٰى آلك و اصحابك يا حبيب الله
الحمد لله رب العالمين
صلى الله علٰى محمد عدد ما ذكرهٖ الزكرون و عدد ما
غفل عن ذكره الغافلونا۔

انتساب

میں اپنی اس تالیف ''شادی خانہ آبادی'' کا انتساب اپنے پیر و مرشد، شیخِ طریقت، امیر اہلسنت، بانی دعوت اسلامی، مجدد سنت، رہبرِ دین وملت حضرت علامہ مولانا ابوالبلال محمد الیاس عطار قادری رضوی ضیائی دامت برکاتہم العالیہ کے نام کرتا ہوں جو نہ صرف خود شریعت و سنتوں کی چلتی پھرتی تصویر ہیں بلکہ جن کی ذات پرانوار کی بدولت ہر طرف سنتوں کی بہار چھائی ہوئی نظر آتی ہے۔ اللہ عزوجل اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں دعا گو ہوں کہ وہ تمام علماء اہلسنت اور بالخصوص امیر اہلسنت کے علم وعمر میں برکت عطا فرمائے اور ان کا سایہ تادیر ہمارے سروں پر قائم ودائم فرمائے اور ان کی ذاتِ پرانوار کو ہمارے لیے ذریعہ نجات بنائے۔ (آمین بجاہ النبی الکریم الامین)

خاکپائے علمائے اہلسنت
ابوتراب ناصر الدین ناصر مدنی

بَلَغَ العُلیٰ بِکَمالِہٖ

کَشَفَ الدُّجیٰ بِجَمالِہٖ

حَسُنَت جَمیعُ خِصالِہٖ

صَلُّوا عَلَیہِ وَآلِہٖ

فہرست

ابتدائیہ

نکاح ہمارے پیارے میٹھے میٹھے مدنی آقا صلی اللہ وعلیہ والہ وسلم کی بڑی ہی پیاری اور میٹھی سنت ہے لیکن ہر مسلمان کے علم میں یہ بات ہونا ضروری ہے کہ نکاح کبھی فرض، کبھی واجب کبھی مکروہ اور بعض اوقات تو حرام بھی ہوتا ہے چنانچہ اگر یہ یقین ہو کہ نکاح نہ کرنے کی صورت میں زنا میں مبتلا ہو جائے گا تو اب نکاح کرنا فرض ہے نہیں کریگا تو گناہ گار ہوگا اور اگر بدنگاہی یا خود لذتی میں مبتلا ہو جانے کا اندیشہ ہو اور مہر ونفقہ دینے پر قدرت ہو تو اب اس صورت میں نکاح واجب ہے نہیں کریگا تو گناہ گار ہوگا۔ اگر یہ اندیشہ لاحق ہو کہ نکاح کرنے کی صورت میں نان ونفقہ یا دیگر ضروری باتوں کو پورا نہ کر سکے گا تو نکاح کرنا مکروہ ہے اگر یقین ہو کے نکاح کرنے کی صورت میں نان ونفقہ یا دیگر ضروری باتوں یا حقوق زوجیت ادا نہ کر سکے گا تو اب نکاح کرنا حرام ہے۔ مذکورہ بالا مسائل نکاح کی اہمیت اور شرعی لحاظ سے اس کی افادیت ومقاصد کو بخوبی واضح کر رہے ہیں یقیناً یہ ایک

حساس معاملہ جسے عام طور پر محض جذباتی طور پر لیا جاتا ہے گویا نکاح صرف اور صرف ارمان نکالنے، جذبات کی تسکین، تفریح وشغل اور گھر میں ہونے والی ایک خوش گوار تبدیلی کا نام ہے۔ جبکہ ایسا نہیں نکاح تو وہ پیاری سنت ہے جو عبادات ومعاملات کا حسین امتزاج ہے کہ نکاح کے ذریعے نہ صرف یہ کہ انسان بہت سے گناہوں سے خود کو بچا سکتا ہے ساتھ ہی اس رشتے سے منسلک لوگوں کے حقوق کی ادائگی کے ذریعے ایک باعمل مسلمان بن سکتا ہے۔ مگر افسوس صد افسوس آج اس پیاری پیاری سنت میں نجانے کتنے غیر شرعی امور اپنائے جاتے ہیں اور نجانے کتنے ہی حقوق اللہ و حقوق العباد جاتے ہیں جس کا نتیجہ شادی خانہ بربادی کی صورت میں سامنے آتا ہے دور حاضر کے شادی اور خانہ بربادی کے اسباب میں جہاں بے پردگی و بدنگاہی گانوں باجوں، مووی تصویروں، اسراف ورزق کی بے حرمتی، دکھاوا

،ریاکاری دل آزاری ،سنتوں کی پامالی بیہودہ رسموں غیر شرعی رواجوں کا عمل دخل ہے زن وشوہر، ساس بہو نند بھابھی، سسر داماد وغیرہ کی آپس میں حق تلفیاں اور حقوق و فرائض کی پامالیاں بھی داخل ہیں ۔کہیں ساس بہو پر ظلم ڈھا رہی ہو تو کہیں بہو غیبت و بہتان کا عذاب سر پر اٹھا رہی ہے کبھی شوہر بیوی پر بلاسبب غضبناک ہے تو کبھی بیوی کا شوہر سے رویہ اذیت ناک ہے کہیں نند بھاوج کی آپس میں ٹھنی ہوئ ہے تو کہیں داماد اور سسر کی آپس میں مورچہ بندی ہے پھر یہی نہیں بلکہ بڑھتے بڑھتے گناہوں کا یہ طوفان دو خاندانوں کو اپنی لپیٹ میں لے لیتا ہے نتیجہ دو گھر نہیں ٹوٹتے بلکہ دو خاندان ہمیشہ کے لیے علیحدہ ہو جاتے ہیں اور اسی پر بس نہیں بلکہ بعض اوقات مار پیٹ قتل و غارت گری تک کی نوبت آجاتی ہے۔۔۔

یہ سب کیا ہے؟

کیا اس کا نام شادی خانہ آبادی ہے، کیا یہی وہ پیاری میٹھی سنت ہے، جو ہمارے آقا صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ہمیں عطا فرمائ ،افسوس صد کروڑ افسوس! آجکل شادی بیاہ کے معاملات ناگفتہ بہ ہیں شادی بیاہ کے معاملات کے آغاز سے انتہا تک بلکہ شادی کے بعد بھی شریعت کی پامالی اور اللہ عزوجل کو رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی نافرمانی کی نحوست کسی بلا کی طرح دونوں خاندانوں سے چمپٹی رہتی ہے دونوں فریقین خود کو بلکل حق پر جانتے ہوئے دل کھول کر گناہوں کا اہتمام کرتے ہوئے میکے و سسرال کی طرف سے کی جانے والی زیادتیاں، شوہر و بیوی کی آپس میں ناچاقیاں، فرائض میں کوتاہیاں حقوق کی پامالیاں بلآخر رنگ لاتی ہیں اور یوں کچھ ہی عرصہ میں ارمانوں سے بیاہی دلہن میکے آبیٹھتی ہے غم و غصے کا طوفان سارے ارمانوں خوشیوں کو بہا کر لے جاتا ہے اور طلاق کا داغ دونوں خاندانوں کے لیئے کلنک کا ٹیکہ بن جاتا ہے۔

چنانچہ ضرورت اس بات کی ہے کہ شادی جیسے اہم اور نازک معاملے میں ہر ہر قدم انتہائ

سوچ سمجھ کر صبر و تحمل کے ساتھ اٹھایا جائے تا کہ بعد میں کسی قسم کی ندامت و پچھتاوے کا سامنا نہ کرنا پڑے اس ضمن کچھ معروضات پیش خدمت ہیں جو یقیناایک گھر کو امن کا گھوارہ بنانے میں بڑے معاون ثابت ہونگے۔ چنانچہ اس ضمن میں ایک حدیث مبارکہ ملاحظہ ہو سرکار مدینہ راحتِ قلب وسینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

''بے شک شیطان مردود پانی پر اپنا تخت بچھاتا ہے پھر اپنے شیطانی لشکروں کو فتنہ وفساد پھیلانے کے لئے بھیجتا ہے۔ سب سے زیادہ فتنہ برپا کرنے والا اسکے نزدیک زیادہ مقرب ہوتا ہے۔ جب ان میں سے کوئی آ کر کہتا کہ میں نے فلاں فلاں فتنہ پھیلایا تو شیطان مردود کہتا ہے تو نے کچھ نہیں کیا پھر ایک اور آ کر کہتا ہے میں نے فلاں شخص اور اسکی بیوی کے درمیان جدائی ڈال دی تو ابلیس مردود اس چیلے کو اپنے قریب کر لیتا ہے اور کہتا ہے ''تو نے بہت اچھا کام کیا'' پھر اسے گلے لگالیتا ہے۔

(صحیح مسلم، رقم الحدیث ۷۱۰۶، ص ۱۱۶۸)

شادی خانہ بربادی میں ایسے لوگوں کا بڑا ہاتھ ہوتا ہے جو میاں بیوی میں اختلافات پیدا کرنے دونوں کو ایک دوسرے کے خلاف بھڑکانے میں پیش پیش ہوتے ہیں۔ بلکہ بعض اوقات تو میاں بیوی آپس میں ایک دوسرے سے راضی وخوش ہوتے ہیں اور آپس میں محبت وملاپ کا معاملہ ہوتا ہے۔ مگر حاسدین جب دیکھتے ہیں کہ شوہر یا بیوی انکے دام میں نہیں آ رہے تو اب وہ گھر کے دیگر افراد پر یہ جال پھینکتے ہیں اور ساس بہو نند بھاوج داماد وسسر بلکہ دونوں سسرالوں کے درمیان پھوٹ ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں اور یوں نا چاہتے ہوئے بھی گھر میں فتنہ فساد لڑائی جھگڑے پھوٹ پڑتے ہیں اور یوں دو محبت کرنے والے حاسدین کی نظر ہو جاتے ہیں اور وہ رشتہ جو بڑے ارمانوں سے جوڑا گیا تھا بڑی سفاکی و بیزاری کے ساتھ توڑ دیا جاتا ہے۔ لہذا چاہیئے کہ اپنے ارد گرد کے لوگوں پر نظر رکھی جائے دوست دشمن کی پہچان رکھی جائے ہر ایک کی بات پر آنکھیں بند کر کے یقین نہ کیا جائے۔ جب تک کہ کوئی واضح

قرینہ موجود نہ ہو اور جن لوگوں کے بدفطرت ہونے کا معلوم ہے یا جنکا شر کسی سے چھپا نہیں تو ایسوں سے کو
کوسوں دور رہا جائے کہ ایسے لوگ ہرگز ہرگز قابل اعتبار نہیں۔
"ہمارے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے تو ایسے لوگوں کے بارے میں سخت بیزاری و ناپسندیدگی کا
اظہار فرمایا ہے"۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔"جس نے کسی عورت کو اسکے خاوند یا غلام کو آقا کے خلاف بھڑکایا
"وہ ہم میں سے نہیں" (سنن ابی داؤد، کتاب الطلاق حدیث ۱۲۷۵)
شادی خانہ بربادی کا ایک سبب شوہر کا اپنی بیوی سے ناروا سلوک بھی ہے اور اسمیں گھر والوں کا
عمل دخل بھی کافی ہوتا ہے۔عموماً شوہر کی نیت اپنی بیوی کے ساتھ حسنِ سلوک اور اچھے اخلاق کی ہوتی
ہے۔مگر خاندان کے بڑے بوڑھے یا شادی شدہ بڑے بھائی کزنز وغیرہ شروع ہی میں شوہر کا یہ ذہن
بنادیتے ہیں کہ اگر بیوی کے نازنخرے اٹھائے، یا اسکی تعریف کی یا اسکا کوئی کام کیا تو پھر سر پکڑ کر
روگے بیوی سر پر چڑھ جائے گی پھر وہ غالب ہوگی اور تم مغلوب اور تمہاری حیثیت گھر کی فالتو اور ناکارہ چیز
سے زیادہ نہ ہوگی چنانچہ ایسی خوفناک صورتحال کا نقشہ پیش کیا جاتا ہے کہ پھر شوہر کے دل و دماغ میں یہ
بات بیٹھ جاتی ہے کہ اگر بیوی کا کہا مانا، اسکا کوئی کام کیا، اسکی تعریف کی یا اسکے نازنخرے اٹھائے تو بیوی
قابو سے باہر ہو جائیگی چنانچہ وہ شروع ہی سے اپنی بیوی کے ساتھ لاپروہی و بے اعتنای کا مظاہرہ شروع
کردیتا ہے جو بیوی کے دل میں شوہر کے لئے نفرت و بغض کا باعث بنتا ہے اور یوں آہستہ آہستہ غیر
محسوس طریقے سے میاں بیوی کے درمیان ایک دیوار حائل ہو جاتی ہے جو انھیں ایک دوسرے سے محبت
انسیت بے تکلفی سے روکے رکھتی ہے اور ہوتے ہوتے انا کی یہ دیوار اتنی مضبوط ہو جاتی ہے کہ پھر محبت و
الفت کا کوئی جھونکا ان تک نہیں پہنچ پاتا نفرت و بیزاری کی یہ فضا ایک دن اس مضبوط بندھن کو کچے
دھاگے کی طرح توڑ دیتی ہے اور شادی خانہ آبادی کا خواب خانہ بربادی کی تعبیر بن کر سامنے آتا
ہے۔ایسوں کی خدمت میں عرض ہے کہ درج ذیل چند احادیث کو بغور پڑھیں اور صحیح وغلط کا فیصلہ لوگوں کی

مرضی کے مطابق نہیں قرآن وسنت کے مطابق کریں۔

حدیث ۱)"تمھیں اپنی بیوی کا کام کاج کونے سے ایسا ثواب ملتا ہے گویا تم نے راہِ خدا میں صدقہ دی" (کنز العمال)

حدیث ۲)"آدمی اگر اپنی زوجہ کو پانی بھی پلائے تو اسے اسکا اجر ملتا ہے"

(مسند احمد، ج ۶، حدیث ۱۷۱۵۵)

حدیث ۳)"تم جو کچھ بھی اللہ عزوجل کی رضا چاہتے ہوئے خرچ کروگے

تمھیں اسکا ثواب دیا جائے گا یہاں تک کہ جو کچھ اپنی بیوی کے منہ میں ڈالوگے اسکا بھی ثواب دیا جائے گا" (صحیح بخاری ج ۴، حدیث ۵۶۶۸)

حدیث ۴)"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا تم میں سے بہتر وہ ہیں جو اپنی عورتوں کے حق میں بہتر ہوں"

حدیث ۵)"کوئی مومن کسی مومنہ بیوی کو دشمن نہ جانے اگر کسی عادت سے ناراض ہو تو دوسری خصلت سے راضی ہو جائے۔ (مسلم)

یعنی بے عیب بیوی ملنا ناممکن ہے اگر اسمیں ایک دو برائیاں ہوں بھی تو کچھ اچھائیاں بھی ہونگی تم اچھائیوں پر نظر رکھو۔

خیال رہے کہ شادی خانہ بربادی کا صرف شوہر یا سسرال والوں کو ٹھرانا انصاف نہیں بلکہ سچ تو یہ ہے کہ بعض اوقات خانہ بربادی کا سبب بیوی بھی بنتی ہے شوہر کی محبت اور سسرال کے اچھے سلوک کے باوجود بیوی کی ہٹ دھرمی برقرار رہتی ہے۔ شوہر سے نت نئے مطالبوں اور فرمائشوں کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ جاری رہتا ہے شوہر کی خدمت و اطاعت سے بیزاری اور اسکے حقوق کی پامالی گویا وہ اپنے لئے جائز سمجھتی ہے بات بات پر روٹھ کر میکے چلے جانا، اپنے میکے والوں سے شوہر و سسرال

والوں کی شکایتیں کرنا، شوہر کی آمدنی میں گزارہ نہ ہونے کا رونا رونا، چادر سے زیادہ پاؤں پھیلانے کی خواہش اور اونچے اونچے خواب دیکھنا اپنی عادت بنا لیتی ہے۔ شوہر کی خواہش اور پسند کو کسی لائق نہ سمجھنا اور صرف اپنا ہی اپنا سوچنا بالآخر گھر کی بربادی کا سبب بنتا ہے۔ ایسی عورتوں کو چاہئیے کہ درج ذیل چند فرمانِ مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم کا بغور مطالعہ کریں اور ساتھ ہی اپنا محاسبہ کریں کہ کیا وہ شوہر کے حقوق ادا کر رہی ہیں یا ان میں کوتاہی کا شکار ہو رہی ہیں تا کہ گھر کو ٹوٹنے سے بروقت بچایا جا سکے۔

حدیث ۱) ''قسم ہے اسکی جسکے قبضہء قدرت میں میری جان ہے اگر قدم سے سر تک شوہر کے تمام جسم میں زخم ہوں جن سے پیپ اور کچہ لہو بہتا ہو پھر عورت اسے چاٹے تب بھی حق شوہر ادا نہ کیا''۔

(مسند احمد، ج ۴، حدیث ۱۲۶۱۴)

حدیث ۲) ''شوہر نے بیوی کو بلایا اس نے انکار کر دیا اور اس (شوہر) نے غصہ میں رات گزاری تو فرشتے صبح تک اس عورت پر لعنت بھیجتے رہتے ہیں''۔ (صحیح البخاری ج ۲، حدیث ۳۲۳۷)

اور دوسری روایت میں ہے (شوہر) جب تک اس سے راضی نہ ہو اللہ عزوجل اس عورت سے ناراض رہتا ہے۔ (کنز العمال ج ۱۶، حدیث ۴۴۹۹۸)

حدیث ۳) ''(بیوی) بغیر اجازت اس (شوہر) کے گھر سے نہ جائے اگر ایسا کیا تو جب تک توبہ نہ کرے اللہ عزوجل اور فرشتے اس پر لعنت کرتے ہیں عرض کی گئی ''اگر چہ شوہر ظالم ہو''؟ فرمایا! ''اگر چہ شوہر ظالم ہو''۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۳، حدیث ۳)

حدیث ۴) ''تین قسم کے لوگوں کی نماز کو اللہ تعالیٰ قبول نہیں فرماتا ایک تو وہ عورت جو اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے نکلے، ''دوسرا بھاگا ہوا غلام'' اور ''تیسرا وہ بادشاہ جسکی رعایا اسے ناپسند کرتی ہو۔ (کنز العمال ج ۱۶، حدیث ۴۳۹۱۹)

حدیث ۵) ''عورت اگر پنجگانہ نماز کی پابندی کرے، ماہِ رمضان کے روزے رکھے اپنی شرم

گاہ کی حفاظت کرے اور اپنے شوہر کی اطاعت کرے تو وہ جنت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہوگی۔ (المشکوٰۃ للتبریزی ج ۲، حدیث ۳۲۵۴)

حدیث ۶) ''تین قسم کے افراد کی نمازیں انکے سر سے ایک بالشت بھی نہیں اُٹھتیں۔ ۱) قوم کا وہ امام جسے لوگ پسند نہیں کرتے۔ ۲) وہ عورت جس نے اس حالت میں رات گزاری کہ اسکا شوہر ناراض ہو۔ ۳) وہ دو بھائی جو (بلا مصلحت شرعی) آپس میں ناراض ہیں۔

حدیث ۶) جو عورت بے ضرورت شرعی (یعنی بغیر سخت تکلیف کے) خاوند سے طلاق مانگے اس پر جنت کی خوشبو حرام ہے۔ (سنن ترمذی ج ۲، حدیث ۱۱۹۱)

حدیث ۷) اگر شوہر اپنی عورت کو یہ حکم دے کہ وہ زرد رنگ کے پہاڑ سے پتھر اٹھا کر سیاہ پہاڑ پر لے جائے اور سیاہ پہاڑ سے پتھر اٹھا کر سفید پہاڑ پر لے جائے تو عورت کو اپنے شوہر کا یہ حکم بھی بجالانا چاہیئے۔ (مسند احمد ج ۹، حدیث ۲۴۵۲۵)

مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمتہ اللہ علیہ اس حدیث پاک کے تحت فرماتے ہیں یہ فرمان مبارک مبالغے کے طور پر ہے۔ سیاہ و سفید پہاڑ قریب قریب نہیں ہوتے بلکہ دور دور ہوتے ہیں مقصد یہ ہے کہ اگر خاوند (شریعت کے دائرے میں رہ کر) مشکل سے مشکل کام کا بھی حکم دے تب بھی بیوی اسے کرے۔ کالے پہاڑ کا پتھر سفید پہاڑ پر پہنچانا سخت مشکل ہے کہ بھاری بوجھ لے کر سفر کرنا ہے۔ (مراۃ ج ۵ ص ۱۰۶)

بہت سی خواتین کی یہ عادت ہوتی ہے کہ بلا عذر شرعی اپنے میکے والوں کو سسرال والوں پر یا اپنے والدین کی مرضی اور پسند کو اپنے شوہر کی مرضی اور پسند پر ترجیح دیتی ہیں جو ہرگز درست نہیں اور گھر ٹوٹنے کا اہم سبب بنتا ہے۔ شرعی لحاظ سے بھی اسکی ممانعت ہے۔ جیسا کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان ارشاد فرماتے ہیں کہ عورت پر مرد کا حق خاص امور متعلقہ زوجیت میں اللہ عزوجل و رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم کے بعد تمام حقوق حتیٰ کہ ماں باپ کے حق سے زائد ہے ان امور میں اسکے احکام کی اطاعت اور اسکے ناموس کی نگداشت (یعنی اسکی عزت کی حفاظت) عورت پر فرض اہم ہے۔

(فتاوٰی رضویہ ج ۲۴،ص ۳۸۰)

بہت سی خواتین ایسی بھی ہیں جو بات بات پر میکے جانے کی بات، کرتی ہیں بلکہ بعض اوقات دھمکیاں بھی دیتی ہیں شوہر کی مرضی وخواہش کونظرانداز کر کے بس میکے جانے کی رٹ لگائے رکھتی ہیں۔ ایسی خواتین کو چاھیئے کہ شریعت کے حکم کو پیش نظر رکھ کہ فیصلہ کریں کہ وہ اپنی ضد میں حق بجانب ہیں یا شوہر کی حق تلفی کا شکار ہورہی ہیں چنانچہ اس ضمن میں اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں" (عورت) بے اسکے اذن (شوہر کی اجازت کے بغیر) محارم کے سوا کہیں نہیں جاسکتی اور محارم کے یہاں بھی (اگر بغیر اجازت جانا پڑے تو) ماں باپ کے یہاں ہر آٹھویں دن وہ بھی صبح سے شام تک کے لئے اور بہن بھائی، چچا ماموں، خالہ، پھوپھی کے یہاں سال بھر بعد (جاسکتی ہے) اور (بلا اجازت) شب کو کہیں (یعنی ماں باپ کے یہاں بھی) نہیں جاسکتی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

"اگر میں کسی کو غیر خدا کے سجدہ کا حکم دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے"۔

(فتاوٰی رضویہ ج ۲۴،ص ۳۸۰)

بیوی سے متعلق مذکورہ بلا شرعی احکامات بیان کرنے کا مطلب ہر گز یہ نہیں کہ شوہر کو کھلی چھوٹ مل گئی ہے اور اس پر اپنی بیوی کا کوئی حق نہیں بلکہ شوہروں کے لئے عرض ہے کہ جسطرح شریعت مطہرہ نے بیوی پر شوہر کے حقوق لازم کئے ہیں اسطرح شوہر پر بھی بیوی کے حقوق لاگو فرمائے ہیں۔ مثلاً اس کے نان ونفقہ (یعنی کھانے پینے رہنے وغیرہ) کی خبر گیری، مہر کی ادائیگی، حسنِ معاشرت (یعنی اچھی طرح رہنا، سہنا، حسنِ سلوک) نیک باتوں کی تعلیم، پردے اور شرم وحیا کی تاکید اور ہر جائز بات میں اسکی دل جوئی وغیرہ کرنا یہ تمام باتیں مرد پر عورت کا حق ہیں۔

(پردے کے بارے میں سوال جواب ص ۱۱۷)

اعلٰی حضرت امام احمد رضا خان رحمتہ اللہ علیہ سے سوال کیا گیا کہ بی بی کے حقوق شوہر پر کیا ہیں؟ فرمایا "نفقہ، سکنٰی (یعنی کھانا لباس و مکان) مہر، حسنِ معاشرت، نیک باتوں اور حیاو حجاب کی تعلیم و تاکید اور اسکے خلاف سے منع و تہدید، ہر جائز بات میں اسکی دلجوئی اور مردانِ خدا کی سنت پر عمل کی ہو تو ماورائے مناہی شرعیہ میں اسکی ایذا کا تحمل کمالِ خیر ہے (یعنی اگر بیوی کی طرف سے کسی خلاف مزاج بات کے سبب تکلیف پہنچے تو صبر کرنا بہت بڑی بھلائی ہے) اگرچہ حق زن نہیں۔

(فتاوٰی رضویہ ج ۲۴، ص ۳۷۱)

چنانچہ گھر کو امن کا گہوارہ بنانے کے لئے ضروری ہے کہ میاں بیوی آپس میں محبت والفت، مروت وورداری سے رہیں ایک دوسرے کے حقوق کی ادائیگی پر کمر بستے رہیں نہ ہی شوہر اپنی بیوی کو پیر کی جوتی، یا لونڈی یا کنیز سمجھے اور نہ ہی بیوی اپنے شوہر پر غالب آنے کی مذموم کوشش کرے۔

شوہر کو چاہیئے کہ اپنی بیوی کی ایسی باتوں کو جو خلافِ مزاج ہوں یا خلافِ معمول ہوں بشرطیکہ خلاف شرع نہ ہوں درگزر کرے، مار پیٹ گالی گلوچ، طعن وتشنیع سے باز رہے ورنہ گھر میں ایک تناؤ بدمزگی کی فضا قائم ہو جائیگی بیوی میں مزید ضد پیدا ہوگی اور صحیح بات بھی غلط لگے گی اور نتیجہ خانہ بربادی کی صورت میں سامنے آئے گا۔ شوہروں کو چاہیئے کہ ان دو فرامین مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم پر نظر رکھیں اور گھر بگڑنے سے بچائیں۔

حدیث ۱) "عورت پسلی سے پیدا کی گئی وہ تیرے لئے کبھی سیدھی نہیں ہو سکتی اگر تو اسے برتنا چاہے تو اسی حالت میں برت سکتا ہے اور سیدھا کرنا چاہے گا تو توڑ دے گا اور توڑنا طلاق ہے"۔

حدیث ۲) "مسلمان مرد (اپنی) عورت مومنہ کو مبغوض نہ رکھے (یعنی اس سے نفرت وبغض نہ رکھے) اگر اسکی ایک عادت بری معلوم ہوتی ہے تو دوسری پسند ہوگی"۔

(صحیح مسلم حدیث ۱۴۶۸،۱۴۶۹)

مطلب یہ کہ بیوی کی اچھائیوں پر نظر کرے اور خامیوں کی مناسب طریقے سے اصلاح کی کوشش جاری رکھے ۔ یونہی بیوی کو بھی چاہئے کہ اپنے شوہر کی اطاعت و فرمابرداری کے ذریعے اسے راضی رکھنے کی کوشش میں لگی رہے یہ نہ ہو کہ وہ شوہر کو اپنا غلام سمجھ لے کہ جو میں چاہوں وہی ہو بلکہ اپنے شوہر کو اپنا حاکم جانے اسکی تمام جائز خواہشات کو پورا کرنے کی سعی کرے اسکے ساتھ بدسلوکی، بد اخلاقی، بدمزاجی سے باز رہے اسکی نافرمانی سے بچے، اسکے حقوق میں کسی قسم کی کوتاہی نہ کرے ۔ بلکہ ایک دوسرے کے والدین، بہنیں، بھائی، رشتہ داروں کا بھی ادب واحترام کریں عزت کریں اور انکے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آئیں ۔ انشاءاللہ گھر امن کا گہوارہ بن جائے گا۔ بیوی کے لئے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ جنت نشان ہے "عورت اس حال میں مرے کہ اسکا شوہر اس سے راضی ہو وہ جنت میں داخل ہوگی"۔ (سنن ترمذی ج ۲، حدیث ۱۱۶۴)

شوہر کے لئے ایک حکایت مغفرت نشان ملاحظہ ہو۔

"ایک شخص کی بیوی نے کھانے میں نمک زیادہ ڈال دیا اسے غصہ تو بہت آیا مگر یہ سوچتے ہوئے وہ غصے کو پی گیا کہ میں تو خطائیں کرتا رہتا ہوں اگر آج میں نے بیوی کی خطا پر سختی سے گرفت کی تو کہیں ایسا نہ ہو کہ کل بروز قیامت اللہ عزوجل میری خطاؤں پر گرفت فرمالے ۔ چنانچہ اس نے دل ہی دل میں اپنی زوجہ کی خطا معاف کردی ۔ انتقال کے بعد اسکو کسی نے خواب میں دیکھ کر پوچھا اللہ عزوجل نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ اس نے جواب دیا کہ گناہوں کی کثرت کے سبب عذاب ہونے ہی والا تھا کہ اللہ عزوجل نے فرمایا "میری بندی نے سالن میں نمک زیادہ ڈال دیا تھا اور تم نے اسکی خطا معاف کردی تھی جاؤ میں بھی اسکے صلہ میں تم کو آج معاف کرتا ہوں"۔ (بیاناتِ عطاریہ حصہ دوم ۱۶۴)

گھر ٹوٹنے کا ایک اہم سبب بیوی کا خود سے لاپرواہی برتنا بھی ہوتا ہے جبکہ اسکا شوہر شوقین مزاج ہو بعض

شوہر اپنی بیوی کو بنا سنورا دیکھنا پسند کرتے ہیں زیورات و بناؤ سنگھار کے زریعے بیوی اپنے شوہر کی رغبت بڑھنے کا سبب بنتی ہے ایسے میں جب بیوی خود سے لاپرواہی کا مظاہرہ کرے میلے کپڑے، اجاڑ چہرہ، بکھرے بالوں کے ساتھ اپنے شوہر کے سامنے آتی ہے تو شوہر کا دل اس سے سخت بیزاری ونفرت محسوس کرتا ہے پھر یہی بیزاری اسے دوسری بنی سنوری عورتوں کی طرف متوجہ کرتی ہے اور یوں آگے چل کر عورت کو طلاق کا منہ دیکھنا پڑتا ہے جبکہ اسکا شوہر اپنی من پسند عورت سے دوسری شادی رچالیتا ہے۔ چنانچہ عورت کو چاھئیے کہ وہ اپنے شوہر کے لئے زیب وزینت اختیار کریں۔صفائی ستھرائی کا لحاظ رکھیں، کنگھی چوٹی، زیوارت وصاف ستھرے لباس کی طرف توجہ رکھیں گھر کی سجاوٹ وصفائی کے ساتھ ساتھ اپنے اوپر بھی توجہ دیں تو انسأ اللہ عزوجل شوہر کی توجہ اپنی طرف مبذول رکھنے میں خاطر خواہ کامیابی حاصل ہوگی۔ویسے بھی عورت کا اپنے شوہر کے لئے بننا سنورنا کا ثواب ہے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔"عورت کا اپنے شوہر کے لئے گہنا (زیور) پہنا، بناؤ سنگار کرنا باعث اجر عظیم اور اسکے حق مین نماز نفل سے افضل ہے، بعض صالحات (یعنی نیک بیبیاں) کہ خود اور انکے شوہر دونوں اولیأ کرام سے تھے ہر شب بعد نماز عسأ پورا سنگار کرکے دلھن بن کر اپنے شوہر کے پاس آتس راگر انھیں اپنی طرف حاجت مند پاتیں حاظر رہیں ھ ورنہ زیور و لباس اتار کر مصلٰے بچھاتیں اور نماز میں مشغول ہوجاتیں اور دلھن کو سجانا تو سنتِ قدیمہ اور بہت احادیث سے ثابت ہے۔ (فتاوٰی رضویہ ج ۲۲،ص ۱۶۲)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمتہ اللہ علیہ اسی فتاوٰی رضویہ ج ۲۲ میں فرماتے ہیں کہ"بلکہ عورت کا باوصف قدرت بالکل بے زیور رہنا مکروہ ہے کہ مردوں سے تشبہ (مشابہت) ہے مزید فرماتے ہیں حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مولا علی کرم اللہ وجھہ الکریم سے فرمایا۔اے علی! اپنے گھر کی خواتین کو حکم دو کہ بغیر زیور نماز نہ پڑھیں۔

(المعجم الاوسط الطبرانی ج ۴ حدیث ۵۹۲۹)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا عورت کا بے زیور نماز پڑھنا مکروہ (یعنی ناپسندیدہ) جانتیں اور فرماتیں ہیں کچھ نہ پائے تو ایک ڈورا ہی گلے میں باندھ لے۔

(السنن الکبریٰ للبیھقتی ج ۲، حدیث ۳۲۶۷)

شادی خانہ بربادی کے جہاں اور اسباب سامنے آئے وہیں ایک سبب عورت کا ظاہری حسن وحلیہ شوہر کی خواہش و پسند کے مطابق نہ ہونا بھی ہے۔ بہت سے شوہر معاشرے میں اسے بھی پائے جاتے ہیں جو خوب سیرتی کے ساتھ ساتھ خوبصورتی کے بعد بھی متلاشی ہوتے ہیں۔ گھر والے کاگی جدو جہد وتلاش بیار کے بعد اچھی شکل وصورت کی حامل لڑکی ڈھونڈنے میں کامیاب تو ہو جاتے ہیں۔ مگر جب نکاح کے بعد شوہر اپنی بیوی کو دیکھتا ہے تو وہ اسکی پسند ومعیار ہر پوری اترتی ہوئی نظر نہیں آتی جسکے نتیجے میں پہلے ہی دن سے شوہر کی وہ توجہ ومحبت عورت کو نہیں مل پاتی جسکی ایک بیوی اپنے شوہر سے توقع ق خواہش رکھتی ہے۔ اسطرح بیوی کے دل میں بھی شوہر کی بے توجہی ایک دراڑ ڈال دیتی ہے جو بڑھتے بڑھتے جدائی کا سبب بن جاتی ہے۔ لہٰذا اس سبب کا سدباب بھی کیا جانا ازحد ضروری ہے۔ چنانچہ شریعت مطہرہ نے اس معاملے میں بھی انتہائی آسانی عطا فرمائی کہ نکاح سے قبل لڑکا لڑکی کو دیکھ سکتا ہے یوہی لڑکی بھی لڑکے کو دیکھ سکتی ہے صدرالشریعہ مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ (مرد عورت کے ایک دوسرے کو دیکھنے کی اجازت کی) ایک صورت اور بھی ہے وہ یہ کہ اس عورت سے نکاح کرنے کا ارادہ ہو تو اس نیت سے دیکھنا جائز ہے کہ حدیث میں آیا ہے کہ جس سے نکاح کرنا چاھتے ہو اسکو دیکھ لو یہ بقائے محبت کا ذریعہ ہوگا۔

(سنن ترمذی ج ۲، حدیث ۱۰۸۹)

اسی طرح عورت اس مرد کو جس نے اسکے پاس (نکاح کے لئے) پیغام بھیجا ہے دیکھ سکتی ہے اگرچہ اندیشہ شہوت ہو مگر دیکھنے میں دونوں کی یہی نیت ہو کہ حدیث پر عمل کرنا چاھتے ہیں۔ (بہار

شریعت جلد ۱۶،ص ۹۰)

اور اگر لڑکے لڑکی کا ایک دوسرے کو دیکھنا ممکن ہو تو اسکی صورت بیان کرتے ہوئے صدر الشریعہ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں "جس عورت سے نکاح کرنا چاہتا ہے اسکو دیکھنا ناممکن ہو جیسا کہ اس زمانے کا رواج ہے یہ ہے کہ اگر کسی نے نکاح کا پیغام دے دیا تو کسی طرح بھی اسے لڑکی کو نہیں دیکھنے دینگے یعنی اس سے اتنا زبردست پردہ کیا جاتا ہے کہ دوسرے سے اتنا پردہ نہیں ہوتا اس صورت میں اس شخص کو چاہیئے کہ کسی عورت کو بھیج کر دکھوالے اور وہ آکر اسکے سامنے سارا حلیہ ونقشہ وغیرہ بیان کردے تاکہ اسے اسکی شکل وصورت کے متعلق اطمینان ہو جائے۔ (بہارِ شریعت جلد ۱۶،ص ۹۰)

ازدواجی زندگی میں اختلافات ولڑائی جھگڑے ایک وجہ بیوی کی آزادخیالی بھی ہے کہ جب شوہر بیوی کو غیر مردوں کے سامنے جانے یا بے پردہ باہر نکلنے سے روکتا ہے تو خود عورت کو شوہر کا روکنا ٹوکنا گراں گزارتا ہے ساتھ ہی میکے والے یا اسکی سہیلیاں کزنز وغیرہ بھی اسے اکسانے اور بھڑکاتے ہیں کہ تمھارا شوہر تو بہت سختی کرتا ہے اس نے تمھیں گھر میں قید کرکے رکھ دیا ہے۔اس سے طلاق لے کر پیچھا چھڑا لو وغیرہ وغیرہ ایسے میں عورت بھی جو کہ ناقص العقل بھی ہوتی ہے دوسروں کی باتوں میں فوراً آجاتی ہے اور شوہر سے علحیدگی کی ٹھان لیتی ہیں اور اسکے سر ہو جاتی ہیں کہ یا تو یہ روک ٹوک بند کرو یہ مجھے آزاد کردو، دنیا بہت آگے نکل چکی ہے۔اسلام میں اتنی سختی نہیں اور پردہ تو دل کا ہوتا ہے وغیرہ وغیرہ چنانچہ ایسی بیویوں کو چاہیئے کہ شریعت نے عورت کے پردے سے متعلق اور باہر نکلنے سے متعلق جو احکامات نافذ فرمائے ہیں انھیں پیشِ نظر رکھیں اور اپنے گھر کو برباد ہونے سے بچایئں اور ایسے لوگوں کی باتوں کو بھی ذرا اہمیت نہ دیں جو غیر شرعی مطالبات کے زریعے اسکا گھر بگاڑنا چاہتے ہیں۔

چنانچہ اس ضمن میں عورت کا گھر سے باہر نکلنے کے متعلق شرعی حکم ملاحظہ ہو کہ گھر سے باہر نکلتے وقت عورت کو کن کن باتوں کا خیال رکھنا چاہیئے۔ چنانچہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمتہ اللہ علیہ ارشاد

فرماتے ہیں کہ "جو وضع لباس (یعنی لباس کی بناوٹ) وطریقہ پوشت (یعنی پہنے کا انداز) اب عورت میں رائج ہے کہ کپڑے باریک جن سے بدن چمکتا ہے یا سر کے بالوں یا گلے یا بازو یا کلائی یا پیٹ یا پنڈلی کا کوئی حصہ کھلا ہو یوں تو سوائے خاص محارم کے جن سے نکاح ہمیشہ کو حرام ہے کسی کے سامنے ہونا سخت حرامِ قطعی ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱، ص ۱۹۶)

عورت کا ہر اجنبی بالغ مرد سے پردہ ہے جو محرم نہ ہو وہ اجنبی ہوتا ہے۔ محرم سے مراد وہ مرد ہیں جن سے ہمیشہ کے لئے نکاح حرام ہو۔ یہاں تک کہ دیور بھابھی کا بھی پردہ ہے جیسا کہ حدیث مبارکہ میں آیا کہ ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دیور کے متعلق کیا حکم ہے فرمایا دیور موت ہے" (بخاری ج ۳، ۵۲۳۲)

اسی طرح خالہ زاد، ماموں زاد، چچازاد، تایازاد، خالو، پھوپھا سے بھی پردہ ہے اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ ان لوگوں سے پردے کی تاکید کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ جیٹھ، دیور،، بہنوئی، پھپھا، خالو چچازاد، ماموں زاد، پھپی زاد، خالہ زاد بھائی یہ سب لوگ عورت کے لئے محض اجنبی (یعنی غیر مرد) ہیں بلکہ ان کا ضرر (نقصان) نرے (یعنی مطلقاً) بیگانے (یعنی پرائے) شخص ضرر سے زائد ہے کہ محض غیر (یعنی ناواقف) آدمی گھر میں آتے ہوئے ڈرے گا اور یہ (یعنی بیان کردہ رشتے دار) آپس کے میل جول (اور جان پہچان) کے باعث خوف نہیں رکھتے۔ عورت نرے اجنبی شخص سے دفعۃً (فوراً) میل نہیں کھا سکتی (یعنی بے تکلیف نہیں ہو سکتی) اور ان مزکورہ رشتہ داروں سے لحاظ ٹوٹا ہوتا ہے (بے تکلیفی ہوتی ہے) لہذا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر عورتوں کے پاس جانے کو منع فرمایا (تو) ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "جیٹھ دیور کے لئے کیا حکم ہے"؟

فرمایا! "جیٹھ دیور تو موت ہیں"۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۲ ص ۲۱۷)

اسی طرح منہ بولے باپ، بھائی، بیٹے وغیرہ سے بھی عورت کو پردے کا حکم ہے اسی طرح پیر د

استاد سے بھی پردہ ہے۔ لہذا عورت کو چاہیئے کہ شوہر بے پردگی سے منع کرتا ہو تو اسکی اطاعت کرے اور دوسروں کی باتوں میں آکر اپنا گھر برباد نہ کرے۔ اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عورت اگر (شوہر کا حکم) نہ مانے گی اللہ قھار عزوجل کے غضب میں گرفتار ہوگی۔ جب تک شوہر ناراض رہے گا عورت کی کوئی نماز قبول نہ ہوگی۔ اللہ عزوجل کے فرشتے عورت پر لعنت کرینگے۔ اگر طلاق مانگے گی تو منافقہ ہوگی جو لوگ عورت کو بھڑ کاتے شوہر سے بگاڑ پر ابھارتے ہیں وہ شیطان کے پیارے ہیں۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۲ ص ۲۱۷)۔

الغرض شادی خانہ آبادی کو خانہ بربادی تک لے جانے میں بہت سے عوامل کارفرما ہوتے ہیں جسکا سدباب مشکل صحیح مگر ناممکن نہیں۔ بس ضرورت اس بات کی ہے کہ اگر دونوں فریقین اپنی زندگی کے معاملات بلخصوص شادی جیسے مقدس امر میں شرعی تقاضوں کو ملحوظ خاطر رکھیں اور ہر ہر قدم اٹھانے سے پہلے اس بات کو پیش نظر رکھیں کہ شریعت کا اس بارے میں کیا فیصلہ ہے۔ اگر ہر مسلمان اس اصول کو اپنالے تو ہر گھر امن کا گھوارہ بن جائے گا۔ اے کاش کہ ہمارے اند عفوو درگزر، صبر وتحمل، احترام مسلم، عیب پوشی، خروخواہی و دلجوئی، محبت و مروت جیسے سنہرے اوصاف پیدا ہوجائیں تو انشاء اللہ عزوجل گھریلو ناچاقیاں کبھی جنم نہ لینگی۔

اللہ عزوجل سے دعا ہے کہ وہ ہر مسلمان کو شریعت کے مطابق زندگی گزارنے اور ایک دوسرے کے حقوق کی ادائیگی کرنے والا بنادے اور مسلمان کا ہر ہر گھر امن کا گوارہ بن جائے بالخصوص نکاح جیسی عظیم سنت شادی خانہ آبادی کی صورت میں ہر ہر گھر میں قائم نظر آئے۔

آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ وعلیہ وسلم

خاکارئے امیر اہلسنت دامت برکاتھم العالیہ

دُرُودِ پاک کی فضیلت

نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْ وَر، دو جہاں کے تاجوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم نے ارشاد فرمایا: "جس نے مجھ پر سو مرتبہ دُرُود پاک پڑھا اللہ تعالیٰ اُس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لکھ دیتا ہے کہ یہ نِفاق اور جہنم کی آگ سے آزاد ہے اور اُسے بروزِ قیامت شُہداء کے ساتھ رکھے گا۔"
(مجمع الزوائد، کتاب الادعیۃ، باب فی الصلاۃ علی النبی، الحدیث ۱۷۲۹۸، ج۱۰، ص ۲۵۲)

ادھورا کام

سرکارِ مکّہ مکرَّمہ، سردارِ مدینہ منوّرہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم نے فرمایا، جو بھی اَھَم کام بِسمِ اللہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم کے ساتھ شُروع نہیں کیا جاتا وہ اَدھورا رہ جاتا ہے۔ (الدُّرُ المَنثُور ج۱ ص ۲۶)

بسم اللہ پڑھتے جائیے

کھانے کھلانے، پینے پلانے، رکھنے اُٹھانے، دھونے پکانے، پڑھنے پڑھانے، چلنے (گاڑی وغیرہ) چلانے، اُٹھنے اٹھانے، بیٹھنے بٹھانے، بتّی جلانے، پنکھا چلانے، دسترخوان بچھانے بڑھانے، بچھونا لپیٹنے بچھانے، دکان کھولنے بڑھانے، تالا کھولنے لگانے، تیل ڈالنے عطر لگانے، بیان کرنے نعت شریف سنانے، جوتی پہننے عمامہ سجانے، دروازہ کھولنے بند فرمانے، اَلْغَرَض ہر جائز کام کے شروع میں (جبکہ کوئی مانعِ شَرعی نہ ہو) بِسمِ اللہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم پڑھنے کی عادت بنا کر اِس کی بَرَکتیں لُوٹنا عین سَعادت ہے۔

نکاح کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً

(پ۴، النساء: ۳.)

نکاح کرو جو تمھیں خوش آئیں عورتوں سے دو دو اور تین تین اور چار چار۔ اور اگر یہ خوف ہو کہ انصاف نہ کرسکو گے تو ایک سے۔ اور فرماتا ہے:

وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَآئِكُمْ اِنْ يَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۳۲﴾ وَلْيَسْتَعْفِفِ الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ نِكَاحًا حَتّٰى يُغْنِيَهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ

(پ۱۸، النور: ۳۲۔ ۳۳.)

اپنے یہاں کی بے شوہر والی عورتوں کا نکاح کردو اور اپنے نیک غلاموں اور باندیوں کا۔ اگر وہ محتاج ہوں تو اللہ (عزوجل) اپنے فضل کے سبب اُنھیں غنی کردے گا۔ اور اللہ (عزوجل) وسعت والا علم والا ہے اور چاہیے کہ پارسائی کریں وہ کہ نکاح کا مقدور نہیں رکھتے یہاں تک کہ اللہ (عزوجل) اپنے فضل سے انھیں مقدور والا کردے۔

نکاح کے فضائل اور نیک عورت کی خوبیاں

حدیث ۱: بخاری و مسلم و ابوداود و ترمذی و نسائی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "اے جوانو! تم میں جو کوئی نکاح کی استطاعت رکھتا ہے وہ نکاح کرے کہ یہ اجنبی عورت کی طرف نظر کرنے سے نگاہ کو روکنے والا ہے اور شرمگاہ کی حفاظت کرنے

والا ہے اور جس میں نکاح کی استطاعت نہیں وہ روزے رکھے کہ روزہ قاطع شہوت ہے۔"
(صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب من لم یستطع الباءۃ فلیصم، الحدیث:۵۰۶۶، ج۳،ص ۴۲۲.)

حدیث ۲: ابن ماجہ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "جو خدا سے پاک وصاف ہو کر ملنا چاہے، وہ آزاد عورتوں سے نکاح کرے۔"
(سنن ابن ماجہ"، أبواب النکاح، باب تزویج الحرائر والولود، الحدیث: ۱۸۶۲، ج ۲،ص ۴۱۷)

حدیث ۳: بیہقی ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو میرے طریقہ کو محبوب رکھے، وہ میری سُنت پر چلے اور میری سُنت سے نکاح ہے۔

" کنز العمال" کتاب النکاح، الحدیث:۴۴۴۰۶، ج۱۶،ص ۱۱۶

حدیث ۴: مسلم ونسائی عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: دنیا متاع ہے اور دنیا کی بہتر متاع نیک عورت۔"
"صحیح مسلم" کتاب الرضاع، باب خیر متاع الدنیا... إلخ، الحدیث:۱۴۶۷،ص ۷۷۴.

حدیث ۵: ابن ماجہ میں ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے تھے، تقوے کے بعد مؤمن کے لیے نیک بی بی سے بہتر کوئی چیز نہیں۔ اگر اُسے حکم کرتا ہے تو وہ اطاعت کرتی ہے اگر اسے دیکھے تو خوش کر دے اور اس پر قسم کھا بیٹھے تو قسم سچی کر دے اور کہیں کو چلا جائے تو اپنے نفس اور شوہر کے مال میں بھلائی کرے (خیانت وضائع نہ کرے)۔
"سنن ابن ماجہ"، أبواب النکاح، باب افضل النساء، الحدیث:۱۸۵۷،ص ۴۱۴.

حدیث ۶: طبرانی کبیر و اوسط میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "جسے چار چیزیں ملیں اُسے دُنیا وآخرت کی بھلائی ملی۔ 1 دل شکر گزار، 2 زبان یادِ خدا کرنے والی اور 3 بدن بلا پر صابر اور 4 ایسی بی بی کہ اپنے نفس اور مالِ شوہر میں گناہ کی جویاں نہ

ہو۔" "المعجم الکبیر" الحدیث: ۱۱۲۷۵، ج ۱۱،ص ۱۰۹

حدیث ۷: امام احمد و بزار و حاکم سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "تین چیزیں آدمی کی نیک بختی سے ہیں اور تین چیزیں بد بختی سے۔ نیک بختی کی چیزوں میں نیک عورت اور اچھا مکان (یعنی وسیع یا اس کے پروسی اچھے ہوں) اور اچھی سواری اور بد بختی کی چیزیں بد عورت، بُرا مکان، بُری سواری۔"

"المسند" للامام أحمد بن حنبل، مسند أبي اسحاق سعد بن أبي وقاص، الحدیث: ۱۴۴۵، ج ۱،ص ۳۵۷.

حدیث ۸: طبرانی و حاکم انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: جسے اللہ (عزوجل) نے نیک بی بی نصیب کی اس کے نصف دین پر اعانت فرمائی تو نصف باقی میں اللہ (عزوجل) سے ڈرے (تقوی و پرہیز گاری کرے)۔

"المعجم الاوسط"، الحدیث: ۹۷۲، ج ۱،ص ۲۷۹

حدیث ۹: بخاری و مسلم و ابو داود و نسائی و ابن ماجہ ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "عورت سے نکاح چار باتوں کی وجہ سے کیا جاتا ہے (نکاح میں ان کا لحاظ ہوتا ہے)۔ 1 مال و 2 حسب و 3 جمال و 4 دِین اور تو دِین والی کو ترجیح دے۔"

صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب ال أکفاء فی الدین، الحدیث: ۵۰۹۰،ص ۴۲۹

حدیث ۱۰: ترمذی و ابن حبان و حاکم ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ||تین شخصوں کی اللہ تعالیٰ مدد فرمائے گا۔ 1 اللہ (عزوجل) کی راہ میں جہاد کرنے والا اور 2 مکاتب کہ ادا کرنے کا ارادہ رکھتا ہے اور 3 پارسائی کے ارادے سے نکاح کرنے والا۔"

"جامع الترمذی" أبواب فضائل الجهاد، باب ماجاء فی المجاھد... إلخ، الحدیث: ۱۶۶۱، ج ۳،ص ۲۴۷

حدیث ۱۱: ابو داود و نسائی و حاکم معقل بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی، یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) میں نے عزت و منصب و مال والی ایک عورت پائی، مگر اُس کے بچہ نہیں ہوتا کیا میں اُس سے نکاح کر لوں؟ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے منع فرمایا۔ پھر دوبارہ حاضر ہو کر عرض کی، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے منع فرمایا، تیسری مرتبہ حاضر ہو کر پھر عرض کی، ارشاد فرمایا: ''ایسی عورت سے نکاح کرو، جو محبت کرنے والی، بچہ جننے والی ہو کہ میں تمھارے ساتھ اور اُمتوں پر کثرت ظاہر کرنے والا ہوں۔''

''سنن أبي داود'' کتاب النکاح، باب النھی عن تزویج من لم یلد من النساء الحدیث: ۲۰۵۰، ج ۲، ص ۳۱۹.

حدیث ۱۲: ابن ابی حاتم ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، اُنھوں نے فرمایا کہ: اللہ (عزوجل) نے جو تمھیں نکاح کا حکم فرمایا، تم اُسکی اطاعت کرو اُس نے جو غنی کرنے کا وعدہ کیا ہے پورا فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اگر وہ فقیر ہوں گے تو اللہ (عزوجل) اُنھیں اپنے فضل سے غنی کر دے گا۔''

''کنز العمال'' کتاب النکاح، الحدیث: ۴۵۵۷۶، ج ۱۶، ص ۲۰۳.

حدیث ۱۳: ابویعلی جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں: ''جب تم میں کوئی نکاح کرتا ہے تو شیطان کہ ہائے افسوس! ابن آدم نے مجھ سے اپنا دو تہائی دین بچالیا۔''

''کنز العمال''، کتاب النکاح، الحدیث: ۴۴۴۴۷، ج ۱۶، ص ۱۱۸

حدیث ۱۴: ایک روایت میں ہے، کہ فرماتے ہیں: ''جو اتنا مال رکھتا ہے کہ نکاح کرلے، پھر نکاح نہ کرے، وہ ہم میں سے نہیں۔''

''المصنف''، لابن أبي شیبة، کتاب النکاح، في التزویج من کان یامر بہ و یحث علیہ، ج ۳، ص ۲۷۰

نکاح کے احکام

مسئلہ: اعتدال کی حالت میں یعنی نہ شہوت کا بہت زیادہ غلبہ ہو نہ عنین (نامرد) ہو اور مَہر و نفقہ

پر قدرت بھی ہو تو نکاح سُنّتِ مؤکدہ ہے کہ نکاح نہ کرنے پر اڑا رہنا گناہ ہے اور اگر حرام سے بچنا یا اتباعِ سُنّت و تعمیل حکم یا اولاد حاصل ہونا مقصود ہے تو ثواب بھی پائے گا اور اگر محض لذت یا قضائے شہوت منظور ہو تو ثواب نہیں۔

''الدر المختار'' و'' رد المحتار''، کتاب النکاح، مطلب: کثیرً امایتساھل فی اطلاق المستحب علی السنۃ، ج ۴، ص ۷۳.

مسئلہ: شہوت کا غلبہ ہے کہ نکاح نہ کرے تو معاذ اللہ اندیشۂ زنا ہے اور مہر و نفقہ کی قدرت رکھتا ہو تو نکاح واجب۔ یوہیں جبکہ اجنبی عورت کی طرف نگاہ اُٹھنے سے روک نہیں سکتا یا معاذ اللہ ہاتھ سے کام لینا پڑے گا تو نکاح واجب ہے۔ ''الدر المختار'' و'' رد المحتار''، کتاب النکاح، ج ۴، ص ۷۲

مسئلہ: یہ یقین ہو کہ نکاح نہ کرنے میں زنا واقع ہو جائے گا تو فرض ہے کہ نکاح کرے۔

''الدر المختار''، کتاب النکاح، ج ۴، ص ۷۲

مسئلہ: اگر یہ اندیشہ ہے کہ نکاح کریگا تو نان نفقہ نہ دے سکے گا یا جو ضروری باتیں ہیں ان کو پورا نہ کر سکے گا تو مکروہ ہے اور ان باتوں کا یقین ہو تو نکاح کرنا حرام مگر نکاح بہر حال ہو جائے گا۔

المرجع السابق، ص ۷۴.

مسئلہ ۸: نکاح اور اُس کے حقوق ادا کرنے میں اور اولاد کی تربیت میں مشغول رہنا، نوافل میں مشغولی سے بہتر ہے۔ ''رد المحتار''، کتاب النکاح، ج ۴، ص ۶۶

شادی کتنی عمر میں ہونی چاہئے؟

سُوال: نکاح کتنی عمر میں کرنا چاہئے؟

جواب: والدین کو چاہئے کہ جوں ہی اولاد بالغ ہو اِن کا نکاح کر دیں۔ اس ضمن میں دو فرامین مصطفےٰ صَلَّی اللہُ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم مُلاحظہ فرمایئے: (۱) جس کے گھر لڑکا پیدا ہو وہ اُس کا اچھا نام رکھے، نیک ادب سکھائے اور جب بالغ ہو پھر اس کا نکاح کر دے۔ اگر اس کا نکاح بُلُوغت کے وَقت (یعنی

بالغ ہو جانے کے باوُجود) نہ کیا اور وہ کسی گناہ کا مرتکب ہوا تو اس کا گناہ باپ پر ہوگا۔
(شُعَبُ الاِیمان لِلْبَیہَقی ج ۶ ص ۴۰۱ حدیث ۸۶۶۶)

مُفَسّرِ شہیر حکیمُ الاُمّت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان اس حدیثِ پاک کے الفاظ "اس کا گناہ باپ پر ہوگا" کے تحت فرماتے ہیں: یہ اس صورت میں ہے کہ بچّہ غریب ہو خود نکاح کرنے پر قادِر نہ ہو اور اگر باپ امیر ہو اور اولاد کا نکاح کر سکتا ہے مگر لاپرواہی یا امیر (گھرانے کی لڑکی) کی تلاش میں نکاح نہ کرے، تب بچّے کے گناہ کا وبال اُس لاپرواہ باپ پر ہوگا۔ (مراۃ ج ۵ ص ۳۰) (۲) "تو رات" میں لکھا ہوا ہے جس کی لڑکی بارہ سال کی ہوگئی اور وہ اس کا نکاح نہ کرے اگر وہ لڑکی کسی گناہ کو پہنچی تو اس کا گناہ باپ پر ہوگا۔ (شُعَبُ الاِیمان ج ۶ ص ۴۰۲ حدیث ۸۶۶۹) مراۃ المناجیح جلد 5 صَفحہ 31 پر اس حدیث پاک کے الفاظ "جس کی لڑکی بارہ سال کی ہوگئی اور وہ اس کا نکاح نہ کرے" کے تحت فرماتے ہیں: یعنی کُفو ملتا ہو اور یہ شخص نکاح کر دینے پر قادِر ہو پھر بھی محض دولتمند کی تلاش میں لاپرواہی سے نکاح نہ کرے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ توفیق دے تو لڑکی کا نکاح بارہ سال کی عمر سے پہلے ہی کر دے اب تو پچیس تیس سال تک کی لڑکیاں گھروں میں بیٹھی رہتی ہیں، نہ بی اے (پاس کیا ہوا) لاکھ پتی ملتا ہے نہ نکاح ہوتا ہے۔ رب تعالیٰ مسلمانوں کی آنکھیں کھولے۔ اور "اس کا گناہ باپ پر ہوگا۔" کے تحت فرماتے ہیں: یعنی اس کا گناہ باپ پر بھی ہے کیونکہ وہ اس کا سبب بنا۔ (مراۃ ج ۵ ص ۳۱) افسوس! آج کل دُنیوی رَسم و رَواج کی وجہ سے شادیوں میں غیر معمولی تاخیر کی جاتی ہے جس کی وجہ سے عشقِ مجازی بھی پروان چڑھتا اور بے شُمار گناہوں کا سلسلہ چلتا ہے۔ کاش! کوئی ایسا مَدَنی رَواج قائم ہو جائے کہ بچّہ اور بچّی جُوں ہی بُلُوغَت کی دِہلیز پر قدم رکھیں ان کے نکاح ہو جایا کریں کہ اِن شاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ اس طرح ہمارا مُعاشرہ بے شمار بُرائیوں سے بچ جائیگا۔

(پردے کے بارے میں سوال جواب)

نکاح کی نیّتیں

نُو ر کے پیکر، تمام نبیوں کے سَر وَر، دو جہاں کے تاجو ر، سلطانِ بَحر و بَر صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کافرمانِ عالیشان ہے:

نِیَّةُ الْمُؤْمِنِ خَیْرٌ مِّنْ عَمَلِهٖ ○ یعنی مسلمان کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے۔

(المعجم الکبیر للطبرانی، الحدیث: ۵۹۴۲، ج۶، ص ۱۸۵)

جتنی اچھی نیّتیں زِیادہ، اُتنا ثواب بھی زِیادہ۔

شیخ طریقت امیر اہلسنّت بانی دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ فرماتے ہیں: نکاح کرنے والے کو چاہئے کہ اچھی اچھی نیتیں کر لے تاکہ دیگر فوائد کے ساتھ ساتھ وہ ثواب کا بھی مستحق ہو سکے۔

"نکاح سنّت ہے" کے نو حروف کی نسبت سے نکاح کی ۹ نیتیں

(۱) سنتِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کی ادائیگی کروں گا (۲) نیک عورت سے نکاح کروں گا (۳) اچھی قوم میں نکاح کروں گا (۴) اس کے ذریعے ایمان کی حفاظت کروں گا (۵) اس کے ذریعے شرمگاہ کی حفاظت کروں گا (۶) خود کو بدنگاہی سے بچاؤں گا (۷) محض لذت یا قضائے شہوت کے لیے نہیں حصولِ اولاد کے لئے تَخلِیَہ کروں گا (۸) ملاپ سے پہلے "بسم اللہ" اور مسنون دعا پڑھوں گا (۹) سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کی اُمت میں اِضافے کا ذَرِیعہ بنوں گا۔

مَدَنی مشورہ: شادی شدگان نیتوں وغیرہ کی مزید معلومات کے لئے فتاویٰ رضویہ (تخریج شدہ) جلد 23 صفحہ نمبر: 385 ,386 پر مسئلہ نمبر 42,41 کا مطالعہ فرمالیں۔ (ماخوذ از تربیتِ اولاد، ص ۳۳)

(سنّتِ نکاح)

نکاح کے مستحبات

مسئلہ: نکاح میں یہ امور مستحب ہیں:

1 علانیہ ہونا۔ 2 نکاح سے پہلے خطبہ پڑھنا، کوئی سا خطبہ ہو اور بہتر وہ ہے جو حدیث میں وارد ہوا۔ 3 مسجد میں ہونا۔ 4 جمعہ کے دن۔ 5 گواہانِ عادل کے سامنے۔ 6 عورت عمر، حسب ، مال، عزت میں مرد سے کم ہو اور 7 چال چلن اور اخلاق وتقویٰ و جمال میں بیش ہو۔

"الدرالمختار"، کتاب النکاح، ج ۴، ص ۷۵

حدیث میں ہے: "جو کسی عورت سے بوجہ اُسکی عزت کے نکاح کرے، اللہ (عزوجل) اسکی ذلت میں زیادتی کریگا اور جو کسی عورت سے اُس کے مال کے سبب نکاح کریگا، اللہ تعالیٰ اُسکی محتاجی ہی بڑھائے گا اور اُس کے حسب کے سبب نکاح کریگا تو اس کے کمینہ پن میں زیادتی فرمائے گا اور جو اس لیے نکاح کرے کہ اِدھر اُدھر نگاہ نہ اُٹھے اور پاکدامنی حاصل ہو یا صلۂ رحم کرے تو اللہ عزوجل اس مرد کے لیے اُس عورت میں برکت دے گا اور عورت کے لیے مرد میں۔"

"المعجم الاوسط"، الحدیث ۲۳۴۲، ج ۲، ص ۱۸.

اس حدیث کو امام طبرانی علیہ رحمۃ اللہ الھادی نے حضرت سیدُنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا، فتح القدیر میں یوں ہی ہے۔۔۔۔علمیہ

مسئلہ: جس ۸ سے نکاح کرنا ہو اُسے کسی معتبر عورت کو بھیج کر دکھوالے اور عادت و اطوار و سلیقہ وغیرہ کی خوب جانچ کرلے کہ آئندہ خرابیاں نہ پڑیں۔ کو آری ۹ عورت سے اور جس سے اولاد زیادہ ہونے کی اُمید ہو نکاح کرنا بہتر ہے۔ سن رسیدہ اور بدخلق اور زانیہ سے نکاح نہ کرنا بہتر۔

"ردالمحتار"، کتاب النکاح، مطلب: کثیرً امایتساھل فی اطلاق المستحب علی السنۃ، ج ۴، ص ۷۶، وغیرہ۔

مسئلہ: عورت ۱۰ کو چاہیے کہ مرد دیندار، خوش خلق، مال دار، سخی سے نکاح کرے، فاسق بدکار سے نہیں۔ اور ایسا بھی نہ چاہیے کہ کوئی اپنی جوان لڑکی کا بوڑھے سے نکاح کردے۔

"ردالمحتار"، کتاب النکاح، مطلب: کثیرً امایتساھل فی اطلاق المستحب علی السنۃ، ج ۴، ص ۷۷

یہ مستحباتِ نکاح بیان ہوئے، اگر اِس کے خلاف نکاح ہوگا جب بھی ہوجائے گا۔

مسئلہ ۱۲: ایجاب و قبول یعنی مثلاً ایک کہے میں نے اپنے کو تیری زوجیت میں دیا۔ دوسرا کہے میں نے قبول کیا۔ یہ نکاح کے رکن ہیں۔ پہلے جو کہے وہ ایجاب ہے اور اُس کے جواب میں دوسرے کے الفاظ کو قبول کہتے ہیں۔ یہ کچھ ضرور نہیں کہ عورت کی طرف سے ایجاب ہو اور مرد کی طرف سے قبول بلکہ اِس کا اُلٹا بھی ہوسکتا ہے۔

"الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب النکاح، مطلب: کثیر اًمایتساھل فی اطلاق المستحب علی السنۃ، ج ۴، ص ۷۸.

(سنّتِ نکاح)

نکاح کے مستحبات

مسئلہ: نکاح میں یہ امور مستحب ہیں:

1 علانیہ ہونا۔ 2 نکاح سے پہلے خطبہ پڑھنا، کوئی سا خطبہ ہو اور بہتر وہ ہے جو حدیث میں وارد ہوا۔ 3 مسجد میں ہونا۔ 4 جمعہ کے دن۔ 5 گواہانِ عادل کے سامنے۔ 6 عورت عمر، حسب ، مال، عزت میں مرد سے کم ہو اور 7 چال چلن اور اخلاق وتقویٰ وجمال میں بیش ہو۔

"الدرالمختار"، کتاب النکاح، ج ۴، ص ۷۵

حدیث میں ہے: "جو کسی عورت سے بوجہ اُسکی عزت کے نکاح کرے، اللہ (عزوجل) اسکی ذلت میں زیادتی کریگا اور جو کسی عورت سے اس کے مال کے سبب نکاح کریگا، اللہ تعالیٰ اُسکی محتاجی ہی بڑھائے گا اور اس کے حسب کے سبب نکاح کریگا تو اس کے کمینہ پن میں زیادتی فرمائے گا اور جو اس لیے نکاح کرے کہ اِدھر اُدھر نگاہ نہ اُٹھے اور پاکدامنی حاصل ہو یا صلہ رحم کرے تو اللہ عزوجل اس مرد کے لیے اس عورت میں برکت دے گا اور عورت کے لیے مرد میں۔"

"المعجم الاوسط"، الحدیث ۲۳۴۲، ج ۲، ص ۱۸۔

اس حدیث کو امام طبرانی علیہ رحمۃ اللہ الھادی نے حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا، فتح القدیر میں یوں ہی ہے۔۔۔۔علمیہ

مسئلہ: جس ۸ سے نکاح کرنا ہو اُسے کسی معتبر عورت کو بھیج کر دکھوالے اور عادت و اطوار و سلیقہ وغیرہ کی خوب جانچ کرلے کہ آئندہ خرابیاں نہ پڑیں۔ کوآری ۹ عورت سے اور جس سے اولاد زیادہ ہونے کی اُمید ہو نکاح کرنا بہتر ہے۔ سن رسیدہ اور بدخلق اور زانیہ سے نکاح نہ کرنا بہتر۔

''ردالمحتار''، کتاب النکاح، مطلب: کثیرً امایتساھل فی اطلاق المستحب علی السنۃ، ج ۴، ص ۷۶، وغیرہ.

مسئلہ: عورت ۱۰ کو چاہیے کہ مرد دیندار، خوش خلق، مال دار، سخی سے نکاح کرے، فاسق بدکار سے نہیں۔ اور ۱۱ یہ بھی نہ چاہیے کہ کوئی اپنی جوان لڑکی کا بوڑھے سے نکاح کردے۔

''ردالمحتار''، کتاب النکاح، مطلب: کثیرً امایتساھل فی اطلاق المستحب علی السنۃ، ج ۴، ص ۷۷

یہ مستحباتِ نکاح بیان ہوئے، اگر اِس کے خلاف نکاح ہوگا جب بھی ہوجائے گا۔

مسئلہ ۱۲: ایجاب و قبول یعنی مثلاً ایک کہے میں نے اپنے کو تیری زوجیت میں دیا۔ دوسرا کہے میں نے قبول کیا۔ یہ نکاح کے رکن ہیں۔ پہلے جو کہے وہ ایجاب ہے اور اُس کے جواب میں دوسرے کے الفاظ کو قبول کہتے ہیں۔ یہ کچھ ضرور نہیں کہ عورت کی طرف سے ایجاب ہو اور مرد کی طرف سے قبول بلکہ اِس کا اُلٹا بھی ہوسکتا ہے۔

''الدرالمختار'' و ''ردالمحتار''، کتاب النکاح، مطلب: کثیر اًمایتساھل فی اطلاق المستحب علی السنۃ، ج ۴، ص ۷۸.

محرمات کا بیان

محرمات وہ عورتیں ہیں جن سے نکاح حرام ہے اور حرام ہونے کے چند سبب ہیں، لہٰذا اس بیان کو نو قسم پر منقسم کیا جاتا ہے

قسم اوّل نسب: اس قسم میں سات ۷ عورتیں ہیں:

1 ماں، 2 بیٹی، 3 بہن، 4 پھوپی، 5 خالہ، 6 بھتیجی، 7 بھانجی۔

قسم دوم مصاہرت: 1 زوجۂ موطوءہ کی لڑکیاں، 2 زوجہ کی ماں، دادیاں، نانیاں، 3 باپ، دادا وغیرہما اصول کی بیبیاں، 4 بیٹے پوتے وغیرہما فروع کی بیبیاں۔

قسم سوم: جمع بین المحارم۔

قسم چہارم: حرمت بالملک۔

قسم پنجم: حرمت بالشرک۔

قسم ششم: آزاد عورت نکاح میں ہوتے ہوئے باندی سے نکاح کرنا۔

(دولہا اور دلہن شادی سے پہلے یہ مسائل سیکھنے کے لے" کسی مستند عالم سے ضرور رابطہ کریں)

کُفو کسے کہتے ہیں؟

امیر اہلسنّت اپنی کتاب پردے کے بارے میں سوال جواب میں لکھتے ہیں؛

سُوال: کُفو کسے کہتے ہیں؟

جواب: محاورہ عام (یعنی عام بول چال) میں فَقَط ہم قوم کو کُفو کہتے ہیں اور شرعاً وہ کفو ہے کہ نَسَب یا مذہب یا پیشے یا چال چلن یا کسی بات میں ایسا کم نہ ہو کہ اس سے نکاح ہونا اولیاءِ زن (یعنی عورت کے باپ دادا وغیرہ) کے لئے عُرفاً باعثِ ننگ و عار (یعنی شرمندگی و بدنامی کا سبب) ہو۔ (فتاوٰی ملک

العلماء ص ۲۰۶) صدرُ الشَّریعہ، بدرُ الطَّریقہ حضرتِ علامہ مولینا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی بہارِ شریعت میں فرماتے ہیں: کفائت (یعنی کفو ہونے) میں چھ چیزوں کا اعتبار ہے: (1) نَسب (سلسلہ خاندان) (2) اسلام (3) حِرفہ (پیشہ) (4) حُرِّیَّت (آزاد ہونا) (5) دِیانت (دینداری) (6) مال۔ (بہارِ شریعت حصہ ۷ ص ۵۳)

کُفو کی تمام شرائط کی وضاحت

1۔ نَسب کا بیان

سُوال: نسب میں کُفو ہونے سے کیا مراد ہے؟

جواب: نَسب میں کفو ہونے سے مراد یہ ہے کہ باعتبارِ عُرف لڑکی کے مقابلے میں لڑکے کا نَسب یا تو اعلیٰ ہو یا برابر اور اگر کچھ کم ہو بھی تو اتنا کم نہ ہو کہ لڑکی کے اولیا (یعنی باپ دادا وغیرہ) کے لئے عار (ذلت) کا باعث بنے۔ نَسب کے اعلیٰ (عمدہ) و ادنیٰ (کم تر) یا برابر حیثیت کے ہونے میں کچھ تفصیل ہے:

(1) قریش میں جتنے خاندان ہیں وہ سب باہم (یعنی آپس میں) کُفو ہیں۔ یہاں تک کہ قرَیشیِ غیر ہاشمی" ہاشمی کا کُفو ہے۔ فتاوٰی رضویہ میں ہے: "سَیِّدانی کا نکاح قریش کے ہر قبیلے سے ہو سکتا ہے خواہ علوی ہو یا عباسی یا جعفری یا صدّیقی یا فاروقی یا عثمانی یا اُمَوی۔ (فتاوٰی رضویہ ج ۱۱ ص ۷۱۶) (2) کوئی "غیر قریشی" قریش کا کُفو نہیں (3) قریش کے علاوہ عَرَب کی تمام قومیں ایک دوسرے کی کُفو ہیں۔ انصار و مُہاجرین سب اس میں برابر ہیں (4) عَجَمِیُّ النَّسل عَرَبی کا کُفو نہیں مگر عالم دین کہ اس کی شرافت نسب کی شرافت پر فوقیت رکھتی ہے۔ (بہار شریعت حصہ ۷ ص ۵۳) (5) عَجَم کی قوموں (یعنی غیر عربیوں) میں نَسب کے علاوہ باقی اُمور کا کفاءت میں لحاظ کیا جائے گا اور عجمی قوموں (کو رَذِیل یعنی گھٹیا قرار دینے) کا اکثر مدار (یعنی دارومدار) پیشوں (یعنی دھندے روزگار) پر ہے (فتاوی امجدیہ

ج ۲ ص ۱۳۲) لہٰذا عُرف میں کسی قوم کو اس کے پیشے کی بنا پر کم حیثیت کا سمجھا جاتا ہو تو یہ بات بھی لڑکے کے کفو نہ ہونے کا باعث ہوگی۔ (فتاوٰی فیض الرسول ج ۱ ص ۷۰۵)

میمن اور سیدہ کا کورٹ میرج

سُوال: اگر سید زادی نے باپ سے چُھپ کر راضی خوشی کے ساتھ کسی میمن لڑکے سے کورٹ کے ذَرِیعے شادی کر لی تو نکاح صحیح ہو گیا یا نہیں؟

جواب: ایسی صورت میں نکاح مُنعَقِد (یعنی قائم) ہی نہیں ہوگا اِس لئے کہ ساداتِ کرام کا خاندان مَیمن برادری سے اعلیٰ واَرفَع ہے لہٰذا میمن لڑکا سیِّد زادی کا کُفو نہیں اور جب لڑکی ولی کی اجازت کے بِغیر نکاح کرے تو نکاح ہونے کے لئے کفو کا پایا جانا ضروری ہے۔

سُوال: اگر شادی کے بعد گھر والوں سے صُلح ہو گئی اور سیِّد زادی کے والد صاحب نے بخوشی اُس نکاح پر رِضامندی کا اظہار کر دیا اب تو کوئی حَرَج نہیں؟

جواب: حَرَج کیوں نہیں! اس سیِّد زادی کی رِضامندی کے ساتھ ساتھ اس کے والد صاحب کی رِضامندی بھی نکاح سے پہلے ضَروری تھی۔ نِکاح کے بعد کی اِجازت مُفید نہیں۔ شریعت کے تقاضوں کے مطابق نئے سِرے سے نِکاح کرنا ہوگا۔ میرے آقا اعلیٰ حضرت، اِمامِ اہلسنّت، مولیٰنا شاہ امام اَحمد رضا خان علیہ رحمۃُ الرَّحمٰن فرماتے ہیں: ''شرع میں غیر کفو وہ ہے کہ نَسَب یا مذہب یا پیشے یا چال چلن میں ایسا کم ہو کہ اس کے ساتھ عورت کا نکاح اولیائے زن (یعنی عورت کے سرپرستوں) کے لیے باعثِ ننگ وعار (یعنی ذلت و رسوائی کا سبب) ہو، ایسے شخص سے اگر بالغہ بطور خود نکاح کرے گی نکاح ہوگا ہی نہیں اگرچہ نہ ولی (سرپرست) نے منع کیا ہو نہ اس کے خلاف مرضی ہو۔ یہ نکاح اس صورت میں جائز ہو سکے گا کہ ولی نے پیش از نکاح اس غیر کُفو بمعنیٰ مذکور کی حالت مذکورہ پر مطلع ہو کر دیدہ و دانستہ صراحۃً بالغہ کو اس کے ساتھ نکاح کرنے کی اجازت دے دی ہو، ان میں سے ایک شرط بھی کم ہو تو بالغہ کا کیا ہوا وہ نکاح

باطل محض ہوگا اور ولی کو اس کے نسخ (منسوخ) کرنے یا اس کا فسخ (منسوخی) چاہنے کی کیا حاجت کہ فسخ (منسوخ کینسل) تو جب ہو کہ نکاح ہولیا ہو، یہ تو سرے سے ہوا ہی نہیں۔" (فتاوٰی رضویہ ج ۱۱ ص ۲۸۰)

غیر سید اور سیدہ کا نکاح

سُوال: اگر غیر سید پٹھان اور عاقلہ بالغہ سیّد زادی کا نکاح لڑکی کے والد کی رضامندی سے ہوا تو؟

جواب: سیّد زادی اور ان کے والد محترم کو دولھے کے پٹھان ہونے کا علم ہے اور دونوں ہی یعنی شہزادی صاحبہ اور ان کے والد محترم اس نکاح پر راضی ہیں اس صورت میں ایسا نکاح بلا شبہ جائز ہے۔ اس ضمن میں فتاوٰی رضویہ جلد 11 صفحہ 704 سے ایک "سُوال جواب" ملاحظہ ہو۔ سُوال: پٹھان کے لڑکے کا سیّد کی لڑکی سے نکاح جائز ہے یا نہیں؟ بَیِّنُوا تُوجَرُوا (یعنی بیان فرمایئے اجر کمایئے)۔

الجواب: سائل مُظہر (یعنی سُوال پوچھنے والے کے بیان سے ظاہر ہے) کہ لڑکی جوان ہے اور اس کا باپ زندہ، دونوں کو معلوم ہے کہ یہ پٹھان ہے اور دونوں اس عَقد (نکاح) پر راضی ہیں، باپ خود اس کے سامان میں ہے، جب صورت یہ ہے تو اس نکاح کے جَواز (یعنی جائز ہونے) میں اصلاً (یعنی بالکل) شُبہ نہیں کَمَا نَصَّ عَلَیْہِ فِی رَدِّ الْمُحتار وغیرہ مِنَ الْاَسفار (یعنی جیسا کہ رَدُّالمحتار وغیرہ کُتب میں اس پر نَص ہے) واللہ تعالٰی اَعلم۔

(2) اسلام میں کفو ہونا

سُوال: کفو ہونے میں اسلام کا بھی اعتبار ہے اس سے کیا مراد ہے؟

جواب: باعتبار اِسلام کفو کی صورت بیان کرتے ہوئے صدرُ الشَّریعہ، بدرُ الطَّریقہ حضرتِ علامہ مولٰینا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی بہارِ شریعت میں فرماتے ہیں: "جو خود مسلمان ہوا یعنی اس

کے باپ دادا مسلمان نہ تھے وہ اُس کا کفو نہیں جس کا باپ مسلمان ہو اور جس کا صرف باپ مسلمان ہو (وہ) اس کا کُفو نہیں جس کا دادا بھی مسلمان ہو اور باپ دادا دو پُشت سے اسلام ہو تو اب دوسری طرف اگرچہ زیادہ پُشتوں سے اسلام ہو کُفو ہیں مگر باپ دادا کے اسلام کا اعتبار" غیر عَرَب" میں ہے۔ عَرَبی کے لئے خود مسلمان ہوا یا باپ دادا سے اسلام چلا آتا ہو سب برابر ہیں۔" (بہارِ شریعت حصّہ ۷ ص ۵۴)

(3 پیشے (کام دھندے) میں کفو ہونا

سُوال: پیشے یعنی profession میں کفو ہونے سے کیا مراد ہے؟

جواب: پیشے میں کُفو ہونے سے مراد یہ ہے کہ لڑکا ایسے پیشے (یعنی روزگار) سے وابَستہ نہ ہو جس کو عُرف میں حقیر سمجھا جاتا ہو اور اس بنا پر لڑکی کے اولیاء عار (یعنی ذلّت) محسوس کرتے ہوں۔ صدرُ الشَّریعہ، بدرُ الطَّریقہ حضرتِ علامہ مولیٰنا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ بہارِ شریعت حصّہ 7 صَفْحَہ 55 پر فرماتے ہیں: جن لوگوں کے پیشے (کام دھندے) ذلیل سمجھے جاتے ہوں وہ اچھے پیشے (کام دھندے) والوں کے کُفو نہیں، مَثَلاً جوتا بنانے والے (یعنی موچی)، چمڑا پکانے والے (یعنی چَمار)، سائیس (یعنی گھوڑوں کی دیکھ بھال کرنے والے اور) چرواہے یہ اُن کے کُفو نہیں جو کپڑا بیچتے، عِطر فروشی کرتے، تجارت کرتے ہیں اور اگر خود جُوتا نہ بناتا ہو بلکہ کارخانے دار ہے کہ اس کے یہاں لوگ نوکر ہیں (اور وُہی نوکر) یہ کام کرتے ہیں یا دُکاندار ہے کہ بنے ہوئے جُوتے لیتا اور بیچتا ہے تو تاجر وغیرہ کا کُفو ہے۔ یوہیں اور کاموں میں۔

(4 دِیانت میں کفو ہونا

سُوال: دِیانت میں کُفو ہونے سے کیا مراد ہے؟

جواب: دِیانت سے مُراد تقویٰ، مکارِمِ اَخلاق (یعنی اخلاقی خوبیاں) اور دُرُست عقائد میں ہم

پلّہ ہونا ہے۔

سُوال: فاسق باپ کی صالحہ (یعنی نیک پرہیز گار) لڑکی بِلا اذنِ ولی فاسق سے نکاح کرلے تو نکاح ہو گیا یا نہیں؟

جواب: ایسا نکاح ہو جائے گا۔ (رَدُّالمحتار ج ۴ ص ۲۰۲)

(5 مال میں کفائت (یعنی کفو ہونا)

سُوال: مال میں کفو ہونے سے کیا مراد ہے؟

جواب: مال میں کفائت (یعنی کفو ہونے) کے یہ معنی ہیں کہ مرد کے پاس اتنا مال ہو کہ مہرِ مُعَجَّل (یعنی نقد مہر) اور نَفَقہ (یعنی روٹی کپڑے وغیرہ) دینے پر قادر ہو، اگر پیشہ (دھندا) نہ کرتا ہو تو ایک ماہ کا نَفَقہ دینے پر قادِر ہو، ورنہ روز کی مزدوری اتنی ہو کہ عورت کے روز کے ضروری مصارِف (یعنی اَخراجات) روز دے سکے۔ اس کی ضَرورت نہیں کہ مال میں یہ اس کے برابر ہو۔

(بہارِ شریعت حصّہ ۷ ص ۵۴)

آخر کفو کیوں؟

سُوال: اسلام نے تو یہ درس دیا ہے کہ گورے کو کالے اور کالے کو گورے پر فضیلت حاصل نہیں پھر کفو کے معاملے میں ذات اور برادری کا اتنا کیوں لحاظ کیا جاتا ہے؟

جواب: اسلام نے جو یہ کہا ہے کہ گورے کو کالے اور کالے کو گورے پر فضیلت نہیں اِس سے مراد یہ ہے کہ تمام مسلمانوں کی عزت آبرو جان مال کی حفاظت بغیر کسی فرق کے کی جائے اور احترام اور عزّت میں کسی کو گھٹیا نہ سمجھا جائے یونہی اللہ اور اس کے رسول کے جو اَحکام ہیں اس پر عمل کرنے میں بھی تمام برابر ہیں گورے کو کالے اور کالے کو گورے پر کوئی فضیلت نہیں۔ اس بات کی بھی گنجائش نہیں کہ غریب جُرم

کرے تو اسے سزا ملے اور امیر جُرم کرے تو اسے چھوڑ دیا جائے تو سوال میں اسلام کے جس فلسفے کا ذکر ہو وہ بالکل حق ہے لیکن اس کی مُراد کیا ہے یہ ذکر کر دی گئی۔ اب رہا مُعاملہ کفو میں ذات، برادری اور پیشہ دھندا وغیرہ دیکھنے کا۔ اوّل تو یہ کہ اِس کا اعتبار کرنے کا حکم بھی اسلام ہی نے دیا ہے رسولِ پاک، صاحب لَولاک، سیّاحِ اَفلاک صَلَّی اللہُ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: "اپنی لڑکیوں کا نکاح نہ کرو مگر صرف کفو میں۔" (اَلسُّنَنُ الکُبریٰ لِلْبَیْہَقِی ج ۷ ص ۲۱۵ حدیث ۱۳۷۶۰)

ترمذی شریف میں امیرُ الْمُؤمِنین حضرتِ مولائے کائنات، علیُّ الْمُرتَضٰی شیرِ خدا کَرَّمَ اللہُ تعالیٰ وَجْہَہُ الْکَرِیم سے مروی ہے کہ تاجدارِ مدینہ منورہ، سلطانِ مکّہ مکرّمہ صَلَّی اللہُ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اِرشاد فرمایا: اے علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تین چیزوں میں تاخیر نہ کرو (۱) نماز کا جب وقت آ جائے (۲) جنازہ جب موجود ہو (۳) بے شوہر والی کے نکاح میں جب کُفو مل جائے۔ (تِرمِذی ج ۲ ص ۳۳۹ حدیث ۱۰۷۷) دوسری بات یہ ہے کہ چونکہ شادی ایک زندگی بھر رہنے والے بندھن کا نام ہے جس میں ذہنی ہم آہنگی اور مزاج کے ملنے کا اعتبار اور لحاظ کرنا ایک ضَروری چیز ہے۔ کسی بھی جوڑے کی کامیاب زندگی کے لئے صرف یہی نہیں کہ ان دونوں کے درمیان اتّفاق اور ہم آہنگی ہونا ضَروری ہے بلکہ دونوں طرف کے خاندانوں میں بھی ہم آہنگی ہونا ضَروری ہے۔ اور کفو کا اعتبار اس مقصود کے حصول میں معاون و مددگار ہوتا ہے۔ اسی بنا پر اس کی رعایت کرنے کا حکم ہے۔

تیسری بات یہ ہے کفو کا اعتبار درحقیقت حق اولیاء کی بنا پر ہے یعنی باپ دادا وغیرہ چُونکہ سرپرست ہوتے ہیں۔ کفو کی رعایت نہ کیے جانے پر لوگوں کے طعن و تشنیع کا یہی لوگ ہَدَف بنتے ہیں اور انہیں جس عار (رسوائی) کا سامنا کرنا پڑتا ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ اس بنا پر ان کو عار (ذلت) سے بچانے کے لئے خود انہیں کفو کا اعتبار کرنے کا حکم دیا گیا۔ اور اگر لڑکی ان کی اجازت کے بغیر کہیں اور غیر کفو میں نکاح کر لیتی ہے تو حق اولیاء کی رعایت نہ ہونے کی بنا پر نکاح کے منعقد نہ ہونے کا حکم دیا گیا۔

ولیمہ کا بیان

حدیث: صحیح بخاری و مسلم میں انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ نبی صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالٰی عنہ پر زردی کا اثر دیکھا (یعنی خلوق کا رنگ ان کے بدن یا کپڑوں پر لگا ہوا دیکھا) فرمایا: یہ کیا ہے؟ (یعنی مرد کے بدن پر اس رنگ کو نہ ہونا چاہیے یہ کیونکر لگا) عرض کی، میں نے ایک عورت سے نکاح کیا ہے (اس کے بدن سے یہ زردی چھوٹ کر لگ گئی)، فرمایا: "اللہ تعالٰی تمھارے لیے مبارک کرے، تم ولیمہ کروا گرچہ ایک بکری سے یا ایک ہی بکری سے۔"

"صحیح البخاری"، کتاب النکاح، باب کیف یدعی للمتزوج، الحدیث: ۵۱۵۵، ج ۳، ص ۴۴۹

حدیث: بخاری و مسلم نے انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم تے جتنا حضرت زینبر ضی اللہ تعالٰی عنہا کے نکاح پر ولیمہ کیا، ایسا ولیمہ ازواجِ مطہرات میں سے کسی کا نہیں کیا۔ ایک بکری سے ولیمہ کیا۔ یعنی تمام ولیموں میں یہ بہت بڑا ولیمہ تھا کہ ایک پوری بکری کا گوشت پکا تھا۔

المرجع السابق، باب الولیمۃ ولو بشاۃ، الحدیث: ۵۱۶۸، ج ۳، ص ۴۵۳

صحیح بخاری شریف کی دوسری روایت انھیں سے ہے کہ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالٰی عنہا کے زفاف کے بعد جو ولیمہ کیا تھا، لوگوں کو پیٹ بھر روٹی گوشت کھلایا تھا۔

صحیح البخاری"، کتاب التفسیر، باب قولہ (لا تدخلوا بیوت النبی... الخ)، الحدیث: ۴۷۹۴، ج ۳، ص ۳۰۶

حدیث: صحیح بخاری میں انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہتے ہیں: خیبر سے واپسی میں خیبر و مدینہ کے مابین صفیہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کے زفاف کی وجہ سے تین راتوں تک حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلَّم) نے قیام فرمایا، میں مسلمانوں کو ولیمہ کی دعوت میں بُلا لایا، ولیمہ میں نہ گوشت تھا، نہ روٹی تھی، حضور

(صلّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم) نے حکم دیا، دسترخوان بچھا دیے گئے، اُس پر کھجوریں اور پنیر اور گھی ڈال دیا گیا۔

"صحیح البخاری"، کتاب المغازی، باب غزوۃ خیبر، الحدیث: ۴۲۱۳، ج ۳، ص ۸۶

امام احمد و ترمذی و ابو داود و ابن ماجہ کی روایت میں ہے، کہ حضرت صفیہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کے ولیمہ میں ستو اور کھجوریں تھیں۔

"سنن الترمذی"، کتاب النکاح، باب ماجاء فی الولیمۃ، الحدیث: ۱۰۹۷، ج ۲، ص ۳۴۹.

حدیث: صحیح بخاری و مسلم میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مروی، کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے فرمایا: "جب کسی شخص کو ولیمہ کی دعوت دی جائے تو اسے آنا چاہیے۔"

"صحیح البخاری"، کتاب النکاح، باب حق إجابۃ الولیمۃ... إلخ، الحدیث: ۵۱۷۳، ج ۳، ص ۴۵۴

حدیث: صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے فرمایا: "جب کسی کو کھانے کی دعوت دی جائے تو قبول کرنی چاہیے پھر اگر چاہے کھائے، چاہے نہ کھائے۔"

"صحیح مسلم"، کتاب النکاح، باب الأمر بإجابۃ الداعی... إلخ، الحدیث: ۱۰۵۔(۱۴۳۰)، ص ۷۴۹.

حدیث: صحیح بخاری و مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے، کہ حضور (صلّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم) نے فرمایا: "برا کھانا ولیمہ کا کھانا ہے، جس میں مالدار لوگ بلائے جاتے ہیں اور فقرا چھوڑ دیے جاتے ہیں اور جس نے دعوت کو ترک کیا (یعنی بلا سبب انکار کر دیا) اس نے اللہ و رسول (عزوجل و صلّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم) کی نافرمانی کی۔"

"صحیح البخاری"، کتاب النکاح، باب من ترک الدعوۃ... إلخ، الحدیث: ۵۱۷۷، ج ۳، ص ۴۵۵

مسلم کی ایک روایت میں ہے، ولیمہ کا کھانا برا کھانا ہے کہ جو اس میں آتا ہے اسے منع کرتا ہے۔ اور اس کو بلایا جاتا ہے جو انکار کرتا ہے اور جس نے دعوت قبول نہیں کی اس نے اللہ و رسول (عزوجل و صلّی اللہ تعالٰی

علیہ والہٖ وسلم) کی نافرمانی کی۔

"صحیح مسلم"، کتاب النکاح، باب الامر باِجابۃ الداعی...اِلخ، الحدیث: ۱۰۷۔(۱۴۳۲)، ص ۷۴۹

حدیث: ابو داود نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: "جس کو دعوت دی گئی اور اس نے قبول نہ کی اس نے اللہ و رسول (عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلم) کی نافرمانی کی اور جو بغیر بلائے گیا وہ چور ہو کر گھسا اور غارت گری کر کے نکلا۔"

"سنن أبي داود"، کتاب ال اطعمۃ، باب ماجاء في إجابۃ الدعوۃ، الحدیث: ۳۷۴۱، ج ۳، ص ۴۷۹.

حدیث: ترمذی نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: "(شادیوں میں) پہلے دن کا کھانا حق ہے یعنی ثابت ہے، اسے کرنا ہی چاہیے اور دوسرے دن کا کھانا سنت ہے اور تیسرے دن کا کھانا سمعہ ہے (یعنی سنانے اور شہرت کے لیے ہے)۔ جو سنانے کے لیے کوئی کام کریگا، اللہ تعالٰی اس کو سنائے گا۔" یعنی اس کی سزا دے گا۔

"سنن الترمذي"، کتاب النکاح، باب ماجاء في الولیمۃ، الحدیث: ۱۰۹۹، ج ۲، ص ۳۴۹

حدیث: ابو داود نے عکرمہ سے روایت کی، کہ ایسے دو شخص جو مقابلہ اور تفاخر کے طور پر دعوت کریں، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ان کے یہاں کھانے سے منع فرمایا۔

"سنن أبي داود"، کتاب ال اطعمۃ، باب في طعام المتباریین، الحدیث: ۳۷۵۴، ج ۳، ص ۴۸۳

حدیث: امام احمد و ابو داود نے ایک صحابی سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: "جب دو شخص دعوت دینے بیک وقت آئیں تو جس کا دروازہ تمھارے دروازہ سے قریب ہو اس کی دعوت قبول کرو اور اگر ایک پہلے آیا تو جو پہلے آیا اس کی قبول کرو۔"

المرجع السابق، باب اذا اِجتمع داعیان...اِلخ، الحدیث: ۳۷۵۶، ج ۳، ص ۴۸۴. و"المسند"، حدیث رجل من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم، الحدیث: ۲۳۵۲۶، ج ۹، ص ۱۲۲.

حدیث: صحیح بخاری و مسلم میں ابو مسعود انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ ایک انصاری جن کی کنیت ابو شعیب تھی، انھوں نے اپنے غلام سے کہا، کہ اتنا کھانا پکاؤ جو پانچ شخصوں کے لیے کفایت کرے۔ میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مع چار اصحاب کے دعوت کروں گا۔ تھوڑا سا کھانا طیار کیا اور حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) کو بلانے آئے، ایک شخص حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) کے ساتھ ہولیے، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "ابو شعیب ہمارے ساتھ یہ شخص چلا آیا، اگر تم چاہو اسے اجازت دو اور چاہو تو نہ اجازت دو، انھوں نے عرض کی، میں نے ان کو اجازت دی۔"

"صحیح البخاری"، کتاب الاطعمۃ، باب الرجل یدعی إلی الطعام... إلخ، الحدیث: ۵۴۶۱، ج ۳، ص ۵۴۳.

یعنی اگر کسی کی دعوت ہو اور اس کے ساتھ کوئی دوسرا شخص بغیر بلائے چلا آئے تو ظاہر کر دے کہ میں نہیں لایا ہوں اور صاحب خانہ کو اختیار ہے، اسے کھانے کی اجازت دے یا نہ دے، کیونکہ ظاہر نہ کریگا تو صاحب خانہ کو یہ ناگوار ہوگا کہ اپنے ساتھ دوسروں کو کیوں لایا۔

حدیث: بیہقی نے شعب الایمان میں عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فاسقوں کی دعوت قبول کرنے سے منع فرمایا۔

"شعب الإیمان"، باب فی المطاعم والمشارب، فصل فی طیب المطعم... إلخ، الحدیث: ۵۸۰۳، ج ۵، ص ۶۸.

حدیث: صحیح بخاری و مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص اللہ (عزوجل) اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے وہ مہمان کا اکرام کرے اور جو شخص اللہ (عزوجل) اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے، وہ اپنے پڑوسی کو ایذا نہ دے اور جو شخص اللہ (عزوجل) اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے، وہ بھلی بات بولے یا چپ رہے۔"

"صحیح مسلم"، کتاب الإیمان، باب الحث علی إکرام الجار... إلخ، الحدیث: ۷۷۔(۴۸)، ص ۴۴.

"مشکاۃ المصابیح"، کتاب الأطعمۃ، باب الضیافۃ، الحدیث: ۴۲۴۳، ج ۲، ص ۴۵۶.

اور ایک روایت میں یہ ہے کہ"جو شخص اللہ (عزوجل) اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے وہ صلہ رحمی کرے۔"

"صحیح البخاری"،کتاب ال أدب،باب إکرام الضیف...إلخ،الحدیث:۶۱۳۸،ج ۴،ص ۱۳۶

حدیث: صحیح بخاری و مسلم میں ابو شریح کعبی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی،کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّمنے فرمایا کہ"جو شخص اللہ (عزوجل) اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے،وہ مہمان کا اکرام کرے،ایک دن رات اُس کا جائزہ ہے (یعنی ایک دن اس کی پوری خاطر داری کرے،اپنے مقدور بھر اس کے لیے تکلف کا کھانا طیار کرائے) اور ضیافت تین دن ہے (یعنی ایک دن کے بعد ماحضر پیش کرے) اور تین دن کے بعد صدقہ ہے،مہمان کے لیے یہ حلال نہیں کہ اس کے یہاں ٹھہرا رہے کہ اسے حرج میں ڈال دے۔"

المرجع السابق،الحدیث:۶۱۳۵،ج ۴،ص ۱۳۶

حدیث: ترمذی ابی الاحوص جشمی سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں،کہتے ہیں: میں نے عرض کی،یارسول اللہ! (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم) یہ فرمائیے کہ میں ایک شخص کے یہاں گیا،اس نے میری مہمانی نہیں کی،اب وہ میرے یہاں آئے تو اس کی مہمانی کروں یا بدلا دوں۔ ارشاد فرمایا:"بلکہ تم اس کی مہمانی کرو۔"

"سنن الترمذی"،کتاب البر والصلۃ،باب ماجاء فی ال إحسان والعفو،الحدیث:۲۰۱۳،ج ۳،ص ۴۰۵

حدیث: ابن ماجہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی،رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ"سنت یہ ہے کہ مہمان کو دروازہ تک رخصت کرنے جائے۔"

"سنن ابن ماجہ"،کتاب ال أطعمۃ،باب الضیافۃ،الحدیث:۳۳۵۸،ج ۴،ص ۵۲

مسائل فقہیہ

دعوتِ ولیمہ سنت ہے۔ ولیمہ یہ ہے کہ شبِ زفاف کی صبح کو اپنے دوست احباب عزیز واقارب اور محلہ کے لوگوں کی حسب استطاعت ضیافت کرے اور اس کے لیے جانور ذبح کرنا اور کھانا طیار کرانا جائز ہے اور جو لوگ بلائے جائیں ان کو جانا چاہیے کہ ان کا جانا اس کے لیے مسرت کا باعث ہوگا۔ ولیمہ میں جس شخص کو بلایا جائے اس کو جانا سنت ہے یا واجب۔ علما کے دونوں قول ہیں، بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اِجابت سنت مؤکدہ ہے۔

ولیمہ کے سوا دوسری دعوتوں میں بھی جانا افضل ہے اور یہ شخص اگر روزہ دار نہ ہو تو کھانا افضل ہے کہ اپنے مسلم بھائی کی خوشی میں شرکت اور اس کا دل خوش کرنا ہے اور روزہ دار ہو جب بھی جائے اور صاحب خانہ کے لیے دعا کرے اور ولیمہ کے سوا دوسری دعوتوں کا بھی یہی حکم ہے کہ روزہ دار نہ ہو تو کھائے، ورنہ اس کے لیے دعا کرے۔

"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الکراھیۃ، الباب الثانی عشر فی الھدایا والضیافات، ج ۵، ص ۳۴۳.

و"ردالمحتار"، کتاب الحظر والإباحۃ، ج ۹، ص ۵۷۴.

مسئلہ ۱: دعوتِ ولیمہ کا یہ حکم جو بیان کیا گیا ہے، اس وقت ہے کہ دعوت کرنے والوں کا مقصود ادائے سنت ہو اور اگر مقصود تفاخر ہو یا یہ کہ میری واہ واہ ہو گی جیسا کہ اس زمانہ میں اکثر یہی دیکھا جاتا ہے تو ایسی دعوتوں میں نہ شریک ہونا بہتر ہے خصوصاً اہلِ علم کو ایسی جگہ نہ جانا چاہیے۔ "ردالمحتار"، کتاب الحظر والإباحۃ، ج ۹، ص ۵۷۴.

مسئلہ ۲: دعوت میں جانا اس وقت سنت ہے جب معلوم ہو کہ وہاں گانا بجانا، لہو ولعب نہیں ہے اور اگر معلوم ہے کہ یہ خرافات وہاں ہیں تو نہ جائے۔ جانے کے بعد معلوم ہوا کہ یہاں لغویات ہیں، اگر

وہیں یہ چیزیں ہوں تو واپس آئے اور اگر مکان کے دوسرے حصے میں ہیں جس جگہ کھانا کھلایا جاتا ہے وہاں نہیں ہیں تو وہاں بیٹھ سکتا ہے اور کھا سکتا ہے پھر اگر یہ شخص ان لوگوں کو روک سکتا ہے تو روک دے اور اگر اس کی قدرت اسے نہ ہو تو صبر کرے۔

یہ اس صورت میں ہے کہ یہ شخص مذہبی پیشوا نہ ہو اور اگر مقتدیٰ و پیشوا ہو، مثلاً علما و مشائخ، یہ اگر نہ روک سکتے ہوں تو وہاں سے چلے آئیں نہ وہاں بیٹھیں نہ کھانا کھائیں اور پہلے ہی سے یہ معلوم ہو کہ وہاں یہ چیزیں ہیں تو مقتدیٰ ہو یا نہ ہو کسی کو جانا جائز نہیں اگرچہ خاص اُس حصہ مکان میں یہ چیزیں نہ ہوں بلکہ دوسرے حصہ میں ہوں۔

''الھدایۃ''، کتاب الکراھیۃ، فصل فی ال أکل والشرب، ج ۲، ص ۳۶۵.

و''الدرالمختار''، کتاب الحظر وال إباحۃ، ج ۹، ص ۵۷۴.

مسئلہ ۳: اگر وہاں لہو و لعب ہو اور یہ شخص جانتا ہے کہ میرے جانے سے یہ چیزیں بند ہو جائیں گی تو اس کو اس نیت سے جانا چاہیے کہ اس کے جانے سے منکراتِ شرعیہ روک دیے جائیں گے اور اگر معلوم ہے کہ وہاں نہ جانے سے ان لوگوں کو نصیحت ہوگی اور ایسے موقع پر یہ حرکتیں نہ کریں گے، کیونکہ وہ لوگ اس کی شرکت کو ضروری جانتے ہیں اور جب یہ معلوم ہوگا کہ اگر شادیوں اور تقریبوں میں یہ چیزیں ہوں گی تو وہ شخص شریک نہ ہوگا تو اس پر لازم ہے کہ وہاں نہ جائے تاکہ لوگوں کو عبرت ہو اور ایسی حرکتیں نہ کریں۔

''الفتاوی الھندیۃ''، کتاب الکراھیۃ، الباب الثانی عشر فی الھدایا والضیافات، ج ۵، ص ۳۴۳

مسئلہ ۴: دعوتِ ولیمہ صرف پہلے دن ہے یا اس کے بعد دوسرے دن بھی یعنی دو ۲ ہی دن تک یہ دعوت ہو سکتی ہے، اس کے بعد ولیمہ اور شادی ختم۔

''الفتاوی الھندیۃ''، کتاب الکراھیۃ، الباب الثانی عشر فی الھدایا والضیافات، ج ۵، ص ۳۴۳

ہندوستان میں شادیوں کا سلسلہ کئی دن تک قائم رہتا ہے۔ سنت سے آگے بڑھنا ریاوسمعہ ہے اس سے بچنا ضروری ہے۔

مسئلہ ۵: ایک دسترخوان پر جولوگ کھانا تناول کرتے ہیں، ان میں سے ایک شخص کوئی چیز اٹھا کر دوسرے کو دیدے یہ جائز ہے، جبکہ معلوم ہو کہ صاحب خانہ کو یہ دینا ناگوار نہ ہوگا اور اگر معلوم ہے کہ اسے ناگوار ہوگا تو دینا جائز نہیں، بلکہ اگر مشتبہ حال ہو معلوم نہ ہو کہ ناگوار ہوگا یا نہیں جب بھی نہ دے۔

''الفتاوی الھندیۃ''، کتاب الکراھیۃ، الباب الثانی عشر فی الھدایاو الضیافات، ج ۵، ص ۳۴۴

بعض لوگ ایک ہی دسترخوان پر معززین کے سامنے عمدہ کھانے چنتے ہیں اور غریبوں کے لیے معمولی چیزیں رکھ دیتے ہیں۔ اگرچہ ایسا نہ کرنا چاہیے کہ غریبوں کی اس میں دل شکنی ہوتی ہے۔ مگر اس صورت میں جس کے پاس کوئی اچھی چیز ہے، اس نے ایسے کو دے دی جس کے پاس نہیں ہے تو ظاہر یہی ہے کہ صاحب خانہ کو ناگوار ہوگا کیونکہ اگر دینا ہوتا تو وہ خود ہی اس کے سامنے بھی یہ چیز رکھتا یا کم از کم یہ صورت اشتباہ کی ہے، لہٰذا ایسی حالت میں چیز دینا ناجائز ہے اور اگر ایک ہی قسم کا کھانا ہے، مثلاً روٹی، گوشت اور ایک کے پاس روٹی ختم ہوگئی، دوسرے نے اپنے پاس سے اٹھا کر دے دی تو ظاہر یہی ہے کہ صاحب خانہ کو ناگوار نہ ہوگا۔

مسئلہ ۶: دوسرے کے یہاں کھانا کھا رہا ہے، سائل نے مانگا اس کو یہ جائز نہیں کہ سائل کو روٹی کا ٹکڑا دیدے کیونکہ اس نے اس کے کھانے کے لیے رکھا ہے، اس کو مالک نہیں کر دیا کہ جس کو چاہے دیدے۔ (المراجع سابق)

مسئلہ ۷: دو دسترخوان پر کھانا کھایا جا رہا ہے تو ایک دسترخوان والا دوسرے دسترخوان والے کو کوئی چیز اس پر سے اٹھا کر نہ دے۔ مگر جبکہ یقین ہو کہ صاحب خانہ کو ایسا کرنا ناگوار نہ ہوگا۔ (المراجع سابق)

مسئلہ ۸: کھاتے وقت صاحب خانہ کا بچہ آ گیا تو اس کو یا صاحب خانہ کے خادم کو اس کھانے میں

سے نہیں دے سکتا۔(المراجع سابق)

مسئلہ ۹: کھانا ناپاک ہوگیا تو یہ جائز نہیں کہ کسی پاگل یا بچہ کو کھلائے یا کسی ایسے جانور کو کھلائے جس کا کھانا حلال ہے۔)المراجع سابق)

مسئلہ ۱۰: مہمان کو چار باتیں ضروری ہیں۔

(۱) جہاں بٹھایا جائے وہیں بیٹھے۔

(۲) جو کچھ اس کے سامنے پیش کیا جائے اس پر خوش ہو، یہ نہ ہو کہ کہنے لگے اس سے اچھا تو میں اپنے ہی گھر کھایا کرتا ہوں یا اسی قسم کے دوسرے الفاظ جیسا کہ آج کل اکثر دعوتوں میں لوگ آپس میں کہا کرتے ہیں۔

(۳) بغیر اجازتِ صاحبِ خانہ وہاں سے نہ اٹھے۔

(۴) اور جب وہاں سے جائے تو اس کے لیے دعا کرے۔ میزبان کو چاہیے کہ مہمان سے وقتاً فوقتاً کہے کہ اور کھاؤ مگر اس پر اصرار نہ کرے، کہ کہیں اصرار کی وجہ سے زیادہ نہ کھا جائے اور یہ اس کے لیے مضر ہو میزبان کو بالکل خاموش نہ رہنا چاہیے اور یہ بھی نہ کرنا چاہیے کہ کھانا رکھ کر غائب ہو جائے، بلکہ وہاں حاضر رہے اور مہمانوں کے سامنے خادم وغیرہ پر ناراض نہ ہو اور اگر صاحبِ وسعت ہو تو مہمان کی وجہ سے گھر والوں پر کھانے میں کمی نہ کرے۔

میزبان کو چاہیے کہ مہمان کی خاطر داری میں خود مشغول ہو، خادموں کے ذمہ اس کو نہ چھوڑے کہ یہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والتسلیم کی سنت ہے اگر مہمان تھوڑے ہوں تو میزبان ان کے ساتھ کھانے پر بیٹھ جائے کہ یہی تقاضائے مُروت ہے اور بہت سے مہمان ہوں تو ان کے ساتھ نہ بیٹھے بلکہ ان کی خدمت اور کھلانے میں مشغول ہو۔ مہمانوں کے ساتھ ایسے کو نہ بٹھائے جس کا بیٹھنا ان پر گراں ہو۔

''الفتاوی الھندیۃ''، کتاب الکراھیۃ، الباب الثانی عشر فی الھدایا والضیافات، ج ۵، ص ۳۴۴۔۳۴۵

مسئلہ ۱۱: جب کھا کر فارغ ہوں ان کے ہاتھ دھلائے جائیں اور یہ نہ کرے کہ ہر شخص کے ہاتھ دھونے کے بعد پانی پھینک کر دوسرے کے سامنے ہاتھ دھونے کے لیے طشت پیش کرے۔

المراجع سابق) صفحہ 354

مسئلہ ۱۲: جس نے ہدیہ بھیجا اگر اس کے پاس حلال و حرام دونوں قسم کے اموال ہوں مگر غالب مال حلال ہے تو اس کے قبول کرنے میں حرج نہیں۔ یہی حکم اس کے یہاں دعوت کھانے کا ہے اور اگر اس کا غالب مال حرام ہے تو نہ ہدیہ قبول کرے اور نہ اس کی دعوت کھائے، جب تک یہ نہ معلوم ہو کہ یہ چیز جو اُسے پیش کی گئی

المرجع السابق، ص ۳۴۲

مسئلہ ۱۳: جس شخص پر اس کا دَین (قرض) ہے، اگر اس نے دعوت کی اور قرض سے پہلے بھی وہ اسی طرح دعوت کرتا تھا تو قبول کرنے میں حرج نہیں اور اگر پہلے بیس دن میں دعوت کرتا تھا اور اب دس ۱۰ دن میں کرتا ہے یا اب اُس نے کھانے میں تکلفات بڑھا دیے، تو قبول نہ کرے کہ یہ قرض کی وجہ سے ہے۔

"الفتاوی الھندیۃ"،کتاب الکراھیۃ، الباب الثانی عشر فی الھدایا والضیافات، ج ۵، ص ۳۴۲

"ولیمہ سنّت ہے" کے دس حُروف کی نسبت

سے ولیمہ کے 10 مدنی پھول

(از: شیخ طریقت امیر اہلسنّت حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری دامت برکاتہم العالیہ)

(1 دعوتِ ولیمہ سنّت ہے۔ ولیمہ یہ ہے کہ شبِ زِفاف کی صبح کو اپنے دوست احباب عزیز و اقارب اور مَحَلّے کے لوگوں کی حسبِ اِستطاعت ضیافت کرے۔

(2 ولیمے کے لئے بہت زیادہ بھیڑ کرنا شرط نہیں ہے، دو تین دوست یا رشتہ دار ہوں تو بھی ولیمہ ہوسکتا ہے۔

(3 اس کے لئے پندرہ قسم کی ڈشیں بنانے کی بھی کوئی ضرورت نہیں، حسب حیثیت دال چاول یا گوشت وغیرہ جو بھی کھانا آپ پیش کر سکتے ہیں، پیش کر دیجئے ولیمہ ہو جائے گا۔

(4 جو لوگ ولیمے میں بلائے جائیں ان کو جانا چاہیے کہ ان کا جانا دولہا اور اس کے گھر والوں کے لیے مُسرّت کا باعث ہوگا۔

(5 دعوتِ ولیمہ کا یہ حکم جو بیان کیا گیا ہے، اُس وقت ہے کہ دعوت کرنے والوں کا مقصود ادائے سنّت ہو اور اگر مقصود تَفاخُر (یعنی فخر جتانا) ہو یا یہ کہ میری واہ واہ ہوگی جیسا کہ اس زمانہ میں اکثر یہی دیکھا جاتا ہے، تو ایسی دعوتوں میں نہ شریک ہونا بہتر ہے خصوصاً اہلِ علم کو ایسی جگہ نہ جانا چاہیے۔

(6 دعوت میں جانا اُس وقت سنّت ہے جب معلوم ہو کہ وہاں گانا بجانا لَہو ولَعب نہیں ہے اور اگر معلوم ہے کہ یہ خُرافات وہاں ہیں تو نہ جائے۔

(7 جانے کے بعد معلوم ہوا کہ یہاں لَغوِیات ہیں، اگر وہیں یہ چیزیں ہوں تو واپس آئے اور

اگر مکان کے دوسرے حصے میں ہیں جس جگہ کھانا کھلا یا جاتا ہے وہاں نہیں ہیں تو وہاں بیٹھ سکتا ہے اور کھا سکتا ہے پھر اگر یہ شخص ان لوگوں کو روک سکتا ہے تو روک دے اور اگر اس کی قدرت اسے نہ ہو تو صبر کرے۔

(8 یہ اس صورت میں ہے کہ یہ شخص مذہبی پیشوا نہ ہو اور اگر مُقتدیٰ و پیشوا ہو، مثلاً علما و مشائخ، یہ اگر نہ روک سکتے ہوں تو وہاں سے چلے آئیں نہ وہاں بیٹھیں نہ کھانا کھائیں اور پہلے ہی سے یہ معلوم ہو کہ وہاں یہ چیزیں ہیں تو مُقتدیٰ ہو یا نہ ہو کسی کو جانا جائز نہیں اگرچہ خاص اُس حصہ مکان میں یہ چیزیں نہ ہوں بلکہ دوسرے حصے میں ہوں۔

(9 اگر وہاں لَہو و لَعب ہو اور یہ شخص جانتا ہے کہ میرے جانے سے یہ چیزیں بند ہو جائیں گی تو اس کو اس نیّت سے جانا چاہیے کہ اس کے جانے سے مُنکَراتِ شرعیہ (یعنی گناہوں کے کام) روک دیے جائیں گے اور اگر معلوم ہے کہ وہاں نہ جانے سے ان لوگوں کو نصیحت ہو گی اور ایسے موقع پر یہ حرکتیں نہ کریں گے، کیونکہ وہ لوگ اس کی شرکت کو ضروری جانتے ہیں اور جب یہ معلوم ہو گا کہ اگر شادیوں اور تقریبوں میں یہ چیزیں ہوں گی تو وہ شخص شریک نہ ہو گا تو اس پر لازم ہے کہ وہاں نہ جائے تاکہ لوگوں کو عبرت ہو اور ایسی حرکتیں نہ کریں۔

(10 دعوتِ ولیمہ صرف پہلے دن ہے یا اس کے بعد دوسرے دن بھی یعنی دو ۲ ہی دن تک یہ دعوت ہو سکتی ہے، اس کے بعد ولیمہ اور شادی ختم۔ پاک و ہند میں شادیوں کا سلسلہ کئی دن تک قائم رہتا ہے۔ سنّت سے آگے بڑھنا ریا و سُمعہ ہے اس سے بچنا ضروری ہے۔

طلاق کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌۢ بِاِحْسَانٍ ؕ پ ۲، البقرۃ: ۲۲۹

طلاق (جس کے بعد رجعت ہو سکے) دو بار تک ہے پھر بھلائی کے ساتھ روک لینا ہے یا نکوئی (بھلائی) کے ساتھ چھوڑ دینا۔

اور فرماتا ہے: فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ ؕ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَاۤ اَنْ يَّتَرَاجَعَاۤ اِنْ ظَنَّاۤ اَنْ يُّقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ؕ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ يُبَيِّنُهَا لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۔ پ ۲، البقرۃ: ۲۳۰

پھر اگر تیسری طلاق دی تو اس کے بعد وہ عورت اسے حلال نہ ہوگی جب تک دوسرے شوہر سے نکاح نہ کرے۔ پھر اگر دوسرے شوہر نے طلاق دے دی تو اُن دونوں پر گناہ نہیں کہ دونوں آپس میں نکاح کرلیں۔ اگر یہ گمان ہو کہ اللہ (عزوجل) کے حدود کو قائم رکھیں گے اور یہ اللہ (عزوجل) کی حدیں ہیں، اُن لوگوں کے لیے بیان کرتا ہے جو سمجھ دار ہیں۔

اور فرماتا ہے: وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ سَرِّحُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ ۪ وَّلَا تُمْسِكُوْهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوْا ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ ؕ وَلَا تَتَّخِذُوْۤا اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا ؗ وَّاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمَاۤ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ وَالْحِكْمَةِ يَعِظُكُمْ بِهٖ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيْمٌ

پ ۲، البقرۃ: ۲۳۱

اور جب تم عورتوں کو طلاق دو اور اُن کی میعاد پوری ہونے لگے تو اُنہیں بھلائی کے ساتھ روک

لو یا خوبی کے ساتھ چھوڑ دو اور اُنہیں ضرر دینے کے لیے نہ روکو کہ حد سے گزر جاؤ اور جو ایسا کریگا اُس نے اپنی جان پر ظلم کیا اور اللہ (عزوجل) کی آیتوں کو ٹھٹا نہ بناؤ اور اللہ (عزوجل) کی نعمت جو تم پر ہے اُسے یاد کرو اور وہ جو اُس نے کتاب وحکمت تم پر اُتاری تمہیں نصیحت دینے کو اور اللہ (عزوجل) سے ڈرتے رہو اور جان لو کہ اللہ (عزوجل) ہر شے کو جانتا ہے۔

اور فرماتا ہے: وَ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ یَّنْكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ اِذَا تَرَاضَوْا بَیْنَهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ ذٰلِكَ یُوْعَظُ بِهٖ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِكُمْ اَزْكٰى لَكُمْ وَ اَطْهَرُ وَ اللّٰهُ یَعْلَمُ وَ اَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ

پ ۲، البقرۃ: ۲۳۲

اور جب عورتوں کو طلاق دو اور اُن کی میعاد پوری ہو جائے تو اے عورتوں کے والیو! اُنہیں شوہروں سے نکاح کرنے سے نہ روکو جب کہ آپس میں موافق شرع رضامند ہو جائیں۔ یہ اُس کو نصیحت کی جاتی ہے جو تم میں سے اللہ (عزوجل) اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہو۔ یہ تمہارے لیے زیادہ سُتھرا اور پاکیزہ ہے اور اللہ (عزوجل) جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

احادیث

حدیث ۱: دار قطنی معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے معاذ! کوئی چیز اللہ (عزوجل) نے غلام آزاد کرنے سے زیادہ پسندیدہ روئے زمین پر پیدا نہیں کی اور کوئی شے روئے زمین پر طلاق سے زیادہ ناپسندیدہ پیدا نہ کی۔''

''سنن الدار قطنی''، کتاب الطلاق، الحدیث: ۳۹۳۹، ج ۴، ص ۴۰.

حدیث ۲: ابو داود نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: کہ ''تمام حلال چیزوں میں خدا کے نزدیک زیادہ ناپسندیدہ طلاق ہے۔''

آبی داود''، کتاب الطلاق، باب کراھیۃ الطلاق، الحدیث: ۲۱۷۸، ج ۲، ص ۳۷۰

حدیث ۳: امام احمد جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ ابلیس اپنا تخت پانی پر بچھاتا ہے اور اپنے لشکر کو بھیجتا ہے اور سب سے زیادہ مرتبہ والا اُس کے نزدیک وہ ہے جس کا فتنہ بڑا ہوتا ہے۔ اُن میں ایک آ کر کہتا ہے میں نے یہ کیا، یہ کیا۔ ابلیس کہتا ہے تو نے کچھ نہیں کیا۔ دوسرا آتا ہے اور کہتا ہے میں نے مرد اور عورت میں جدائی ڈال دی۔ اسے اپنے قریب کر لیتا ہے اور کہتا ہے، ہاں تو ہے۔

"المسند"، لل إمام أحمد بن حنبل، مسند جابر بن عبداللہ، الحدیث: ۱۴۳۸۴، ج ۵، ص ۵۲.

احکام فقہیہ

نکاح سے عورت شوہر کی پابند ہو جاتی ہے۔ اس پابندی کے اُٹھا دینے کو طلاق کہتے ہیں اور اس کے لیے کچھ الفاظ مقرر ہیں جن کا بیان آگے آئے گا۔ اس کی دو ۲ صورتیں ہیں ایک یہ کہ اسی وقت نکاح سے باہر ہو جائے اسے بائن کہتے ہیں۔ دوم یہ کہ عدّت گزرنے پر باہر ہو گی، اسے رجعی کہتے ہیں۔

مسئلہ: طلاق دینا جائز ہے مگر بے وجہ شرعی ممنوع ہے اور وجہ شرعی ہو تو مباح بلکہ بعض صورتوں میں مستحب مثلاً عورت اس کو یا اوروں کو ایذا دیتی یا نماز نہیں پڑھتی ہے۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ بے نمازی عورت کو طلاق دے دوں اور اُس کا مہر میرے ذمہ باقی ہو، اس حالت کے ساتھ دربار خدا میں میری پیشی ہو تو یہ اُس سے بہتر ہے کہ اُس کے ساتھ زندگی بسر کروں۔ اور بعض صورتوں میں طلاق دینا واجب ہے مثلاً شوہر نامرد یا ہیجڑا ہے یا اس پر کسی نے جادو یا عمل کر دیا ہے کہ جماع کرنے پر قادر نہیں اور اس کے ازالہ کی بھی کوئی صورت نظر نہیں آتی کہ ان صورتوں میں طلاق نہ دینا سخت تکلیف پہنچانا ہے۔ "الدرالمختار"، کتاب الطلاق، ج ۴، ص ۴۱۴۔۴۱۷، وغیرہ

شراب پی کر طلاق دی

طلاق کے لیے شرط یہ ہے کہ شوہر عاقل بالغ ہو، نابالغ یا مجنون

نہ خود طلاق دے سکتا ہے، نہ اُس کی طرف سے اُس کا ولی۔ مگر نشہ والے نے طلاق دی تو واقع ہو جائے گی کہ یہ عاقل کے حکم میں ہے اور نشہ خواہ شراب پینے سے ہو یا بنگ وغیرہ کسی اور چیز سے۔ افیون کی پینک میں طلاق دے دی جب بھی واقع ہو جائے گی طلاق میں عورت کی جانب سے کوئی شرط نہیں نابالغہ ہو یا مجنونہ، بہرحال طلاق واقع ہوگی۔ "الدرالمختار"، کتاب الطلاق، ج ۴، ص ۴۲۷۔ ۴۳۸

طلاق کی قسمیں

طلاق دو ۲ قسم ہے صریح وکنایہ۔ صریح وہ جس سے طلاق مراد ہونا ظاہر ہو اکثر طلاق میں اس کا استعمال ہو، اگرچہ وہ کسی زبان کا لفظ ہو۔ "الجوہرۃ النیرۃ"، کتاب الطلاق، الجزء الثانی، ص ۴۲، وغیرہا۔

صریح کا بیان

مسئلہ ۱: لفظ صریح مثلاً (۱) میں نے تجھے طلاق دی، (۲) تجھے طلاق ہے (۳) تو مطلقہ ہے، (۴) تو طالق ہے، (۵) میں تجھے طلاق دیتا ہوں، (۶) اے مطلقہ۔ ان سب الفاظ کا حکم یہ ہے کہ ایک طلاق رجعی واقع ہوگی اگرچہ کچھ نیت نہ کی ہو یا بائن کی نیت کی یا ایک سے زیادہ کی نیت ہو یا کہے میں نہیں جانتا تھا کہ طلاق کیا چیز ہے مگر اس صورت میں کہ وہ طلاق کو نہ جانتا تھا دیانۃً واقع نہ ہوگی۔ "الدرالمختار"، کتاب الطلاق، باب الصریح، ج ۴، ص ۴۴۳۔ ۴۴۸، وغیرہ۔

مسئلہ ۲: (۷) طلاغ، (۸) تلاغ، (۹) طلاک، (۱۰) تلاک، (۱۱) تلاکھ، (۱۲) تلاکھ، (۱۳) تلاخ (۱۴) تلاح، (۱۵) تلاق، (۱۶) طِلاق۔ بلکہ توتلے کی زبان سے، (۱۷) تلات۔ یہ سب صریح کے الفاظ ہیں، ان سب سے ایک طلاق رجعی ہوگی اگرچہ نیت نہ ہو یا نیت کچھ اور ہو۔ (۱۸) ط ل اق، (۱۹) طالام الف قاف کہا اور نیت طلاق ہو تو ایک رجعی ہوگی۔

"الدرالمختار"، کتاب الطلاق، باب الصریح، ج ۴، ص ۴۴۴۔ ۴۴۸، وغیرہ

کنایہ کا بیان

کنایہ طلاق وہ الفاظ ہیں جن سے طلاق مراد ہونا ظاہر نہ ہو طلاق کے علاوہ اور معنوں میں بھی اُن کا استعمال ہوتا ہو۔

مسئلہ ۱: کنایہ سے طلاق واقع ہونے میں یہ شرط ہے کہ نیت طلاق ہو یا حالت بتاتی ہو کہ طلاق مراد ہے یعنی پیشتر طلاق کا ذکر تھا یا غصہ میں کہا۔ کنایہ کے الفاظ تین طرح کے ہیں۔ بعض میں سَوال رد کرنے کا احتمال ہے، بعض میں گالی کا احتمال ہے اور بعض میں نہ یہ ہے نہ وہ، بلکہ جواب کے لیے متعین ہیں۔ اگر رد کا احتمال ہے تو مطلقاً ہر حال میں نیت کی حاجت ہے بغیر نیتِ طلاق نہیں اور جن میں گالی کا احتمال ہے اُن سے طلاق ہونا خوشی اور غضب میں نیت پر موقوف ہے اور طلاق کا ذکر تھا تو نیت کی ضرورت نہیں اور تیسری صورت یعنی جو فقط جواب ہو تو خوشی میں نیت ضروری ہے اور غضب و مذاکرہ کے وقت بغیر نیت بھی طلاق واقع ہے۔

''الدرالمختار''، کتاب الطلاق، باب الکنایات، ج ۴، ص ۵۱۶۔ ۵۲۲ وغیرہ

کنایہ کے بعض الفاظ یہ ہیں

(۱) جا (۲) نکل (۳) چل (۴) روانہ ہو (۵) اُٹھ (۶) کھڑی ہو (۷) پردہ کر (۸) دوپٹہ اوڑھ (۹) نقاب ڈال (۱۰) ہٹ سرک (۱۱) جگہ چھوڑ (۱۲) گھر خالی کر (۱۳) دُور ہو (۱۴) چل دُور (۱۵) اے خالی (۱۶) اے بَری (۱۷) اے جُدا (۱۸) تو جُدا ہے (۱۹) تو مجھ سے جُدا ہے (۲۰) میں نے تجھے بے قید کیا (۲۱) میں نے تجھ سے مفارقت (3 کی (۲۲) رستہ ناپ (۲۳) اپنی راہ لے (۲۴) کالا مونھ کر (۲۵) چال دکھا (۲۶) چلتی بن (۲۷) چلتی نظر آ (۲۸) دفع ہو (۲۹) دال فے عین ہو (۳۰) رفو چکر ہو (۳۱) پنجرا خالی کر (۳۲) ہٹ کے سڑ (۳۳) اپنی صورت گما (۳۴) بستر اُٹھا (۳۵)

اپنا سوجھتا دیکھ (۳۶) اپنی گٹھری باندھ (۳۷) اپنی نجاست الگ پھیلا (۳۸) تشریف لیجائیے (۳۹) تشریف کا ٹوکرا لیجائیے (۴۰) جہاں سینگ سمائے جا (۴۱) اپنا مانگ کھا (۴۲) بہت ہو چکی اب مہربانی فرمائیے (۴۳) اے بے علاقہ (۴۴) موتھ چھپا (۴۵) جہنم میں جا (۴۶) چولھے میں جا (۴۷) بھاڑ میں پڑ (۴۸) میرے پاس سے چل (۴۹) اپنی مُراد پر فتح مند ہو (۵۰) میں نے نکاح فسخ کیا (۵۱) تو مجھ پر مثل مُردار (۵۲) یا سوئر یا (۵۳) شراب کے ہے۔ (نہ مثل بنگ۔ یا افیون یا مال فلاں یا زوجہ فلاں کے) (۵۴) تو مثل میری ماں یا بہن یا بیٹی کے ہے (اور یوں کہا کہ تو ماں بہن بیٹی ہے تو گناہ کے سوا کچھ نہیں) (۵۵) تو خلاص ہے (۵۶) تیری گلو خلاصی ہوئی (۵۷) تو خالص ہوئی (۵۸) حلال خدایا (۵۹) حلال مسلمانان یا (۶۰) ہر حلال مجھ پر حرام (۶۱) تو میرے ساتھ حرام میں ہے (۶۲) میں نے تجھے تیرے ہاتھ بیچا اگر چہ کسی عوض کا ذکر نہ آئے اگر چہ عورت نے یہ نہ کہا کہ میں نے خریدا (۶۳) میں تجھ سے باز آیا وغیرہ وغیرہ

طلاق کے دیگر مسائل

سوال :-ایک شادی شدہ آدمی کو طلاق کے مسائل سیکھنا ضروری ہیں یا نہیں؟

جواب:-ہر شخص کو ان مسائل کا سیکھنا ضروری ہے جس کی اُسے موجودہ وقت میں ضرورت اور جن چیزوں کے ساتھ اس کا تعلق ہے مثلاً نمازی کے لئے نماز کے فرائض ،واجبات اور نماز کو فاسد یا ناقص کرنے والی چیزوں کا سیکھنا ضروری ہے۔ یونہی روزہ رکھنے والے کے لئے روزہ کو توڑنے والی چیزوں کا جاننا ضروری ہے۔تجارت کرنے والے کے لئے خرید وفروخت کے مسائل جاننا ضروری ہے۔عورتوں کے لئے حیض ونفاس اور شوہر کے حقوق کے متعلق مسائل جاننا ضروری ہے۔اور شوہر کے لئے بیوی کے حقوق اور مخصوص ایام میں اس کے قریب جانے کے مسائل سیکھنا ضروری ہے۔اسی طرح طلاق کے مسائل ہیں۔کہ جب تک طلاق کا موقع نہیں آیا تب تک طلاق کے مسائل سیکھنا ضروری نہیں لیکن جب طلاق کا ارادہ ہو اس وقت ضروری ہے کہ طلاق کے مسائل سیکھے کہ طلاق کس طرح دے؟ کن حالات میں طلاق دینا جائز ہے؟ کتنی طلاقیں دینا جائز ہیں؟ طلاق کے اور مسائل کیا ہیں؟ وغیرہ لہٰذا جو شخص بھی طلاق کا ارادہ کرے تو اس وقت اُسے طلاق کے مسائل جاننا ضروری ہیں۔اور اس سے پہلے مستحب ہیں کہ موجودہ حاجت سے زائد مسائل کا سیکھنا مستحب ہے۔

(خلاصہ از فتاوی رضویہ قدیم جلد دہم/١٠ ص ١٦)

طلاق کے آسان مسائل

سوال :-کیا بلاوجہ عورت کو طلاق دینا جائز ہے؟

جواب:-بلا ضرورت عورت کو طلاق دینا جائز نہیں آج کل معمولی معمولی باتوں پر عورت کو طلاق دے دیتے ہیں اور بعد میں علمائے کرام کے پاس جا کر روتے ہیں۔ پہلے ہی سوچ سمجھ کر ایسا نازک

فیصلہ کرنا چاہیے ۔ابو داؤد شریف میں حدیث پاک ہے"اللہ عزوجل کی بارگاہ میں سب سے ناپسندیدہ حلال کام طلاق دینا ہے ۔(مشکوۃ ص ۲۸۳) امام اہلسنت، اعلحضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ نے فتاوی رضویہ جلد ۵ کتاب الطلاق کے صفحہ نمبر ا پر اور صدر الشریعۃ مولانا امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ نے فتاوی امجدیہ ۲/ ۱۶۴ پر بلا ضرورت طلاق دینے کو ممنوع و گناہ قرار دیا ہے ۔المرجع السابق

سوال :-کیا عورت کے لئے طلاق کا مطالبہ کرنا جائز ہے؟

جواب :- اگر زوج و زوجہ میں نا اتفاقی رہتی ہے اور یہ اندیشہ ہو کہ احکام شرعیہ کی پابندی نہ کرسکیں گے ۔ تو عورت شوہر کے ساتھ خلع کر کے طلاق لے سکتی ہے لیکن شوہر کی طرف سے کسی قسم کی اذیت کے بغیر عورت کا اس سے طلاق کا مطالبہ حرام ہے چنانچہ حدیث مبارک میں ہے ۔"جس عورت نے اپنے شوہر سے بغیر شدید ضرورت کے طلاق کا مطالبہ کیا اس پر جنت کی خوشبو حرام ہے ۔(مشکوۃ ص ۲۸۳)

آجکل عورتیں اعلیٰ قسم کا کھانا نہ ملنے پر، میک اَپ کا سامان نہ ملنے پر، رشتے داروں کے ہاں جانے کی اجازت نہ ملنے پر، مشترکہ گھر میں جدا کمرہ ملنے کے باوجود علیحدہ گھر کا مطالبہ پورا نہ ہونے پر اور اسی قسم کی دیگر معمولی معمولی باتوں پر طلاق کا مطالبہ کرتی ہیں یہ ناجائز و گناہ ہے اور ایسی عورتیں مذکورہ بالا وعید کی مستحق ہیں ۔اور ایسے ہی وہ ماں باپ اور بہن بھائی اور دیگر رشتے دار جو عورت کو مذکورہ وجوہات کی بنا پر طلاق لینے پر ابھارتے ہیں اور شوہر کو دھمکاتے اور اس سے طلاق کا مطالبہ کرتے ہیں اور عورت کو جبر گھر (میکے) میں بٹھا لیتے ہیں وہ سب بھی اس گناہ اور وعید میں شریک ہیں ۔اور بعض احادیث میں بلا وجہ طلاق کا مطالبہ کرنے والی عورتوں کو منافقہ قرار دیا ہے ۔المرجع السابق

سوال:-کیا عورت بذاتِ خود کورٹ سے طلاق لے سکتی ہے؟

جواب :-طلاق کا اختیار شریعت نے مرد کو دیا ہے ۔اس کے علاوہ کوئی دوسرا طلاق نہیں دے

سکتا۔آیت مبارکہ ہے

الَّذِیْ بِیَدِہٖ عُقْدَۃُ النِّکَاحِ ؕ

''ترجمہ کنزالایمان: وہ جس کے ہاتھ میں نکاح کی گرہ ہے''(البقرۃ ۲۳۷)

اور حدیث مبارک ہے اَلطَّلَاقُ لِمَنْ اَخَذَ بِالسَّاقِ''طلاق کا مالک وہی ہے جو عورت سے جماع کرے''۔لہذا اگر کورٹ نے شوہر کے طلاق دیئے بغیر یک طرفہ عورت کے حق میں فیصلہ کر کے طلاق دیدی تو اُسے طلاق نہ ہوگی اور اس عورت کا دوسرا جگہ نکاح کرنا حرام و زنا ہے۔المرجع السابق

سوال :-عورت کو کن حالات میں طلاق دینا گناہ نہیں؟

جواب :-عورت شوہر کو یا شوہر کے دیگر رشتے داروں کو تکلیف پہنچاتی ہے یا نماز نہیں پڑھتی ہے یا عورت بے حیا و زانیہ ہے تو ایسی صورت میں شوہر کے لئے طلاق دینا جائز ہے اور بعض صورتوں میں تو طلاق دینا واجب ہے مثلاً شوہر نامرد ہے، یا ہیجڑا ہے یا اُس پر کسی نے جادو یا عمل کر دیا ہے کہ وہ جماع پر قادر نہیں۔اور اس کے ازالہ کی بھی کوئی صورت نظر نہیں آتی تو ان صورتوں میں طلاق دینا واجب ہے جبکہ عورت ساتھ رہنے پر راضی نہ ہو۔المرجع السابق

سوال :-اگر طلاق غصے میں دی جائے تو واقع ہو جاتی ہے یا نہیں؟

جواب :-اگر غصہ اس حد کا ہو کہ عقل جاتی ہے یعنی آدمی کی حالت پاگلوں والی ہو جائے ایسی حالت میں دی ہوئی طلاق نہ ہوگی۔لیکن ایسی حالت ہزاروں کیا لاکھوں میں کسی ایک کی ہوتی ہوگی اکثر یوں نہیں ہوتا بلکہ غصے کی آخری حالت یہی ہوتی ہے کہ رگیں پھول جائیں، اعضاء کانپنے لگیں، چہرہ سرخ ہو جائے اور الفاظ کپکپائیں۔ایسی حالت میں یا اس سے کم غصے میں طلاق دی تو واقع ہو جائے گی۔اور آجکل یہی صورت حال ہوتی ہے۔بعد میں کہتے ہیں۔جناب! ہم نے تو غصے میں طلاق دی تھی۔ایسے حضرات کی خدمت میں عرض ہے کہ طلاق عموماً غصے میں ہی دی جاتی ہے خوشی اور پیار محبت کے دوران

توشاید ہی کوئی طلاق دیتا ہولہٰذا یہ عذر درست نہیں ۔المرجع السابق

سوال :-اگرطلاق کے وقت عورت موجود نہ ہوتو طلاق ہو جائے گی یا نہیں؟

جواب :-طلاق کے لئے بیوی کا وہاں موجود ہونا ضروری نہیں ۔شوہر بیوی کے سامنے طلاق دے یا دیگر رشتے داروں کے سامنے یادوستوں کے سامنے یا بالکل تنہائی میں ہر حال میں اگر شوہر نے اتنی آواز سے الفاظِ طلاق کہے کہ اس کے کانوں نے سن لیے یا کانوں نے شوروغیرہ کی وجہ سے سُنے تو نہیں لیکن آواز اتنی تھی کہ اگر آہستہ سننے کا مرض یا شوروغیرہ نہ ہوتا تو کان سن لیتے ایسی صورت میں طلاق واقع ہوجائے گی ۔کسی دوسرے شخص کا موجود ہونا یا بیوی یا کسی دوسرے کا طلاق کے الفاظ سننا کوئی ضروری نہیں ۔

سوال :-اگر دوستوں سے یا بیوی سے مذاق کرتے ہوئے بیوی کو طلاق دیدی تو ہو جائے گی یا نہیں؟

جواب :-طلاق کا مُعاملہ ایسا ہے کہ مذاق میں دینے سے بھی طلاق واقع ہوجاتی ہے ۔حدیث مبارک ہے ۔'' تین چیزیں ایسی ہیں کہ ان میں سنجیدگی بھی سنجیدگی ہے اور مذاق بھی سنجیدگی ہے (یعنی مذاق میں بھی وہی حکم ہے جو سنجیدگی میں ہے) نکاح ،طلاق اور (طلاق کے بعد) رجوع کرنا'' ۔(مشکوٰۃ ص ۲۸۴)

لہٰذا اگر کسی نے اپنی حقیقی بیوی کو مذاق یا فلم یا ڈرامے میں طلاق دی تو بھی طلاق ہوجائے گی ۔ المرجع السابق

سوال :- اگر کسی آدمی کو قتل وغیرہ کی دھمکی دے کر طلاق دینے پر مجبور کیا گیا اور دھمکی دینے والا اس دھمکی کو عملی جامہ پہنانے پر قادر بھی ہو اور اس نے طلاق دیدی تو طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟

جواب :-اس مسئلے کی چند صورتیں ہیں (۱) اگر مجبور کرنے پر زبانی طلاق دی تو واقع ہوجائے گی ۔(۲) اگر مجبور کرنے پر تحریری طلاق دی یا طلاق کے پرچے پر دستخط کردیے اور دل میں بھی طلاق کی

نیت کرلی تو طلاق ہوگئی۔(۳) اگر مجبور کرنے پر تحریری طلاق دی اور زبان سے کچھ نہ کہا اور نہ ہی دل میں نیت کی تو طلاق نہ ہوگی۔المرجع السابق

سوال:- اگر طلاق کے وقت عورت لینے سے انکار کردے یا طلاق کا پرچہ پھاڑ دے یا عورت کا باپ یا بھائی طلاق کا پرچہ پھاڑ دے تو طلاق ہوگی یا نہیں؟

جواب:-طلاق کے لئے عورت کا قبول کرنا ضروری نہیں۔شوہر نے جب طلاق کے الفاظ زبان سے ادا کردیئے تو طلاق واقع ہوگئی۔عورت یا اس کے گھر والے قبول کریں یا نہ کریں۔یہی حال پرچہ پھاڑنے کا ہے البتہ اسی میں مزید صورتیں بھی ہیں۔جن کو تحریری طلاق میں بیان کریں گے۔المرجع السابق

سوال:-اگر محض ڈرانے، دھمکانے کی نیت سے طلاق دی تو واقع ہوگی یا نہیں؟

جواب:-طلاق دینے میں طلاق کی نیت کرنا ضروری نہیں۔زبان سے طلاق کے الفاظ ادا ہوگئے تو طلاق ہوجائے گی۔خواہ سنجیدگی سے ہو یا مذاق سے یا ڈرانے دھمکانے کی نیت سے حتی کہ اگر زبان سے کوئی اور لفظ کہنا چاہتا ہو اور طلاق کے الفاظ نکل جائیں یا لفظِ طلاق بولا مگر اُس کے معنی نہیں جانتا یا بھول کر یا غفلت میں طلاق دی ہر صورت میں طلاق ہوجائے گی۔لہذا عام طور پر لوگ جو عذر پیش کرتے ہیں کہ ہماری نیت طلاق کی نہیں تھی بلکہ صرف ڈرانا مقصود تھا اس کا کچھ اعتبار نہیں۔المرجع السابق

سوال:-طلاق کے لئے کون سا لفظ بولا جائے؟

جواب:-طلاق کے لئے ہمیشہ ایک طلاق کا لفظ بولنا چاہیے۔تین طلاقیں یکبارگی ہرگز نہ دیں۔لہذا طلاق دینی ہو تو یہ لفظ کہیں "میں نے تجھے طلاق دی" یا کہے "میں نے اپنی بیوی کو طلاق دی" یا بیوی کا نام مثلاً ہندہ ہے تو کہے "میں نے ہندہ کو طلاق دی" تین طلاق کا لفظ ہرگز نہ کہیں۔

المرجع السابق

سوال :-وہ کونسی طلاق ہے جس کے بعد رجوع ہوسکتا ہے؟

جواب :-اگر بیوی کو ایک یا دو طلاقیں دی ہیں تو شوہر رجوع کرسکتا ہے لیکن اس کی صورت یہی ہے کہ شوہر نے بیوی کو ایک یا دو طلاقیں رجعی دی ہوں۔ مثلاً یوں کہا تھا میں نے تجھے طلاق دی یا یوں کہا تھا"میں نے تجھے دو طلاقیں دیں" یا ایک طلاق پہلے کبھی زندگی میں دی تھی اور ایک طلاق اب دی تو یہ دوسری طلاق ہوئی اب بھی رجوع ہوسکتا ہے۔ (شامی ۵/ ۲۳)

المرجع السابق

سوال :-کیا ایک وقت میں تین طلاقیں دی جاسکتی ہیں؟

جواب :-ایک وقت میں تین طلاقیں دینا گناہ ہے۔ چنانچہ نسائی شریف میں حدیث ہے حضرت محمود بن لبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں، کہ نبی کریم رؤف رحیم کی خدمت میں ایک شخص کے بارے میں ذکر کیا گیا جس نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں اکٹھی دیدی تھیں تو نبی کریم رؤف رحیم انتہائی جلال میں کھڑے ہو گئے اور فرمایا کیا وہ شخص اللہ عزوجل کی کتاب کے ساتھ کھیلتا ہے حالانکہ میں ان کے درمیان موجود ہوں حتیٰ کہ ایک آدمی نے کھڑے ہو کر کہا۔ یارسول اللہ! کیا میں اُسے قتل کردوں۔ (مشکوٰۃ ۲۸۴)

لہٰذا تین طلاقیں اکٹھی نہ دی جائیں کہ گناہ ہیں البتہ اگر کسی نے تین طلاقیں اکٹھی دے دیں تو یقیناً واقع ہوجائیں گی۔ جیسا کہ مذکورہ بالا حدیث میں موجود ہے۔ اس مسئلے کی تفصیل کہ ایک مجلس میں دی گئی تین طلاقیں تین ہوتی ہیں کتب علمائے اہلسنت میں موجود ہے نیز اس کے لئے دارالافتاء اہلسنت کنزالایمان مسجد بابری چوک (گرومندر) کراچی سے بھی تفصیلی مدلّل فتویٰ حاصل کیا جاسکتا ہے۔ المرجع السابق

سوال :-کیا تین طلاقوں کے بعد خاندان کے بڑے لوگ صلح کرواسکتے ہیں اگر نہیں تو جو لوگ غیر

مقلدین سے فتوی لیکر دوبارہ سابقہ بیوی کو گھر میں رکھ لیتے ہیں ان کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

جواب :- جب تین طلاقوں کے بعد قرآن وحدیث کے فرامین سے عورت کا مرد پر حرام ہونا ثابت ہے تو خاندان کے بڑے یا غیر مقلدین ہرگز اللہ عزوجل کے حرام کو حلال نہیں کر سکتے۔ تین طلاقوں کے بعد بغیر حلالے کے بیوی رکھنا حرام ہے اور بے غیرتی ہے۔ اور ایسی عورت سے مرد کا جماع کرنا حرام وزنا ہے۔ اور اس زنا کے گناہ میں مرد وعورت، خاندان کے صلح کرانے والے لوگ اور غیر مقلد سب شامل ہیں۔ اور اس بے غیرتی میں سب شریک ہیں۔ اور یہ ایسا زنا ہوگا جو ساری زندگی ہوتا رہے گا۔ کہ جب وہ مرد وعورت میاں بیوی نہیں تو ان کا جب بھی میاں بیوی والا تعلق ہوگا وہ زنا ہی ہوگا۔ اور ہر مرتبہ سب افراد گناہ میں شریک ہوں گے۔ لہذا ضروری ہے کہ جب بھی عورت کو طلاق دیں تو ایک طلاق دیں اور پھر چھوڑ دیں حتی کہ عدت گزر جائے تا کہ اگر بعد میں صلح کا ارادہ بنے تو بغیر حلالہ کے صلح ہو سکے۔ المرجع السابق

سوال :- جو بغیر حلالہ کے سابقہ بیوی کو رکھے اس کے ساتھ رشتے داروں کو کیا سلوک کرنا چاہیے؟

جواب :- ایسے شخص سے رشتے داروں کو قطع تعلق کرنا چاہیے۔ اس سے لین دین، بات چیت اور شادی و غمی میں آنا جانا بند کر دیں۔ تا کہ وہ مجبور ہو کر اس زنا کاری سے باز آ جائے۔ حکم خداوندی ہے

وَ اِمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٦٨﴾

"ترجمہ کنز الایمان: اور اگر شیطان تجھے بھلا وے تو یاد آئے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ۔ (الانعام ٧/ ٦٨)

المرجع السابق

سوال :- طلاق دینے کا شرعی طریقہ کیا ہے؟

جواب :- طلاق دینے کا سب سے اچھا طریقہ یہ ہے کہ بیوی کو ان پاکی کے دنوں میں جن میں

عورت سے جماع نہ کیا ہوا ایک طلاق دی جائے اور چھوڑ دیا جائے حتی کہ عدت کے دن گزر جائیں اور اس سے کم اچھا طریقہ متعدد صورتوں پر مشتمل ہے۔(۱) جس عورت سے خلوت نہ ہوئی اس کو طلاق دی جائے اگر چہ حیض کے دنوں میں ہو۔(۲) جس سے خلوت ہو چکی اس کو تین طہروں (پاکی کے دنوں میں) تین طلاقیں دی جائیں ہر طلاق ایک طہر میں واقع ہو اور کسی طہر میں عورت سے جماع نہ کیا ہو اور نہ ہی حیض کے دنوں میں عورت سے جماع کیا ہو (۳) وہ عورت جسے حیض نہیں آتا مثلاً نابالغہ یا حاملہ یا حیض نہ آنے کی مدت کو پہنچی ہوئی عورت ان سب کو تین مہینوں میں تین طلاقیں دیں اگر چہ جماع کرنے کے بعد یہ سب صورتیں بھی جائز ہیں ان میں کچھ کراہت نہیں۔ اور اس کے علاوہ حیض میں طلاق دینا یا ایک ہی طہر (پاکی کے دنوں) میں تین طلاقیں دینا یا جس طہر میں عورت سے جماع کیا اس میں طلاق دینا یا طلاق طہر میں دی مگر اس سے پہلے جو حیض گزرا اس میں عورت سے جماع کیا تھا یا پہلے والے حیض میں طلاق دی تھی یا یہ سب باتیں نہیں مگر طہر میں طلاق بائن دی تھی یعنی وہ طلاق جس میں بغیر نکاح کے رجوع نہیں ہوسکتا جس کی تفصیل سوال کے جواب میں گزری ان سب صورتوں میں طلاق دینا بہت برا اور ممنوع ہے۔ مگر سب صورتوں میں طلاق ہو جائے گی۔ لہذا چاہیے کہ سب سے پہلا طریقہ اختیار کیا جائے۔ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ ایک طلاق شاید ہوتی ہی نہیں تین طلاقیں ہی صحیح طلاق ہوتی ہے۔ یہ بات درست نہیں جیسا کہ مذکورہ بالا تفصیل سے واضح ہو چکا۔

المرجع السابق

سوال :- اگر شوہر نے طلاق لکھ کر دی یا طلاق کی تحریر پر دستخط کئے تو طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟

جواب :- جس طرح زبانی طلاق ہو جاتی ہے اسی طرح تحریری طلاق بھی ہو جاتی ہے بلکہ اس میں متعدد صورتیں ہیں (۱) خود طلاق کا مضمون تحریر کیا (۲) دوسرے کو مضمون تحریر کرنے کا کہا (۳) دوسرے نے اپنی طرف سے طلاق کا کاغذ لکھا شوہر نے کاغذ پڑھ کر یا مفہوم جان کر رضامندی کا

اظہار کر دیا یا دستخط کر دیے (۴) پڑھوا کر تو نہیں سنا مگر یہ معلوم تھا کہ اس میں میری بیوی کو طلاق دی گئی ہے اس پر رضامندی کر دی یا دستخط کر دیئے۔ان تمام صورتوں میں رضامندی کا اظہار کیا یا دستخط کئے یا انگوٹھا لگا یا طلاق واقع ہو جائے گی۔اور تحریری طلاق میں لکھ دینے سے ہی یا لکھے ہوئے پر دستخط کرنے تھے تو دستخط کرتے ہی طلاق ہو جائے گی۔وہ کاغذ عورت تک پہنچے یا نہ پہنچے۔اور خواہ یہ خود دیا کوئی اور وہ کاغذ پھاڑ دے۔البتہ اگر تحریری طلاق کے الفاظ یہ ہوں"میرا یہ خط جب تجھے پہنچے تو تجھے طلاق ہے۔تو عورت کو جب تحریر پہنچے گی اس وقت طلاق ہوگی۔عورت چاہے پڑھے یا نہ پڑھے۔اور اگر اُسے تحریر پہنچی ہی نہیں مثلاً شوہر نے مذکورہ الفاظ تو لکھ دیے مگر وہ تحریر بھیجی نہیں یا پھاڑ دی یا راستے میں گم ہوگئی یا عورت کے باپ یا بھائی یا کسی اور رشتے دار کو پہنچی اس نے عورت تک پہنچنے سے پہلے ہی پھاڑ کر پھینک دی تو ان سب صورتوں میں طلاق نہ ہوگی۔البتہ اگر یہ تحریر لڑکی کے باپ کو پہنچی اور اس نے وہ تحریر پھاڑ دی تو اگر لڑکی کے تمام کاموں میں باپ تصرف کرتا ہے اور وہ تحریر اس شہر میں باپ کو ملی جہاں لڑکی رہتی ہے تو طلاق ہوگئی ورنہ نہیں۔المرجع السابق

سوال:-اگر مرد نے عورت کو تنہائی میں تین طلاقیں دیں اور اب انکار کرتا ہے تو عورت کیا کرے؟

جواب:-شوہر نے عورت کو تین طلاقیں دیں پھر انکار کرے اور عورت کے پاس گواہ نہ ہوں تو جس طرح ممکن ہو عورت اس سے پیچھا چھڑائے مہر معاف کر کے یا اپنا مال دے کر اس سے علیحدہ ہو جائے۔غرض جس طرح بھی ممکن ہو اُس سے کنارہ کشی کرے اور کسی طرح مرد نہ چھوڑے تو عورت مجبور ہے۔مگر ہر وقت اِسی فکر میں رہے کہ جس طرح ممکن ہو رہائی حاصل کرے اور پوری کوشش اس کی کرے کہ صحبت نہ کرنے پائے۔یہ حکم نہیں کہ خودکشی کرلے عورت جب ان باتوں پر عمل کرے گی تو معذور ہے اور شوہر بہر حال گناہگار ہے۔المرجع السابق

سوال:- ایک شخص نے اپنی لڑکی اپنے بھانجے کو دی تھی محض منگنی ہوئی تھی۔جب اس شخص کو معلوم ہوا

کہ اس کا بھانجا ایک غیر مقلد پیر کا راسخ الاعتقاد مرید ہے اور خود بھی غیر مقلد ہے اب اس نے اپنی لڑکی دینے سے انکار کر دیا اور کہتا ہے کہ شرعا نکاح نہ ہوگا اس پر جماعت نے اسے اپنی جماعت سے خارج کر دیا ہے کہ یا تو لڑکی اسے ہی دے یا تو جماعت سے خارج ہو، اس صورت میں جماعت کا کیا حکم ہے۔ اور نکاح شرعا جائز ہوگا یا نہیں؟ بینوا توجروا (بیان فرماؤ اجر پاؤ۔)

جواب: غیر مقلد سے نکاح محض ناجائز ہے اس صورت میں جماعت سخت ظالم اور زنا کی ساعی اور خود دنیا میں جماعت سے خارج اور آخرت میں نار میں داخل کرنے کی مستحق ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(فتاوی رضویہ، ج ۲۱ ص ۶۴۳)

بچہ کی پرورش کا بیان

حدیث ۱: امام احمد و ابو داود و عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ ایک عورت نے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سے عرض کی، یا رسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) میرا یہ لڑکا ہے میرا پیٹ اس کے لیے ظرف تھا اور میرے پستان اس کے لیے مشک اور میری گود اس کی محافظ تھی اور اس کے باپ نے مجھے طلاق دیدی اور اب اسکو مجھ سے چھیننا چاہتا ہے۔ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: "تو زیادہ حقدار ہے، جب تک تو نکاح نہ کرے۔"

"سنن أبي داود" کتاب الطلاق، باب من احق بالولد، الحدیث: ۲۲۷۶، ج ۲، ص ۴۱۳۔

حدیث ۲: صحیحین میں براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ صلح حدیبیہ کے بعد دوسرے سال میں جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عُمرہ قضا سے فارغ ہو کر مکہ معظمہ سے روانہ ہوئے تو حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صاحبزادی چچا چچا کہتی پیچھے ہولیں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُنھیں لے لیا اور ہاتھ پکڑ لیا پھر حضرت علی و زید بن حارثہ و جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں ہر ایک نے اپنے

پاس رکھنا چاہا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا، میں نے ہی اسے لیا اور میرے چچا کی لڑکی ہے اور حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا، میرے چچا کی لڑکی ہے اور اس کی خالہ میری بی بی ہے اور حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا، میرے (رضاعی) بھائی کی لڑکی ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لڑکی خالہ کو دلوائی اور فرمایا: کہ "خالہ بمنزلہ ماں کے ہے اور حضرت علی سے فرمایا: کہ تم مجھ سے ہو اور میں تم سے اور حضرت جعفر سے فرمایا: کہ تم میری صورت اور سیرت میں مشابہ ہو اور حضرت زید سے فرمایا: کہ تم ہمارے بھائی اور ہمارے مولیٰ ہو۔"

"صحیح البخاری"، کتاب المغازی، باب عمرۃ القضاء، الحدیث: ۴۲۵۱، ج ۳، ص ۹۴

(مسائل فقہیہ)

بچہ کی پرورش کا حق ماں کے لیے ہے خواہ وہ نکاح میں ہو یا نکاح سے باہر ہوگئی ہو ہاں اگر وہ مرتدہ ہوگئی تو پرورش نہیں کر سکتی یا کسی فسق میں مبتلا ہے جس کی وجہ سے بچہ کی تربیت میں فرق آئے مثلاً زانیہ یا چور یا نوحہ کرنے والی ہے تو اُس کی پرورش میں نہ دیا جائے

اگر بچہ کی ماں نے بچہ کے غیر محرم سے نکاح کر لیا تو اسے پرورش کا حق نہ رہا اور اس کے محرم سے نکاح کیا تو حق پرورش باطل نہ ہوا۔ غیر محرم سے مراد وہ شخص ہے کہ نسب کی جہت سے بچہ کے لیے محرم نہ ہو اگرچہ رضاع کی جہت سے محرم ہو جیسے اس کی ماں نے اس کے رضاعی چچا سے شادی کر لی تو اب ماں کی پرورش میں نہ رہے گا کہ اگرچہ رضاع کے لحاظ سے بچہ کا چچا ہے مگر نسباً اجنبی ہے اور نسبی چچا سے نکاح کیا تو باطل نہیں۔

"الدر المختار"، کتاب الطلاق، باب الحضانۃ، ج ۵، ص ۲۶۱، وغیرہ۔

نفقہ کا بیان

نفقہ سے مراد کھانا کپڑا رہنے کا مکان ہے اور نفقہ واجب ہونے کے تین سبب ہیں .1 نکاح میں ہونا۔ 2۔ نسب۔ 3 مِلکیت۔

''الجوہرۃ النیرۃ''، کتاب النفقات، الجزء الثانی، ص ۱۰۸

اگر مرد وعورت دونوں مالدار ہوں تو نفقہ مالداروں کا سا ہوگا اور دونوں محتاج ہوں تو محتاجوں کا سا اور ایک مالدار ہے، دوسرا محتاج تو متوسط درجہ کا یعنی محتاج جیسا کھاتے ہوں اُس سے عمدہ اور اغنیا جیسا کھاتے ہوں اُس سے کم اور شوہر مالدار ہو اور عورت محتاج تو بہتر یہ ہے کہ جیسا آپ کھاتا ہو عورت کو بھی کھلائے، مگر یہ واجب نہیں واجب متوسط ہے۔

''الدرالمختار''، کتاب الطلاق، باب النفقۃ، ج ۵، ص ۲۸۶، وغیرہ

کھانا پکانے کے تمام برتن اور سامان شوہر پر واجب ہے، مثلاً چکی، ہانڈی، توا، چمٹا، رکابی، پیالہ چمچہ وغیرہا جن چیزوں کی ضرورت پڑتی ہے حسبِ حیثیت اعلٰی، ادنٰی متوسط۔ یوہیں حسبِ حیثیت گھر کا سامان دینا واجب، مثلاً چٹائی، دری، قالین، چارپائی، لحاف، تکیہ، چادر وغیرہا۔ عطر وغیرہ خوشبو کی اتنی ضرورت ہے جس سے بغل اور پسینہ کی بُو کو دفع کر سکے۔

''الجوہرۃ النیرۃ''، کتاب النفقات، الجزء الثانی، ص ۱۰۸، وغیرہا.

سال میں دو ۲ جوڑے کپڑے دینا واجب ہے ہر چھ ۶ ماہ پر ایک جوڑا۔ جب ایک جوڑا کپڑا دیدیا تو جب تک مدت پوری نہ ہو دینا واجب نہیں۔ ''الجوہرۃ النیرۃ''، کتاب النفقات، الجزء الثانی، ص ۱۰۹

سردیوں میں سردیوں کے مناسب اور گرمیوں میں گرمی کے مناسب کپڑے دے مگر بہر حال اس کا لحاظ ضروری ہے کہ اگر دونوں مالدار ہوں تو مالداروں کے سے کپڑے ہوں اور محتاج ہوں تو

غریبوں کے سے اور ایک مالدار ہو اور ایک محتاج تو متوسط جیسے کھانے میں تینوں باتوں کا لحاظ ہے۔اور لباس میں اُس شہر کے رواج کا اعتبار ہے جاڑے گرمی میں جیسے کپڑوں کا وہاں رواج ہے وہ دے چمڑے کے موزے عورت کے لیے شوہر پر واجب نہیں۔اور سوتی، اونی موزے جو جاڑوں میں سردی کی وجہ سے پہنے جاتے ہیں یہ دینے ہونگے۔

الدرالمختار،" و" ردالمحتار"،کتاب الطلاق، باب النفقۃ، مطلب: لاتجب علی الاب... الخ، ج۵،ص ۲۹۴

بیوی کے لیے مکان

شوہر جو مکان عورت کو رہنے کے لیے دے، وہ خالی ہو یعنی شوہر کے متعلقین وہاں نہ رہیں اور اگر اُس مکان میں شوہر کے متعلقین رہتے ہوں اور عورت نے اسی کو اختیار کیا کہ سب کے ساتھ رہے تو متعلقین شوہر سے خالی ہونے کی شرط نہیں۔اور عورت کا بچہ (پہلے شوہر سے) اگر چہ بہت چھوٹا ہو اگر شوہر روکنا چاہے تو روک سکتا ہے عورت کو اس کا اختیار نہیں کہ خواہ مخواہ اُسے وہاں رکھے۔

"الدرالمختار"،کتاب الطلاق، باب النفقۃ، ج۵،ص ۳۲۴

بیٹی کے گھر جانا

عورت کے والدین ہر ہفتہ میں ایک بار اپنی لڑکی کے یہاں آسکتے ہیں شوہر منع نہیں کرسکتا ہاں اگر رات میں وہاں رہنا چاہتے ہیں تو شوہر کو منع کرنے کا اختیار ہے اور والدین کے علاوہ اور محارم سال بھر میں ایک بار آسکتے ہیں۔یوہیں عورت اپنے والدین کے یہاں ہر ہفتہ میں ایک بار اور دیگر محارم کے یہاں سال میں ایک بار جاسکتی ہے، مگر رات میں بغیر اجازت شوہر وہاں نہیں رہ سکتی، دن ہی دن میں واپس آئے اور والدین یا محارم اگر فقط دیکھنا چاہیں تو اس سے کسی وقت منع نہیں کرسکتا۔اور غیروں کے یہاں جانے یا اُن کی عیادت کرنے یا شادی وغیرہ تقریبوں کی شرکت سے منع کرے بغیر اجازت

جائے گی تو گنہگار ہوگی اور اجازت سے گئی تو دونوں گنہگار ہوئے۔

'الدر المختار'، کتاب الطلاق، باب النفقۃ، ج ۵، ص ۳۲۸

خرچہ کس پر ہے؟

لڑکی جب جوان ہوگئی اور اُس کی شادی کر دی تو اب شوہر پر نفقہ ہے باپ سبکدوش ہوگیا۔

''الفتاوی الھندیۃ''، کتاب الطلاق، الباب السابع عشر فی النفقات، الفصل الرابع، ج ۱، ص ۵۶۲

بچہ کو دودھ پلانا ماں پر اُسوقت واجب ہے کہ کوئی دوسری عورت دودھ پلانے والی نہ ملے یا بچہ دوسری کا دودھ نہ لے یا اُس کا باپ تنگدست ہے کہ اُجرت نہیں دے سکتا اور بچہ کی مِلک میں بھی مال نہ ہو ان صورتوں میں دودھ پلانے پر ماں مجبور کی جائے گی اور اگر یہ صورتیں نہ ہوں تو دیانۃً ماں کے ذمہ دودھ پلانا ہے مجبور نہیں کی جاسکتی۔

''الدر المختار''، کتاب الطلاق، باب النفقۃ، ج ۵، ص ۳۵۴

بیوی کی پٹائی

شوہر اپنی عورت کو ان امور پر مار سکتا ہے مگر اتنا نہیں مار سکتا کہ ہڈی ٹوٹ جائے یا کھال پھٹ جائے یا نیلا داغ پڑ جائے. بہت ہلکے مار سکتا ہے وہ بھی منہ پر نہیں مار سکتا نا ہی لکڑی وغیرہ سے مار سکتا ہے (۱) عورت اگر باوجود قدرت بناؤ سنگار نہ کرے یعنی جو زینت شرعاً جائز ہے اس کے نہ کرنے پر مار سکتا ہے اور اگر شوہر مردانہ لباس پہننے کو کو کہتا ہے اور نہیں کرتی تو مارنے کا حق نہیں۔ یوہیں اگر عورت بیمار ہے یا احرام باندھے ہوئے ہے یا جس قسم کی زینت کو کہتا ہے وہ اوس کے پاس نہیں ہے تو نہیں مار سکتا۔ (۲) غسل جنابت نہیں کرتی۔ (۳) بغیر اجازت گھر سے چلی گئی جس موقع پر اسے اجازت لینے کی ضرورت تھی۔ (۴) اپنے پاس بلایا اور نہیں آئی جبکہ پاک تھی اور فرض روزہ بھی رکھے ہوئے نہ

تھی۔(۵) چھوٹے نا سمجھ بچہ کے مارنے پر۔(۶) شوہر کو گالی دی، گدھا وغیرہ کہا۔(۷) یا اوس کے کپڑے پھاڑ دیے۔(۸) غیر محرم کے سامنے چہرہ کھول دیا۔(۹) اجنبی مرد سے کلام کیا۔(۱۰) شوہر سے بات کی یا جھگڑا کیا اس غرض سے کہ اجنبی شخص اس کی آواز سنے یا شوہر کی کوئی چیز بغیر اجازت کسی کو دے دی اور وہ ایسی چیز ہو کہ عادۃً بغیر اجازت عورتیں ایسی چیز نہ دیا کرتی ہوں اور اگر ایسی چیز دی جس کے دینے پر عادت جاری ہے تو نہیں مار سکتا۔

"البحر الرائق"، کتاب الحدود، فصل فی التعزیر، ج ۵، ص ۸۲

عورت اگر نماز نہیں پڑھتی ہے تو اکثر فقہاء کے نزدیک شوہر کو مارنے کا اختیار ہے اور ماں باپ اگر نماز نہ پڑھیں یا اور کوئی گناہ کا کام کریں تو اولاد کو چاہیے کہ انھیں سمجھائے

مختلف سوالات

ملفوظات اعلی حضرت میں اعلی حضرت ارشاد فرماتے ہیں

عرض: حضور نوشہ (یعنی دولہا) کا وقتِ نکاح سہرا باندھنا نیز باجے گاجے سے جلوس کے ساتھ نکاح کو جانا شرعاً کیا حکم رکھتا ہے؟

ارشاد: خالی پھولوں کا سہرا جائز ہے اور یہ باجے جو شادی میں رائج و معمول ہیں سب ناجائز و حرام ہیں۔

شادی کرنے کے لئے سیاہ خضاب لگانا

ملفوظات اعلی حضرت میں اعلی حضرت ارشاد فرماتے ہیں

عرض: اگر جوان عورت سے مردِ ضعیف (یعنی بوڑھا شخص) نکاح کرنا چاہے تو خضاب سیاہ کرسکتا ہے یا نہیں؟

ارشاد: بوڑھا بیل سینگ کاٹنے سے بچھڑا نہیں ہو سکتا۔

مُحَرَّم وصَفَر میں نکاح کرنا کیسا؟

عرض: کیا مُحَرَّم وصفر میں نکاح کرنا منع ہے؟

ارشاد: نکاح کسی مہینہ میں منع نہیں، یہ غلط مشہور ہے۔

دف بجانا

شادی میں دف بجانے کے متعلق سیدی اعلیٰ حضرت، امام اہل سنت، مجدد دین وملت، الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فرماتے ہیں: ''دف کہ بلا جلاجل یعنی بغیر جھانجھ کا ہو اور تال سَم (یعنی سُر) کی رعایت سے نہ بجایا جائے اور بجانے والے نہ مرد ہوں نہ ذی عزت عورتیں، بلکہ کنیزیں یا ایسی کم حیثیت عورتیں۔ اور وہ غیر محل فتنہ میں بجائیں تو نہ صرف جائز بلکہ مستحب ومندوب ہے۔ حدیث میں مشروط دف بجانے کا حکم دیا گیا اور اس کی تمام قیود کو فتاوی شامی وغیرہ میں ذکر کر دیا گیا۔''

(فتاوی رضویہ، ج۲۱،ص ۶۴۳)

سوال: ۔شادی میں ڈھول وغیرہ بجانا اور محرم میں تعزیہ داری کرنا سینہ پیٹنا کیسا ہے؟

جواب: ڈھول بجانا ممنوع ہے اور تعزیہ داری وسینہ کوبی حرام، واللہ تعالیٰ اعلم

(فتاوی رضویہ، ج۲۱،ص ۶۴۳)

اولاد جوان ہو جائے تو جلد شادی کر دیجئے

اولاد کے جوان ہو جانے پر والدین کی ذمہ داری ہے کہ ان کی نیک اور صالح خاندان میں شادی کر دیں۔ حضرت سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ سرورِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم نے ارشاد فرمایا: اپنے بیٹوں اور بیٹیوں کا نکاح کرو، بیٹیوں کو سونے اور چاندی سے آراستہ کرو اور

انہیں عمدہ لباس پہناؤ اور مال کے ذریعے ان پر احسان کرو تاکہ ان میں رغبت کی جائے (یعنی ان کے لئے نکاح کے پیغام آئیں)۔

(کنزالعمال، کتاب النکاح، احادیث متفرقہ، الحدیث ۴۵۴۲۴، ج۱۶، ص۱۹۱)

اولاد کے جوان ہونے پر بلاوجہ نکاح میں تاخیر نہ کی جائے۔ حضرتِ سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ عزوجل کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم نے فرمایا: ''جس کے ہاں لڑکے کی ولادت ہو اسے چاہیے کہ اس کا اچھا نام رکھے اور اسے آداب سکھائے، جب وہ بالغ ہو جائے تو اس کی شادی کر دے، اگر بالغ ہونے کے بعد نکاح نہ کیا اور لڑکا مبتلائے گناہ ہوا تو اس کا گناہ والد کے سر ہوگا۔''

(شعب الایمان، باب فی حقوق الاولاد، الحدیث ۸۶۶۶، ج۶، ص۴۰۱)

نکاح کرنے والے کے آداب

حضرتِ سیدنا امام محمد بن محمد غزالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی اپنی منفرد تصنیف ''اَلْاَدَبُ فِی الدِّین'' میں ارشاد فرماتے ہیں

اگر نکاح کا ارادہ ہو تو پہلے دین پھر حسن و جمال اور مال و دولت دیکھے، لڑکی والے جو کچھ اُسے دیں گے اُس کا انہیں پابند نہ کرے، نکاح کا ارادہ ہو تو اسے پوشیدہ نہ رکھے، کسی مسلمان کے پیغامِ نکاح پر نکاح کا پیغام نہ دے، اپنی مملوکہ چیزوں اور شادی وغیرہ میں (کسی کو ایسے کام کی) اجازت نہ دے جو اسے رحمتِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ سے دُور کر دے اور اس کی عزت کو داغ دار کرنے کا باعث بنے، تنہائی میں بیوی کے ساتھ ایسی جگہ نہ بیٹھے جہاں کوئی دوسرا اس کی بیوی کو دیکھے، اپنے گھر والوں کے سامنے اس کا بوسہ نہ لے۔ جب تنہائی میں ہو تو عورت کے سامنے اپنی خواہش کا اظہار کرے، اس کا قاصد جھوٹا نہ ہو اور جس سے لڑکی کے متعلق پوچھا جائے وہ بھی چغل خور نہ ہو بلکہ اس کے خاص رشتہ داروں میں سے ہو اور

اس شخص سے لڑکی کے دین، نماز روزے کی پابندی، شرم وحیاء، پاکیزگی، حُسنِ کلام و بدکلامی، خانہ نشین رہنے اور والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنے کے متعلق پوچھے، عقدِ نکاح سے پہلے اسے دیکھ لے اور نکاح کے بعد اچھی گفتگو کرتے ہوئے ان باتوں کے متعلق پوچھے جو اسے پہنچی ہیں اور اس سے والدین کی عادتوں، حالات وکیفیات اور دین واعمال کے متعلق پوچھ گچھ کرے۔

نکاح کرنے والی کے آداب

حضرتِ سیدنا امام محمد بن محمد غزالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی اپنی منفرد تصنیف "اَلْاَدَبُ فِی الدِّیْن" میں ارشاد فرماتے ہیں

جس عورت کو پیغامِ نکاح دیا جائے اسے چاہے کہ) اپنے گھر کے قابل اعتماد مرد کو کہے کہ وہ نکاح کا پیغام دینے والے کے مذہب، دین، عقیدے، صاحب مُرُوّت ہونے اور اپنے وعدے میں سچا ہونے کے متعلق معلومات حاصل کرے، عورت مرد کے کسی قریبی رشتہ دار کو دیکھ لے اور معلومات حاصل کرے کہ اس کے گھر کون آتا جاتا ہے۔ نیز اس کی باجماعت نماز کی پابندی کے متعلق دریافت کرے اور یہ کہ وہ اپنے کاروبار اور تجارت میں مخلص ہے یا نہیں؟ اور اس کے دین اور سیرت میں دلچسپی رکھے نہ کہ مال و دولت اور شہرت میں۔ اس کے ساتھ قناعت اختیار کرتے ہوئے زندگی گزارنے کا عزم کرے، اس کے حکم کی فرمانبرداری کرے کہ یہ الفت ومحبت کو مضبوط و مستحکم کرنے اور پایۂ تکمیل تک پہنچانے کا سبب ہے۔

اچھی نیت سے ہمبستری کرنے کا ثواب

حضرتِ سیدنا ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت، مَخزنِ جودوسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت، مَحبوبِ رَبُّ العزت، محسنِ انسانیت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے صحابہ

کرام علیہم الرضوان میں سے کچھ لوگوں نے عرض کیا،" یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مال دار لوگ اجر لے گئے حالانکہ وہ ہماری طرح نمازیں پڑھتے ہیں اور ہماری طرح روزے رکھتے ہیں اور اپنے زائد مال سے صدقہ کرتے ہیں۔" ارشاد فرمایا،" کیا اللہ عزوجل نے تمہارے لئے کوئی ایسی چیز نہیں بنائی جسے تم صدقہ کرسکو؟" بیشک ہر تسبیح صدقہ ہے اور ہر تکبیر صدقہ ہے اور ہر تحمید صدقہ ہے اور اَمْرٌ بِالْمَعْرُوْف صدقہ ہے اور نَہْیٌ عَنِ الْمُنْکَرِ صدقہ ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم نے عرض کیا،" یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر ہم میں سے کوئی اپنی شہوت پوری کرے تو کیا اُس کے لئے اِس میں ثواب ہے؟" ارشاد فرمایا کہ" تمہارا اس بارے میں کیا خیال ہے کہ اگر وہ اپنی شہوت کو حرام ذریعے سے پورا کرے تو کیا اسے گناہ ہوگا؟ اسی طرح اگر وہ اپنی شہوت حلال ذریعے سے پوری کرے تو اُس کے لئے اِس میں ثواب ہے۔"

(مسلم، کتاب الزکاۃ، باب ان اسم الصدقۃ یقع، رقم ۱۰۰۶، ص ۵۰۳)

بیوی کے آداب

حضرتِ سیدنا امام محمد بن محمد غزالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی اپنی منفرد تصنیف" اَلْاَدَبُ فِی الدِّیْن" میں ارشاد فرماتے ہیں

(شوہر کو چاہے کہ) بیوی کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آئے، نرمی کے ساتھ گفتگو کرے، محبت و چاہت کا اظہار کرے، تنہائی میں اس کے ساتھ خوش مزاجی اور بے تکلفی سے پیش آئے، لغزشوں سے درگزر کرے، لڑائی جھگڑا نہ کرے، اس کی عزت کی حفاظت کرے، کسی معاملہ میں اس سے بحث و مباحثہ نہ کرے، بغیر کنجوسی کئے اس کی معاونت کرے، اس کے گھر والوں کی عزت و تعظیم کرے، ہمیشہ اچھے وعدے کرے، اپنی بیوی پر شدید غیرت کھائے (کہ وہ اپنا حسن و جمال غیر کے سامنے ظاہر کرے)۔

شوہر کے آداب

حضرتِ سیدنا امام محمد بن محمد غزالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی اپنی منفرد تصنیف ''اَلْاَ دَبُ فِی الدِّیْن'' میں ارشاد فرماتے ہیں

(بیوی کو چاہے کہ) ہمیشہ شوہر سے حیا کرے، اس سے لڑائی جھگڑا نہ کرے، ہمیشہ شوہر کے ہر حکم کی اطاعت کرے۔ جب شوہر کلام کرے تو خاموشی اختیار کرے، اس کی غیر موجودگی میں اس کی عزت کی حفاظت کرے، شوہر کے مال میں خیانت نہ کرے، خوشبو وغیرہ لگائے، منہ کی صفائی اور کپڑوں کی پاکیزگی کا خاص خیال رکھے، قناعت پسندی اختیار کرے، محبت و شفقت کا انداز اپنائے، زیب و زینت کی پابندی کرے، شوہر کے گھر والوں اور قرابت داروں کا احترام کرے، اچھے انداز میں اس کا حال دریافت کرے، اس کے ہر کام کو شکریہ کے ساتھ قبول کرے، جب شوہر کا قرب پائے تو اس سے محبت کا اظہار اور جب اسے دیکھے تو خوشی و مسرت کا اظہار کرے۔

آدمی پر اپنے نفس کے آداب

حضرتِ سیدنا امام محمد بن محمد غزالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی اپنی منفرد تصنیف ''اَلْاَ دَبُ فِی الدِّیْن'' میں ارشاد فرماتے ہیں:

نمازِ جمعہ اور باجماعت نماز پر ہمیشگی اختیار کرے، لباس کی پاکیزگی وصفائی کا خیال رکھے، ہمیشہ مسواک کرنے کی عادت بنائے، نہ تو شہرت والا لباس پہنے اور نہ ہی ایسا لباس پہنے کہ جس کی وجہ سے لوگ اسے حقارت کی نظروں سے دیکھیں، نہ تو بطورِ تکبر اتنے لمبے کپڑے پہنے کہ ٹخنوں سے نیچے لٹک جائیں اور نہ ہی اتنے چھوٹے ہوں کہ لوگ مذاق اڑانے لگیں، نہ چلنے پھرنے میں ادھر اُدھر دیکھے، نہ غیر محرم کی طرف دیکھے، گفتگو کے دوران بار بار تھوتھو نہ کرے، نہ پڑوسیوں کے ساتھ اپنے گھر کے دروازے

پر زیادہ دیر بیٹھے اور نہ ہی اپنے دوستوں سے اپنی بیوی اور گھر کے پوشیدہ معاملات کے متعلق گفتگو کرے۔

عورت پر اپنے نفس کے آداب

حضرتِ سیدنا امام محمد بن محمد غزالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی اپنی منفرد تصنیف "اَلْاَدَبُ فِی الدِّیْن" میں ارشاد فرماتے ہیں

عورت کو چاہے کہ ہمیشہ اپنے گھر کی چار دیواری میں گوشہ نشین رہے، (بلا ضرورت) چھت پر بار بار نہ چڑھے، اپنی گفتگو پر پڑوسیوں کو آگاہ نہ کرے (یعنی اتنی آواز میں گفتگو کرے کہ اس کی آواز چار دیواری سے باہر نہ جائے)، بلا ضرورت پڑوسیوں کے پاس آیا جایا نہ کرے، جب اس کا شوہر اس کی طرف دیکھے تو اسے خوش کرنے، شوہر کی غیر موجودگی میں اس کی عزت کی حفاظت کرے، گھر سے نہ نکلے، ہاں! (ضرورتاً) اگر کسی کام سے نکلنا پڑے تو باپردہ ہو کر نکلے، ایسے راستے اور جگہ سے گزرے جہاں زیادہ ہجوم اور آمد و رفت نہ ہو، اپنی غربت وغیرہ کو چھپائے بلکہ جاننے والے کے سامنے بھی اپنے آپ کو اجنبی ظاہر کرے، اپنی تمام تر کوشش نفس کی اصلاح اور گھریلو معاملات کی درستی میں صرف کرے، نماز روزے کی پابندی کرے، اپنے عیوب پر نظر رکھے، دینی معاملہ میں خوب غور و تفکر کرے، خاموشی کی عادت بنائے، نگاہیں نیچی رکھے، اپنے دل میں ربِ جبار عَزَّ وَجَلَّ کا خوف پیدا کرے، کثرت سے اللہ عَزَّ وَجَلَّ کا ذکر کرے، اپنے شوہر کی فرمانبردار رہے، اسے رزق حلال کمانے کی ترغیب دلائے، تحائف وغیرہ کی زیادہ فرمائش نہ کرے، شرم و حیاء کو لازم پکڑے، بدزبانی وفحش کلامی نہ کرے، صبر و شکر کرے، اپنے نفس کے معاملے میں ایثار کرے، اپنی حالت اور خوراک کے معاملے میں خود کو تسلی دے، جب شوہر کا دوست گھر میں آنے کی اجازت چاہے اور شوہر گھر میں موجود نہ ہو تو اُسے گھر میں آنے کی اجازت نہ دے اور اپنے نفس اور شوہر سے غیرت کرتے ہوئے اس سے کثرتِ کلام نہ کرے۔

عورت جب بالغ ہو جائے

حضرت شیخ الحدیث علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی مجددی رحمۃ اللہ علیہ جنتی زیور میں لکھتے ہیں: جب عورت بالغ ہوگئی تو اللہ و رسول (جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم) کی طرف سے شریعت کے تمام احکام کی پابند ہوگئی۔ اب اس پر نماز، روزہ اور حج و زکوٰۃ کے تمام مسائل پر عمل کرنا فرض ہوگیا اور اللہ تعالیٰ کے حقوق اور بندوں کے حقوق کو ادا کرنے کی وہ ذمہ دار ہوگئی اب اس پر لازم ہے کہ وہ خدا کے تمام فرضوں کو ادا کرے اور چھوٹے بڑے تمام گناہوں سے بچتی رہے۔ اور یہ بھی اس کے لئے ضروری ہے کہ اپنے ماں باپ اور بڑوں کی تعظیم و خدمت بجا لائے اور اپنے چھوٹے بھائیوں بہنوں اور دوسرے عزیز و اقارب سے پیار و محبت کرے۔ پڑوسیوں اور رشتے ناتے کے تمام چھوٹوں، بڑوں کے ساتھ ان کے مراتب و درجات کے لحاظ سے نیک سلوک اور اچھا برتاؤ کرے۔ اچھی اچھی عادتیں سیکھے اور تمام خراب عادتوں کو چھوڑ دے اور اپنی زندگی کو پورے طور پر اسلامی ڈھانچے میں ڈھال کر سچی پکی پابند شریعت اور ایمان والی عورت بن جائے اور اس کے ساتھ ساتھ محنت و مشقت اور صبر و رضا کی عادت ڈالے مختصر یہ کہ شادی کے بعد اپنے اوپر آنے والی تمام گھریلو ذمہ داریوں کی معلومات حاصل کرتی رہے کہ شوہر والی عورت کو کس طرح اپنے شوہر کے ساتھ نباہ کرنا اور اپنا گھر سنبھالنا چاہیے وہ اپنی ماں اور بڑی بوڑھی عورتوں سے پوچھ پوچھ کر اس کا ڈھنگ اور سلیقہ سیکھے اور اپنے رہن سہن اور چال چلن کو اس طرح سدھارے اور سنوارے کہ نہ شریعت میں گناہ گار ٹھہرے نہ برادری و سماج میں کوئی اس کو طعنہ مار سکے۔

کھانے پینے، پہننے اوڑھنے، سونے جاگنے، بات چیت غرض ہر کام ہر بات میں جہاں تک ہو سکے خود تکلیف اٹھائے مگر گھر والوں کو آرام و راحت پہنچائے۔ بغیر ماں باپ کی اجازت کے نہ کوئی سامان اپنے استعمال میں لائے نہ کسی دوسرے کو دے۔ نہ گھر کا ایک پیسہ یا ایک دانہ ماں باپ کی اجازت کے بغیر خرچ کرے۔ نہ بغیر ماں باپ سے پوچھے کسی کے گھر یا ادھر ادھر جائے۔ غرض ہر کام، ہر بات میں ماں

کی اجازت اور رضامندی کو اپنے لئے ضروری سمجھے۔کھانے' پینے'سینے پرونے'اپنے بدن'اپنے کپڑے اور مکان و سامان کی صفائی غرض سب گھریلو کام دھندوں کا ڈھنگ سیکھ لے اور اس کی عملی عادت ڈال لے تاکہ شادی کے بعد اپنے سسرال میں نیک نامی کے ساتھ زندگی بسر کر سکے اور میکے والوں اور سسرال والوں کے دونوں گھر کی چہیتی اور پیاری بنی رہے۔

پردہ کا خاص طور پر خیال اور دھیان رکھے۔غیر محرم مردوں اور لڑکوں کے سامنے آنے جانے تاک جھانک اور ہنسی مذاق سے انتہائی پرہیز رکھے۔عاشقانہ اشعار'اخلاق کو خراب کرنے والی کتابوں اور رسائل و اخبارات کو ہرگز نہ دیکھے بدکردار اور بے حیاء عورتوں سے بھی پردہ کرے اور ہرگز کبھی ان سے میل جول نہ رکھے کھیل تماشوں سے دور رہے اور مذہبی کتابیں خصوصاً سیرت المصطفیٰ و سیرت رسول عربی تمہید ایمان اور میلاد شریف کی کتابیں مثلاً ''زینۃ المیلاد''وغیرہ علمائے اہلسنت کی تصنیفات پڑھتی رہے۔

فرض عبادتوں کے ساتھ نفلی عبادتیں بھی کرتی رہے۔مثلاً تلاوت قرآن و تسبیح فاطمہ میلاد شریف پڑھتی پڑھاتی رہے اور گیارھویں شریف و بارھویں شریف و محرم شریف وغیرہ کی نیاز و فاتحہ بھی کرتی رہے کہ ان اعمال سے دنیا و آخرت کی بے شمار برکتیں حاصل ہوتی ہیں ,اہل سنت و جماعت کے عقائد و اعمال پر نہایت مضبوطی کے ساتھ قائم رہے۔

عورت شادی کے بعد

جب لڑکی بالغ ہو جائے تو ماں باپ پر لازم ہے کہ جلد از جلد مناسب رشتہ تلاش کر کے اس کی شادی کر دیں۔رشتہ کی تلاش میں خاص طور سے اس بات کا دھیان رکھنا بے حد ضروری ہے کہ ہرگز ہرگز کسی بدمذہب کے ساتھ رشتہ نہ ہونے پائے بلکہ دیندار اور پابند شریعت اور مذہب اہلسنت کے پابند کو اپنی رشتہ داری کے لئے منتخب کریں بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم

نے فرمایا کہ عورت سے شادی کرنے میں چار چیزیں دیکھی جاتی ہیں۔

(۱) دولتمندی (۲) خاندانی شرافت (۳) خوبصورتی (۴) دینداری "لیکن تم دینداری کو ان سب چیزوں پر مقدم سمجھو"

(صحیح البخاری، کتاب النکاح۔ ۶۷۔ باب الاکفاء فی الدین (۱۶) رقم الحدیث ۵۰۹۰، ج ۳، ص ۴۲۹)

اولاد کی تمنا اور اپنی ذات کو بدکاری سے بچانے کی نیت کے لئے نکاح کرنا سنت ہے اور بہت بڑے اجر و ثواب کا کام ہے اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا کہ۔

وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَآئِكُمْ ط

"یعنی تم لوگ بے شوہر والی عورتوں کا نکاح کر دو اور اپنے نیک چلن غلاموں اور لونڈیوں کا بھی نکاح کر دو۔" (پ 18، النور:32)

حدیث شریف میں ہے کہ توراۃ شریف میں لکھا ہے کہ ----- "جس شخص کی لڑکی بارہ برس کی عمر کو پہنچ گئی اور اس نے اس لڑکی کا نکاح نہیں کیا اور وہ لڑکی بدکاری کے گناہ میں پڑگئی تو اس کا گناہ لڑکی والے کے سر پر بھی ہوگا۔"

(مشکوۃ المصابیح، کتاب النکاح، باب الولیّ فی النکاح الخ، رقم ۳۱۳۹، ج ۲، ص ۲۱۲)

دوسری حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ۔

"اللہ تعالیٰ نے تین شخصوں کی امداد اپنے ذمہ کرم پر لی ہے۔ (۱) وہ غلام جو اپنے آقا سے آزاد ہونے کے لئے کسی قدر رقم ادا کرنے کا عہد کرے اور اپنے عہد کو پورا کرنے کی نیت رکھتا ہو۔ (۲) خدا کی راہ میں جہاد کرنے والا (۳) وہ نکاح کرنے والا یا نکاح کرنے والی جو نکاح کے ذریعہ حرام کاری سے بچنا چاہتا ہو۔"

(الجامع الترمذی، کتاب فضائل الجہاد، باب ماجاء فی المجاہد والناکح الخ، رقم ۱۶۶۱، ج ۳، ص ۲۴۷)

عورت، جب تک اس کی شادی نہیں ہوتی وہ اپنے ماں باپ کی بیٹی کہلاتی ہے مگر شادی ہو جانے کے بعد عورت اپنے شوہر کی بیوی بن جاتی ہے اور اب اس کے فرائض اور اس کی ذمہ داریاں پہلے سے بہت زیادہ بڑھ جاتی ہیں وہ تمام حقوق و فرائض جو بالغ ہونے کے بعد عورت پر لازم ہو گئے تھے اب ان کے علاوہ شوہر کے حقوق کا بھی بہت بڑا بوجھ عورت کے سر پر آ جاتا ہے جس کا ادا کرنا ہر عورت کے لئے بہت ہی بڑا فریضہ ہے یاد رکھو کہ شوہر کے حقوق کو اگر عورت نہ ادا کرے گی تو اس کی دنیاوی زندگی تباہ و برباد ہو جائے گی اور آخرت میں وہ دوزخ کی بھڑکتی ہوئی آگ میں جلتی رہے گی اور اس کی قبر میں سانپ بچھو اس کو ڈستے رہیں گے اور دونوں جہاں میں ذلیل و خوار اور طرح طرح کے عذابوں میں گرفتار رہے گی۔ اس لئے شریعت کے حکم کے مطابق ہر عورت پر فرض ہے کہ وہ اپنے شوہر کے حقوق کو ادا کرتی رہے اور عمر بھر اپنے شوہر کی فرماں برداری و خدمت گزاری کرتی رہے۔

شوہر کے حقوق

اللہ تعالیٰ نے شوہروں کو بیویوں پر حاکم بنایا ہے اور بہت بڑی بزرگی دی ہے اس لئے ہر عورت پر فرض ہے کہ وہ اپنے شوہر کا حکم مانے اور خوشی خوشی اپنے شوہر کے ہر حکم کی تابعداری کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے شوہر کا بہت بڑا حق بنایا ہے یاد رکھو کہ اپنے شوہر کو راضی و خوش رکھنا بہت بڑی عبادت ہے اور شوہر کو ناخوش اور ناراض رکھنا بہت بڑا گناہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''اگر میں خدا کے سوا کسی دوسرے کے لئے سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو میں عورتوں کو حکم دیتا کو وہ اپنے شوہروں کو سجدہ کیا کریں۔''

(جامع الترمذی، کتاب الرضاع (۱۰) باب ماجاء فی حق الزوج علی المرأۃ، رقم ۱۱۶۲، ج ۲، ص ۳۸۶)

اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے کہ ''جس عورت کی موت ایسی حالت میں آئے کہ مرتے وقت اس کا شوہر اس سے خوش ہو وہ عورت جنت میں جائے گی۔''

(سنن ابن ماجہ، کتاب النکاح، ۴۴۔ باب حق الزوج علی المرأۃ، رقم ۱۸۵۴، ج ۲، ص ۴۱۲)

اور یہ بھی فرمایا کہ "جب کوئی مرد اپنی بیوی کو کسی کام کے لئے بلائے تو وہ عورت اگرچہ چولھے کے پاس بیٹھی ہو اس کو لازم ہے کہ وہ اٹھ کر شوہر کے پاس چلی آئے۔"

(جامع الترمذی، کتاب الرضاع، باب ماجاء فی حق الزوج علی المرأۃ (ت:۱۰) رقم ۱۱۶۳، ج ۲، ص ۳۸۶)

حدیث شریف کا مطلب یہ ہے کہ عورت چاہے کتنے بھی ضروری کام میں مشغول ہو مگر شوہر کے بلانے پر سب کاموں کو چھوڑ کر شوہر کی خدمت میں حاضر ہو جائے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم نے عورتوں کو یہ بھی حکم دیا کہ "اگر شوہر اپنی عورت کو یہ حکم دے کہ پیلے رنگ کے پہاڑ کو کالے رنگ کا بنادے اور کالے رنگ کے پہاڑ کو سفید بنادے تو عورت کو اپنے شوہر کا یہ حکم بھی بجالانا چاہے۔"

(سنن ابن ماجہ، کتاب النکاح، ۴/۴۔ باب حق الزوج علی المرأۃ، رقم ۱۸۵۲، ج ۲، ص ۴۱۱)

حدیث کا مطلب یہ ہے کہ مشکل سے مشکل اور دشوار سے دشوار کام کا بھی اگر شوہر حکم دے تو جب بھی عورت کو شوہر کی نافرمانی نہیں کرنی چاہے بلکہ اس کے ہر حکم کی فرماں برداری کے لئے اپنی طاقت بھر کمر بستہ رہنا چاہے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کا یہ بھی فرمان ہے کہ "شوہر بیوی کو اپنے بچھونے پر بلائے اور عورت آنے سے انکار کردے اور اس کا شوہر اس بات سے ناراض ہو کر سو رہے تو رات بھر خدا کے فرشتے اس عورت پر لعنت کرتے رہتے ہیں۔"

(صحیح مسلم، کتاب النکاح، باب تحریم امتناعھا من فراش زوجھا، رقم ۱۴۳۶، ص ۷۵۳)

پیاری بہنو! ان حدیثوں سے سبق ملتا ہے کہ شوہر کا بہت بڑا حق ہے اور ہر عورت پر اپنے شوہر کا حق ادا کرنا فرض ہے شوہر کے حقوق بہت زیادہ ہیں ان میں سے نیچے لکھے ہوئے چند حقوق بہت زیادہ قابل لحاظ ہیں۔

۱۔ عورت بغیر اپنے شوہر کی اجازت کے گھر سے باہر کہیں نہ جائے نہ اپنے رشتہ داروں کے گھر نہ

کسی دوسرے کے گھر۔

۲۔شوہر کی غیر موجودگی میں عورت پر فرض ہے کہ شوہر کے مکان اور مال و سامان کی حفاظت کرے اور بغیر شوہر کی اجازت کسی کو بھی نہ مکان میں آنے دے نہ شوہر کی چھوٹی بڑی چیز کسی کو دے۔

۳۔شوہر کا مکان اور مال و سامان یہ سب شوہر کی امانتیں ہیں اور بیوی ان سب چیزوں کی امین ہے اگر عورت نے اپنے شوہر کی کسی چیز کو جان بوجھ کر برباد کر دیا تو عورت پر امانت میں خیانت کرنے کا گناہ لازم ہوگا اور اس پر خدا کا بہت بڑا عذاب ہوگا۔

۴۔عورت ہرگز ہرگز کوئی ایسا کام نہ کرے جو شوہر کو ناپسند ہو۔

۵۔بچوں کی نگہداشت' ان کی تربیت اور پرورش خصوصاً شوہر کی غیر موجودگی میں عورت کے لئے بہت بڑا فریضہ ہے۔

۶۔عورت کو لازم ہے کہ مکان اور اپنے بدن اور کپڑوں کی صفائی ستھرائی کا خاص طور پر دھیان رکھے۔ پھوہڑ میلی کچیلی نہ بنی رہے بلکہ بناؤ سنگھار سے رہا کرے تاکہ شوہر اس کو دیکھ کر خوش ہو جائے۔حدیث شریف میں ہے کہ "بہترین عورت وہ ہے کہ جب شوہر اس کی طرف دیکھے تو وہ اپنے بناؤ سنگھار اور اپنی اداؤں سے شوہر کا دل خوش کر دے اور اگر شوہر کسی بات کی قسم کھا جائے تو وہ اس قسم کو پوری کر دے اور اگر شوہر غائب رہے تو وہ اپنی ذات اور شوہر کے مال میں حفاظت اور خیر خواہی کا کردار ادا کرتی رہے۔" (سنن ابن ماجہ، کتاب النکاح، باب فضل النساء، رقم ۱۸۵۷، ج ۲، ص ۴۱۴)

شوہر کے ساتھ زندگی بسر کرنے کا طریقہ

یاد رکھو کہ میاں بیوی کا رشتہ ایک ایسا مضبوط تعلق ہے کہ ساری عمر اسی بندھن میں رہ کر زندگی بسر کرنی ہے۔اگر میاں بیوی میں پورا پورا اتحاد اور ملاپ رہا تو اس سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں۔اور اگر خدا نہ کرے میاں بیوی کے درمیان اختلاف پیدا ہو گیا اور جھگڑے تکرار کی نوبت آ گئی تو اس سے بڑھ کر کوئی

مصیبت نہیں کہ میاں بیوی دونوں کی زندگی جہنم کا نمونہ بن جاتی ہے اور دونوں عمر بھر گھٹن اور جلن کی آگ میں جلتے رہتے ہیں۔

اس زمانے میں میاں بیوی کے جھگڑوں کا فساد اس قدر زیادہ پھیل گیا ہے کہ ہزاروں مرد اور ہزاروں عورتیں اس بلا میں گرفتار ہیں اور مسلمانوں کے ہزاروں گھر اس اختلاف کی آگ میں جل رہے ہیں اور میاں بیوی دونوں اپنی زندگی سے بیزار ہو کر دن رات موت کی دعائیں مانگا کرتے ہیں۔ اس لئے ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ اس مقام پر چند ایسی نصیحتیں لکھ دیں کہ اگر مرد و عورت ان پر عمل کرنے لگیں تو اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ میاں بیوی کے جھگڑوں سے مسلم معاشرہ پاک ہو جائے گا اور مسلمانوں کا ہر گھر امن و سکون اور آرام و راحت کی جنت بن جائے گا۔

(۱) ہر عورت شوہر کے گھر میں قدم رکھتے ہی اپنے اوپر یہ لازم کر لے وہ ہر وقت اور ہر حال میں اپنے شوہر کا دل اپنے ہاتھ میں لئے رہے اور اس کے اشاروں پر چلتی رہے اگر شوہر حکم دے کہ دن بھر دھوپ میں کھڑی رہو یا رات بھر جاگتی ہوئی مجھے پنکھا جھلتی رہو تو عورت کے لئے دنیا و آخرت کی بھلائی اسی میں ہے کہ تھوڑی تکلیف اٹھا کر اور صبر کر کے اس حکم پر بھی عمل کرے اور کسی وقت اور کسی حال میں بھی شوہر کے حکم کی نافرمانی نہ کرے۔

(۲) ہر عورت کو چاہے کہ وہ اپنے شوہر کے مزاج کو پہچان لے اور بغور دیکھتی رہے کہ اس کے شوہر کو کیا کیا چیزیں اور کون کون سی باتیں ناپسند ہیں اور وہ کن کن باتوں سے خوش ہوتا ہے اور کون کون سی باتوں سے ناراض ہوتا ہے اٹھنے بیٹھنے، سونے جاگنے، پہننے اوڑھنے اور بات چیت میں اس کی عادت اور اس کا ذوق کیا اور کیسا ہے؟ خوب اچھی طرح شوہر کا مزاج پہچان لینے کے بعد عورت کو لازم ہے کہ وہ ہر کام شوہر کے مزاج کے مطابق کرے ہر گز ہر گز شوہر کے مزاج کے خلاف نہ کوئی بات کرے نہ کوئی کام۔

(۳) عورت کو لازم ہے کہ شوہر کو کبھی جلی کٹی باتیں نہ سنائے نہ کبھی اس کے سامنے غصہ میں چلا چلا کر بولے نہ اس کی باتوں کا کڑوا تیکھا جواب دے نہ کبھی اس کو طعنہ مارے نہ کوسنے دے نہ اس کی لائی ہوئی چیزوں میں عیب نکالے نہ شوہر کے مکان و سامان وغیرہ کو حقیر بتائے نہ شوہر کے ماں باپ یا اس کے خاندان یا اس کی شکل و صورت کے بارے میں کوئی ایسی بات کہے جس سے شوہر کے دل کو ٹھیس لگے اور خواہ مخواہ اس کو سن کر برا لگے اس قسم کی باتوں سے شوہر کا دل دکھ جاتا ہے اور رفتہ رفتہ شوہر کو بیوی سے نفرت ہونے لگتی ہے۔ جس کا انجام جھگڑے لڑائی کے سوا کچھ بھی نہیں ہوتا یہاں تک کہ میاں بیوی میں زبردست بگاڑ ہو جاتا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ یا تو طلاق کی نوبت آ جاتی ہے یا بیوی اپنے میکے میں بیٹھ رہنے پر مجبور ہو جاتی ہے اور اپنی بھاوجوں کے طعنے سن سن کر کوفت اور گھٹن کی بھٹی میں جلتی رہتی ہے اور میکے اور سسرال والوں کے دونوں خاندانوں میں بھی اسی طرح اختلاف کی آگ بھڑک اٹھتی ہے کہ کبھی کورٹ کچہری کی نوبت آ جاتی ہے اور کبھی مار پیٹ ہو کر مقدمات کا ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے اور میاں بیوی کی زندگی جہنم بن جاتی ہے اور دونوں خاندان لڑ بھڑ کر تباہ و برباد ہو جاتے ہیں۔

(۴) عورت کو چاہے کہ شوہر کی آمدنی کی حیثیت سے زیادہ خرچ نہ مانگے بلکہ جو کچھ ملے اس پر صبر و شکر کے ساتھ اپنا گھر سمجھ کر ہنسی خوشی کے ساتھ زندگی بسر کرے اگر کوئی زیور یا کپڑا یا سامان پسند آ جائے اور شوہر کی مالی حالت ایسی نہیں ہے کہ وہ اس کو لا سکے تو کبھی ہرگز ہرگز شوہر سے اس کی فرمائش نہ کرے اور اپنی پسند کی چیزیں نہ ملنے پر کبھی ہرگز کوئی شکوہ شکایت نہ کرے نہ غصہ سے منہ پھلائے نہ طعنہ مارے، نہ افسوس ظاہر کرے۔ بلکہ بہترین طریقہ یہ ہے کہ عورت شوہر سے کسی چیز کی فرمائش ہی نہ کرے کیونکہ بار بار کی فرمائشوں سے عورت کا وزن شوہر کی نگاہ میں گھٹ جاتا ہے۔ ہاں اگر شوہر خود پوچھے کہ میں تمہارے لئے کیا لاؤں تو عورت کو چاہے کہ شوہر کی مالی حیثیت دیکھ کر اپنی پسند کی چیز طلب کرے اور جب

شوہر چیز لائے تو وہ پسند آئے یا نہ آئے مگر عورت کو ہمیشہ یہی چاہے کہ وہ اس پر خوشی کا اظہار کرے۔ ایسا کرنے سے شوہر کا دل بڑھ جائے گا اور اس کا حوصلہ بلند ہو جائے گا اور اگر عورت نے شوہر کی لائی ہوئی چیز کو ٹھکرا دیا اور اس میں عیب نکالا یا اس کو حقیر سمجھا تو اس سے شوہر کا دل ٹوٹ جائے گا جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ شوہر کے دل میں بیوی کی طرف سے نفرت پیدا ہو جائے گی اور آگے چل کر جھگڑے لڑائی کا بازار گرم ہو جائے گا اور میاں بیوی کی شادمانی و مسرت کی زندگی خاک میں مل جائے گی۔

(۵) عورت پر لازم ہے کہ اپنے شوہر کی صورت و سیرت پر نہ طعنہ مارے نہ کبھی شوہر کی تحقیر اور اس کی ناشکری کرے اور ہرگز ہرگز کبھی اس قسم کی جلی کٹی بولیاں نہ بولے کہ ہائے اللہ! میں کبھی اس گھر میں سکھی نہیں رہی۔ ہائے ہائے میری تو ساری عمر مصیبت ہی میں کٹی۔ اس اجڑے گھر میں آ کر میں نے کیا دیکھا۔ میرے ماں باپ نے مجھے بھاڑ میں جھونک دیا کہ مجھے اس گھر میں بیاہ دیا مجھ نگوڑی کو اس گھر میں کبھی آرام نصیب نہیں ہوا۔ ہائے میں کس پھکڑ اور دلدر سے بیاہی گئی۔ اس گھر میں تو ہمیشہ اُلو ہی بولتا رہا۔ اس قسم کے طعنوں اور کوسنوں سے شوہر کی دل شکنی یقینی طور پر ہوگی جو میاں بیوی کے نازک تعلقات کی گردن پر چھری پھیر دینے کے برابر ہے ظاہر ہے کہ شوہر اس قسم کے طعنوں اور کوسنوں کو سن سن کر عورت سے بیزار ہو جائے گا اور محبت کی جگہ نفرت و عداوت کا ایک ایسا خطرناک طوفان اٹھ کھڑا ہوگا کہ میاں بیوی کے خوشگوار تعلقات کی ناؤ ڈوب جائے گی جس پر تمام عمر پچھتانا پڑے گا مگر افسوس کہ عورتوں کی یہ عادت بلکہ فطرت بن گئی ہے کہ وہ شوہروں کو طعنے اور کوسنے دیتی ہی رہتی ہیں اور اپنی دنیا و آخرت کو تباہ و برباد کرتی رہتی ہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلّم نے فرمایا کہ میں نے جہنم میں عورتوں کو بکثرت دیکھا۔ یہ سن کر صحابہ کرام علیھم الرضوان نے پوچھا کہ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلّم! اس کی کیا وجہ ہے کہ عورتیں بکثرت جہنم میں نظر آئیں۔ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلّم نے فرمایا کہ عورتوں میں دو بڑی خصلتوں کی وجہ سے۔ ایک تو یہ کہ عورتیں دوسروں پر بہت زیادہ لعن طعن

کرتی رہتی ہیں دوسری یہ کہ عورتیں اپنے شوہروں کی ناشکری کرتی رہتی ہیں چنانچہ تم عمر بھر ان عورتوں کے ساتھ اچھے سے اچھا سلوک کرتے رہو۔لیکن اگر کبھی ایک ذراسی کمی تمہاری طرف سے دیکھ لیں گی تو یہی کہیں گی کہ میں نے کبھی تم سے کوئی بھلائی دیکھی ہی نہیں۔

(صحیح البخاری، کتاب الایمان۔۲۱۔باب کفران العشیر وکفر دون کفر، رقم ۲۹، ج۱،ص ۲۳ وایضاًفی کتاب النکاح ۸۹، باب کفران العشیر وھوالزوج الخ، رقم ۵۱۹۱، ج ۳،ص ۴۶۳)

(۶) بیوی کو لازم ہے کہ ہمیشہ اٹھتے بیٹھتے بات چیت میں ہر حالت میں شوہر کے سامنے باادب رہے اور اس کے اعزازو اکرام کا خیال رکھے۔شوہر جب کبھی باہر سے گھر میں آئے تو عورت کو چاہے کہ سب کام چھوڑ کر اٹھ کھڑی ہو اور شوہر کی طرف متوجہ ہوجائے اس کی مزاج پرسی کرے اور فوراً ہی اس کے آرام وراحت کا انتظام کرے اور اسکے ساتھ دلجوئی کی باتیں کرے اور ہرگز ہرگز ایسی کوئی بات نہ سنائے نہ کوئی ایسا سوال کرے جس سے شوہر کا دل دکھے۔

(۷) اگر شوہر کو عورت کی کسی بات پر غصہ آجائے تو عورت کو لازم ہے کہ اس وقت خاموش ہو جائے اور اس وقت ہرگز کوئی ایسی بات نہ بولے جس سے شوہر کا غصہ اور زیادہ بڑھ جائے اور اگر عورت کی طرف سے کوئی قصور ہوجائے اور شوہر غصہ میں بھر کر عورت کو برا بھلا کہہ دے اور ناراض ہوجائے تو عورت کو چاہے کہ خود روٹھ کر اور گال پھلا کر نہ بیٹھ جائے بلکہ عورت کو لازم ہے کہ فوراً ہی عاجزی اور خوشامد کر کے شوہر سے معافی مانگے اور ہاتھ جوڑ کر،پاؤں پکڑ کر جس طرح وہ مانے اسے منالے۔اگر عورت کا کوئی قصور نہ ہو بلکہ شوہر ہی کا قصور ہو جب بھی عورت کو تن کر اور منہ بگاڑ کر بیٹھ نہیں رہنا چاہے بلکہ شوہر کے سامنے عاجزی و انکساری ظاہر کر کے شوہر کو خوش کر لینا چاہے کیونکہ شوہر کا حق بہت بڑا ہے اس کا مرتبہ بہت بلند ہے اپنے شوہر سے معافی تلافی کرنے میں عورت کی کوئی ذلت نہیں ہے بلکہ یہ عورت کے لئے عزت اور فخر کی بات ہے کہ وہ معافی مانگ کر اپنے شوہر کو راضی کرلے۔

(۸) عورت کو چاہے کہ وہ اپنے شوہر سے اس کی آمدنی اور خرچ کا حساب نہ لیا کرے کیوں کہ شوہروں کے خرچ پر عورتوں کے روک ٹوک لگانے سے عموماً شوہر کو چڑ پیدا ہو جاتی ہے اور شوہروں پر غیرت سوار ہو جاتی ہے کہ میری بیوی مجھ پر حکومت جتاتی ہے اور میری آمدنی خرچ کا مجھ سے حساب طلب کرتی ہے اس چڑ کا انجام یہ ہوتا ہے کہ رفتہ رفتہ میاں بیوی کے دلوں میں اختلاف پیدا ہو جایا کرتا ہے اسی طرح عورت کو چاہے کہ اپنے شوہر کے کہیں آنے جانے پر روک ٹوک نہ کرے نہ شوہر کے چال چلن پر شبہ اور بدگمانی کرے کہ اس سے میاں بیوی کے تعلقات میں فساد و خرابی پیدا ہو جاتی ہے اور خواہ مخواہ شوہر کے دل میں نفرت پیدا ہو جاتی ہے۔

(۹) جب تک ساس اور خسر زندہ ہیں عورت کے لئے ضروری ہے کہ ان دونوں کی بھی تابعداری اور خدمت گزاری کرتی رہے اور جہاں تک ممکن ہو سکے ان دونوں کو راضی رکھے۔ ورنہ یاد رکھو کہ شوہر ان دونوں کا بیٹا ہے اگر ان دونوں نے اپنے بیٹے کو ڈانٹ ڈپٹ کر چانپ چڑھادی تو یقیناً شوہر عورت سے ناراض ہو جائے گا اور میاں بیوی کے درمیان باہمی تعلقات تہس نہس ہو جائیں گے اسی طرح اپنے نندوں، بھاوجوں کے ساتھ بھی خوش اخلاقی برتے اور ان سبھوں کی دل جوئی میں لگی رہے اور کبھی ہرگز ہرگز ان میں سے کسی کو ناراض نہ کرے۔ ورنہ دھیان رہے کہ ان لوگوں سے بگاڑ کا نتیجہ میاں بیوی کے تعلقات کی خرابی کے سوا کچھ بھی نہیں۔ عورت کو سسرال میں ساس وغیرہ سے الگ تھلگ رہنے کی ہرگز کبھی کوشش نہیں کرنی چاہے۔ بلکہ مل جل کر رہنے میں ہی بھلائی ہے۔ کیونکہ ساس سے بگاڑ اور جھگڑے کی یہی جڑ ہے اور یہ خود سوچنے کی بات ہے کہ ماں باپ نے لڑکے کو پالا پوسا اور اس امید پر اس کی شادی کی کہ بڑھاپے میں ہم کو بیٹے اور اس کی دلہن سے سہارا اور آرام ملے گا لیکن دلہن نے گھر میں قدم رکھتے ہی اس بات کی کوشش شروع کر دی کہ بیٹا اپنے ماں باپ سے الگ تھلگ ہو جائے تو تم خود ہی سوچو کہ دلہن کی اس حرکت سے ماں باپ کو کس قدر غصہ آئے گا اور کتنی جھنجھلاہٹ پیدا ہوگی اس لئے گھر میں طرح

طرح کی بدگمانیاں اور قسم قسم کے فتنہ وفساد شروع ہو جاتے ہیں یہاں تک کہ میاں بیوی کے دلوں میں پھوٹ پیدا ہو جاتی ہے اور جھگڑے تکرار کی نوبت آ جاتی ہے اور پھر پورے گھر والوں کی زندگی تلخ اور تعلقات درہم برہم ہو جاتے ہیں لہٰذا بہتری اسی میں ہے کہ ساس اور خسر کی زندگی بھر ہرگز کبھی عورت کو الگ رہنے کا خیال بھی نہیں کرنا چاہیے ہاں اگر ساس اور خسر خود ہی اپنی خوشی سے بیٹے کو اپنے سے الگ کر دیں تو پھر الگ رہنے میں کوئی حرج نہیں۔ لیکن الگ رہنے کی صورت میں بھی الفت ومحبت اور میل جول رکھنا انتہائی ضروری ہے تاکہ ہر مشکل میں پورے کنبے کو ایک دوسرے کی امداد کا سہارا ملتا رہے اور اتفاق واتحاد کے ساتھ پورے کنبے کی زندگی جنت کا نمونہ بنی رہے۔

(۱۰) عورت کو اگر سسرال میں کوئی تکلیف ہو یا کوئی بات ناگوار گزرے تو عورت کو لازم ہے کہ ہرگز میکے میں آ کر چغلی نہ کھائے کیونکہ سسرال کی چھوٹی چھوٹی سی باتوں کی شکایت میکے میں آ کر ماں باپ سے کرنی یہ بہت خراب اور بڑی بات ہے۔ سسرال والوں کو عورت کی اس حرکت سے بے حد تکلیف پہنچتی ہے یہاں تک کہ دونوں گھروں میں بگاڑ اور لڑائی جھگڑے شروع ہو جاتے ہیں جس کا انجام یہ ہوتا ہے کہ عورت شوہر کی نظروں میں بھی قابل نفرت ہو جاتی ہے اور پھر میاں بیوی کی زندگی لڑائی جھگڑوں سے جہنم کا نمونہ بن جاتی ہے۔

(۱۱) عورت کو چاہیے کہ جہاں تک ہو سکے اپنے بدن اور کپڑوں کی صفائی ستھرائی کا خیال رکھے۔ میلی کچیلی اور پھوہڑ نہ بن رہے بلکہ اپنے شوہر کی مرضی اور مزاج کے مطابق بناؤ سنگھار بھی کرتی رہے۔ کم سے کم ہاتھ پاؤں میں مہندی، کنگھی چوٹی، سرمے کاجل وغیرہ کا اہتمام کرتی رہے۔ بال بکھرے اور میلے کچیلے چڑیل بنی نہ پھرے کہ عورت کا پھوہڑ پن عام طور پر شوہر کی نفرت کا باعث ہوا کرتا ہے خدا نہ کرے کہ شوہر عورت کے پھوہڑ پن کی وجہ سے متنفر ہو جائے اور دوسری عورتوں کی طرف تاک جھانک

شروع کردے تو پھر عورت کی زندگی تباہ و برباد ہو جائے گی اور پھر اس کو عمر بھر رونے دھونے اور سر پیٹنے کے سوا کوئی چارہِ کار نہیں رہ جائے گا۔

(۱۲) عورت کے لئے یہ بات بھی خاص طور پر قابل لحاظ ہے کہ جب تک شوہر اور ساس اور خسر وغیرہ نہ کھا پی لیں خود نہ کھائے بلکہ سب کو کھلا پلا کر خود سب سے اخیر میں کھائے۔ عورت کی اس ادا سے شوہر اور اس کے سب گھر والوں کے دل میں عورت کی قدر و منزلت اور محبت بڑھ جائے گی۔

(۱۳) عورت کو چاہے کہ سسرال میں جا کر اپنے میکے والوں کی بہت زیادہ تعریف اور بڑائی نہ بیان کرتی رہے کیونکہ اس سے سسرال والوں کو یہ خیال ہو سکتا ہے کہ ہماری بہو ہم لوگوں کو بے قدر سمجھتی ہے اور ہمارے گھر والوں اور گھر کے ماحول کی توہین کرتی ہے اس لئے سسرال والے بھڑک کر بہو کی بے قدری اور اس سے نفرت کرنے لگتے ہیں۔

(۱۴) گھر کے اندر ساس، نندیں یا جیٹھانی، دیورانی یا کوئی دوسری عورتیں آپس میں چپکے چپکے باتیں کر رہی ہوں تو عورت کو چاہے کہ ایسے وقت میں ان کے قریب نہ جائے اور نہ یہ جستجو کرے کہ وہ آپس میں کیا باتیں کر رہی ہیں اور بلا وجہ یہ بدگمانی بھی نہ کرے کہ کچھ میرے ہی متعلق باتیں کر رہی ہوں گی کہ اس سے خواہ مخواہ دل میں ایک دوسرے کی طرف سے کینہ پیدا ہو جاتا ہے جو بہت بڑا گناہ ہونے کے ساتھ ساتھ بڑے بڑے فساد ہونے کا سبب بن جایا کرتا ہے۔

(۱۵) عورت کو یہ بھی چاہے کہ سسرال میں اگر ساس یا نندوں کو کوئی کام کرتے دیکھے تو جھٹ پٹ اٹھ کر خود بھی کام کرنے لگے اس سے ساس نندوں کے دل میں یہ اثر پیدا ہوگا کہ وہ عورت کو اپنا غمگسار اور رفیق کار بلکہ اپنا مددگار سمجھنے لگیں گی جس سے خود بخود ساس نندوں کے دل میں ایک خاص قسم کی محبت پیدا ہو جائے گی خصوصاً ساس، خسر اور نندوں کی بیماری کے وقت عورت کو بڑھ چڑھ کر خدمت اور تیمارداری میں حصہ لینا چاہے کہ ایسی باتوں سے ساس، خسر، نندوں بلکہ شوہر کے دل میں عورت کی طرف

سے جذبہ محبت پیدا ہو جاتا ہے اور عورت سارے گھر کی نظروں میں وفادار و خدمت گزار سمجھی جانے لگتی ہے اور عورت کی نیک نامی میں چار چاند لگ جاتے ہیں۔

(۱۶) عورت کے فرائض میں یہ بھی ہے کہ اگر شوہر غریب ہو اور گھریلو کام کاج کے لئے نوکرانی رکھنے کی طاقت نہ ہو تو اپنے گھر کا گھریلو کام کاج خود کرلیا کرے اس میں ہر گز ہر گز نہ عورت کی کوئی ذلت ہے نہ شرم۔ بخاری شریف کی بہت سے روایتوں سے پتا چلتا ہے کہ خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی مقدس صاجنرادی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بھی یہی معمول تھا کہ وہ اپنے گھر کا سارا کام کاج خود اپنے ہاتھوں سے کیا کرتی تھیں کنویں سے پانی بھر کر اور اپنی مقدس پیٹھ پر مشک لاد کر پانی لایا کرتی تھیں خود ہی چکی چلا کر آٹا بھی پیس لیتی تھیں اسی وجہ سے ان کے مبارک ہاتھوں میں کبھی کبھی چھالے پڑ جاتے تھے اسی طرح امیر المومنین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صاجنرادی حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے متعلق بھی روایت ہے کہ وہ اپنے غریب شوہر حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یہاں اپنے گھر کا سارا کام کاج اپنے ہاتھوں سے کرلیا کرتی تھیں یہاں تک کہ اونٹ کو کھلانے کے لئے باغوں میں سے کھجوروں کی گٹھلیاں چن چن کر اپنے سر پر لاتی تھیں اور گھوڑے کے لئے گھاس چارہ بھی لاتی تھیں اور گھوڑے کی مالش بھی کرتی تھیں۔

(۱۷) ہر بیوی کا یہ بھی فرض ہے کہ وہ اپنے شوہر کی آمدنی اور گھر کے اخراجات کو ہمیشہ نظر کے سامنے رکھے اور گھر کا خرچ اس طرح چلائے کہ عزت وآبرو سے زندگی بسر ہوتی رہے۔ اگر شوہر کی آمدنی کم ہو تو ہر گز ہر گز شوہر پر بیجا فرمائشوں کا بوجھ نہ ڈالے۔ اس لئے کہ اگر عورت نے شوہر کو مجبور کیا اور شوہر نے بیوی کی محبت میں قرض کا بوجھ اپنے سر پر اٹھالیا اور خدا نہ کرے اس قرض کا ادا کرنا دشوار ہو گیا تو گھریلو زندگی میں پریشانیوں کا سامنا ہو جائے گا اور میاں بیوی کی زندگی تنگ ہو جائے گی اس لئے ہر عورت کو لازم ہے کہ صبر وقناعت کے ساتھ جو کچھ بھی ملے خدا کا شکر ادا کرے اور شوہر کی جتنی آمدنی ہو اسی کے

مطابق خرچ کرے اور گھر کے اخراجات کو ہر گز ہر گز آمدنی سے بڑھنے نہ دے۔

(۱۸) عورت کو لازم ہے کہ سسرال میں پہنچنے کے بعد ضد اور ہٹ دھرمی کی عادت بالکل ہی چھوڑ دے۔ عموماً عورتوں کی عادت ہوتی ہے کہ جہاں کوئی بات ان کی مرضی کے خلاف ہوئی فوراً غصہ میں آگ بگولا ہو کر الٹ پلٹ شروع کر دیتی ہیں یہ بہت بری عادت ہے لیکن میکے میں چونکہ ماں باپ اپنی بیٹی کا ناز اٹھاتے ہیں اس لئے میکے میں تو ضد اور ہٹ دھرمی اور غصہ وغیرہ سے عورت کو کچھ زیادہ نقصان نہیں پہنچتا لیکن سسرال میں ماں باپ سے نہیں بلکہ ساس، خسر اور شوہر سے واسطہ پڑتا ہے ان میں سے کون ایسا ہے جو عورت کے ناز اٹھانے کو تیار ہوگا۔ اس لئے سسرال میں عورت کی ضد اور ہٹ دھرمی اور غصہ اور چڑچڑا پن عورت کے لئے بے حد نقصان کا سبب بن جاتا ہے کہ پورے سسرال والے عورت کی ان خراب عادتوں کی وجہ سے بالکل ہی بیزار ہو جاتے ہیں اور عورت سب کی نظروں میں ذلیل وخوار ہو جاتی ہے۔

(۱۹) عموماً سسرال کا ماحول میکے کے ماحول سے الگ تھلگ ہوتا ہے اور سب نئے نئے لوگوں سے عورت کا واسطہ پڑتا ہے اس لئے سچ پوچھو تو سسرال ہر عورت کے لئے ایک امتحان گاہ ہے جہاں اس کی ہر حرکت و سکون پر نظر رکھی جائے گی اور اس کے ہر عمل پر تنقید کی جائے گی۔ نیا ماحول ہونے کی وجہ سے ساس اور نندوں سے کبھی کبھی خیالات میں ٹکراؤ بھی ہوگا اور اس موقع پر بعض وقت ساس اور نندوں کی طرف سے جلی کٹی اور طعنوں کوسنوں کی کڑوی کڑوی باتیں بھی سننی پڑیں گی ایسے موقعوں پر صبر اور خاموشی عورت کی بہترین ڈھال ہے عورت کو چاہیے کہ ساس اور نندوں کو ہمیشہ برائی کا بدلہ بھلائی سے دیتی رہے اور ان کے طعنوں کوسنوں پر صبر کر کے بالکل ہی جواب نہ دے اور چپ سادھ لے یہ بہترین طریقہ عمل ہے ایسا کرتے رہنے سے ان شاء اللہ تعالیٰ ایک دن ایسا آئے گا کہ ساس اور نندیں خود ہی شرمندہ ہو کر اپنی حرکتوں سے باز آجائیں گی۔

(۲۰) عورت کو سسرال میں خاص طور پر بات چیت میں اس چیز کا دھیان رکھنا چاہیے کہ نہ تو اتنی زیادہ بات چیت کرے جو سسرال والوں اور پڑوسیوں کو ناگوار گزرے اور نہ اتنی کم بات کرے کہ منت وخوشامد کے بعد بھی کچھ نہ بولے اس لئے کہ یہ غرور وگھمنڈ کی علامت ہے جو کچھ بولے سوچ سمجھ کر بولے اور اتنی نرم اور پیار بھرے لہجوں میں بات کرے کہ کسی کو ناگوار نہ گزرے اور کوئی ایسی بات نہ بولے جس سے کسی کے دل پر بھی ٹھیس لگے تا کہ عورت سسرال والوں اور رشتہ ناتا والوں اور پڑوسیوں سب کی نظروں میں ہر دلعزیز بنی رہے۔

بہترین بیوی کی پہچان

اوپر لکھی ہوئی ہدایتوں کے مطابق سوال پیدا ہوتا ہے کہ بہترین بیوی کون ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ۔

بہترین بیوی وہ ہے!

(۱) جو اپنے شوہر کی فرماں برداری اور خدمت گزاری کو اپنا فرض منصبی سمجھے۔

(۲) جو اپنے شوہر کے تمام حقوق ادا کرنے میں کوتاہی نہ کرے!

(۳) جو اپنے شوہر کی خوبیوں پر نظر رکھے اور اس کے عیوب اور خامیوں کو نظرانداز کرتی رہے۔

(۴) جو خود تکلیف اٹھا کر اپنے شوہر کو آرام پہنچانے کی کوشش کرتی رہے۔

(۵) جو اپنے شوہر سے اس کی آمدنی سے زیادہ کا مطالبہ نہ کرے اور جو مل جائے اس پر صبر و شکر کے ساتھ زندگی بسر کرے۔

(۶) جو اپنے شوہر کے سوا کسی اجنبی مرد پر نگاہ نہ ڈالے اور نہ کسی کی نگاہ اپنے اوپر پڑنے

دے۔

(۷) جو پردے میں رہے اور اپنے شوہر کی عزت و ناموس کی حفاظت کرے۔

(۸) جو شوہر کے مال اور مکان و سامان اور خود اپنی ذات کو شوہر کی امانت سمجھ کر ہر چیز کی حفاظت و نگہبانی کرتی رہے۔

(۹) جو اپنے شوہر کی مصیبت میں اپنی جانی و مالی قربانی کے ساتھ اپنی وفاداری کا ثبوت دے۔

(۱۰) جو اپنے شوہر کی زیادتی اور ظلم پر ہمیشہ صبر کرتی رہے۔

(۱۱) جو میکا اور سسرال دونوں گھروں میں ہر دلعزیز اور باعزت ہو!

(۱۲) جو پڑوسیوں اور ملنے جلنے والی عورتوں کے ساتھ خوش اخلاقی اور شرافت و مروت کا برتاؤ کرے اور سب اس کی خوبیوں کے مداح ہوں!

(۱۳) جو مذہب کی پابند اور دیندار ہو اور حقوق اللہ و حقوق العباد کو ادا کرتی رہے۔

(۱۴) جو سسرال والوں کی کڑوی کڑوی باتوں کو برداشت کرتی رہے۔

(۱۵) جو سب گھر والوں کو کھلا پلا کر سب سے آخر میں خود کھائے پیے۔

ساس بہو کا جھگڑا

ہمارے سماج کا یہ ایک بہت قابل افسوس اور دردناک سانحہ ہے کہ تقریباً ہر گھر میں صدیوں سے ساس بہو کی لڑائی کا معرکہ جاری ہے۔ دنیا کی بڑی سے بڑی لڑائیوں یہاں تک کہ عالمی جنگوں کا خاتمہ ہو گیا مگر ساس بہو کی جنگ عظیم یہ ایک ایسی منحوس لڑائی ہے کہ تقریباً ہر گھر اس لڑائی کا میدان جنگ بنا ہوا ہے!

کس قدر تعجب اور حیرت کی بات ہے کہ ماں کتنے لاڈ پیار سے اپنے بیٹوں کو پالتی ہے اور جب لڑکے جوان ہو جاتے ہیں تو لڑکوں کی ماں اپنے بیٹوں کی شادی اور ان کا سہرا دیکھنے کے لئے سب سے زیادہ بے چین اور بے قرار رہتی ہے اور گھر گھر کا چکر لگا کر اپنے بیٹے کی دلہن تلاش کرتی پھرتی ہے۔ یہاں تک کہ بڑے پیار اور چاہ سے بیٹے کی شادی رچاتی ہے اور اپنے بیٹے کی شادی کا سہرا دیکھ کر خوشی سے پھولے نہیں سماتی مگر جب غریب دلہن اپنا مَیکا چھوڑ کر اور اپنے ماں باپ، بھائی بہن اور رشتہ ناتا والوں سے جدا ہو کر اپنے سسرال میں قدم رکھتی ہے تو ایک دم ساس بہو کی حریف بن کر اپنی بہو سے لڑنے لگتی ہے اور ساس بہو کی جنگ ہو جاتی ہے اور بے چارہ شوہر ماں اور بیوی کی لڑائی کی چکی کے دو پاٹوں کے درمیان کچلنے اور پسنے لگتا ہے۔ غریب شوہر ایک طرف ماں کے احسانوں کے بوجھ سے دبا ہوا اور دوسری طرف بیوی کی محبت میں جکڑا ہوا ماں اور بیوی کی لڑائی کا منظر دیکھ دیکھ کر کوفت کی آگ میں جلتا رہتا ہے اور اس کے لئے بڑی مشکل یہ آن پڑتی ہے کہ اگر وہ اس لڑائی میں اپنی ماں کی حمایت کرتا ہے تو بیوی کے رونے دھونے اور اس کے طعنوں اور مَیکا چلی جانے کی دھمکیوں سے اس کا بھیجا کھولنے لگتا ہے۔ اور اگر بیوی کی پاسداری میں ایک لفظ بول دیتا ہے تو ماں اپنی چیخ و پکار اور کوسنوں سے سارا گھر سر پر اٹھا لیتی ہے اور ساری برادری میں ''عورت کا مرید'' ''زن پرست'' ''بیوی کا غلمٹا''

کھلانے لگتا ہے اور ایسے گرم گرم اور دل خراش طعنے سنتا ہے کہ رنج وغم سے اس کے سینے میں دل پھٹنے لگتا ہے۔

اس میں شک نہیں کہ ساس بہو کی لڑائی میں ساس بہو اور شوہر تینوں کا کچھ نہ کچھ قصور ضرور ہوتا ہے لیکن میرا برسوں کا تجربہ یہ ہے کہ اس لڑائی میں سب سے بڑا ہاتھ ساس کا ہوا کرتا ہے حالانکہ ہر ساس پہلے خود بھی بہو رہ چکی ہوتی ہے۔ مگر وہ اپنے بہو بن کر رہنے کا زمانہ بالکل بھول جاتی ہے اور اپنی بہو سے ضرور لڑائی کرتی ہے اور اس کی ایک خاص وجہ یہ ہے کہ جب تک لڑکے کی شادی نہیں ہوتی۔ سو فیصدی بیٹے کا تعلق ماں ہی سے ہوا کرتا ہے۔ بیٹا اپنی ساری کمائی اور جو سامان بھی لاتا ہے وہ اپنی ماں ہی کے ہاتھ میں دیتا ہے اور ہر چیز ماں ہی سے طلب کر کے استعمال کرتا ہے اور دن رات سینکڑوں مرتبہ اماں۔ اماں کہہ کر بات بات میں ماں کو پکارتا ہے۔ اس سے ماں کا کلیجہ خوشی سے پھول کر سیر بھر کا ہو جایا کرتا ہے اور ماں اس خیال میں مگن رہتی ہے کہ میں گھر کی مالکن ہوں۔ اور میرا بیٹا میرا فرماں بردار ہے لیکن شادی کے بعد بیٹے کی محبت بیوی کی طرف رخ کر لیتی ہے۔ اور بیٹا کچھ نہ کچھ اپنی بیوی کو دینے اور کچھ نہ کچھ اس سے مانگ کر لینے لگتا ہے تو ماں کو فطری طور پر بڑا جھٹکا لگتا ہے کہ میرا بیٹا کہ میں نے اس کو پال پوس کر بڑا کیا۔ اب یہ مجھ کو نظر انداز کر کے اپنی بیوی کے قبضہ میں چلا گیا۔ اب اماں۔ اماں پکارنے کی بجائے بیگم بیگم پکارا کرتا ہے۔ پہلے اپنی کمائی مجھے دیتا تھا۔ اب بیوی کے ہاتھ سے ہر چیز لیا دیا کرتا ہے۔ اب گھر کی مالکن میں نہیں رہی اس خیال سے ماں پر ایک جھلاہٹ سوار ہو جاتی ہے اور وہ بہو کو جذبہ حسد میں اپنی حریف اور مد مقابل بنا کر اس سے لڑائی جھگڑا کرنے لگتی ہے اور بہو میں طرح طرح کے عیب نکالنے لگتی ہے اور قسم قسم کے طعنے اور کوسنے دینا شروع کر دیتی ہے بہو شروع شروع میں تو یہ خیال کر کے کہ یہ میرے شوہر کی ماں ہے کچھ دنوں تک چپ رہتی ہے مگر جب ساس حد سے زیادہ بہو کے حلق میں انگلی ڈالنے لگتی ہے تو بہو کو بھی پہلے تو نفرت کی متلی آنے لگتی ہے پھر وہ بھی ایک دم سینہ تان کر ساس

کے آگے طعنوں اور کوسنوں کی قے کرنے لگتی ہے اور پھر معاملہ بڑھتے بڑھتے دونوں طرف سے ترکی بہ ترکی سوال و جواب کا تبادلہ ہونے لگتا ہے یہاں تک کہ گالیوں کی بمباری شروع ہو جاتی ہے۔ پھر بڑھتے بڑھتے اس جنگ کے شعلے ساس اور بہو کے خاندانوں کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لیتے ہیں۔ اور دونوں خاندانوں میں بھی جنگ عظیم شروع ہو جاتی ہے۔

میرے خیال میں اس لڑائی کے خاتمہ کی بہترین صورت یہی ہے کہ اس جنگ کے تینوں فریق یعنی ساس، بہو اور بیٹا تینوں اپنے اپنے حقوق و فرائض ادا کرنے لگیں تو ان شاء اللہ تعالیٰ ہمیشہ کے لئے اس جنگ کا خاتمہ یقینی ہے ان تینوں کے حقوق و فرائض کیا ہیں؟ ان کو بغور پڑھو۔

ساس کے فرائض

ہر ساس کا یہ فرض ہوتا ہے کہ وہ اپنی بہو کو اپنی بیٹی کی طرح سمجھے اور ہر معاملہ میں اس کے ساتھ شفقت و محبت کا برتاؤ کرے اگر بہو سے اس کی کمسنی یا ناتجربہ کاری کی وجہ سے کوئی غلطی ہو جائے تو طعنے مارنے اور کوسنے دینے کے بجائے اخلاق و محبت کے ساتھ اس کو کام کا صحیح طریقہ اور ڈھنگ سکھائے اور ہمیشہ اس کا خیال رکھے کہ یہ کم عمر اور ناتجربہ کار لڑکی اپنے ماں باپ سے جدا ہو کر ہمارے گھر میں آئی ہے اس کے لئے یہ گھر نیا اور اس کا ماحول نیا ہے اس کا یہاں ہمارے سوا کون ہے؟ اگر ہم نے اس کا دل دکھایا تو اس کو تسلی دینے والا اور اس کے آنسو پونچھنے والا یہاں دوسرا کون ہے؟ بس ہر ساس یہ سمجھ لے اور ٹھان لے کہ مجھے اپنی بہو سے ہر حال میں شفقت و محبت کرنی ہے بہو مجھے خواہ کچھ نہیں سمجھے مگر میں تو اس کو اپنی بیٹی ہی سمجھوں گی تو پھر سمجھ لو کہ ساس بہو کا جھگڑا آدھے سے زیادہ ختم ہو گیا۔

بہو کے فرائض

ہر بہو کو لازم ہے کہ اپنی ساس کو اپنی ماں کی جگہ سمجھے اور ہمیشہ ساس کی تعظیم اور اس کی فرماں

برداری و خدمت گزاری کو اپنا فرض سمجھے۔ ساس اگر کسی معاملہ میں ڈانٹ ڈپٹ کرے تو خاموشی سے سن لے۔ اور ہرگز ہرگز خبردار خبردار کبھی ساس کو پلٹ کر الٹا سیدھا جواب نہ دے بلکہ صبر کرے اسی طرح اپنے خسر کو بھی اپنے باپ کی جگہ جان کر اس کی تعظیم و خدمت کو اپنے لئے لازم سمجھے اور اپنی دیورانیوں اور جیٹھانیوں اور نندوں سے بھی حسب مراتب اچھا برتاؤ رکھے اور یہ ٹھان لے کہ مجھے ہر حال میں انہی لوگوں کے ساتھ زندگی بسر کرنی ہے۔

بیٹے کے فرائض

ہر بیٹے کو لازم ہے کہ جب اس کی دلہن گھر آ جائے تو حسب دستور اپنی دلہن سے خوب خوب پیار و محبت کرے لیکن ماں باپ کے ادب و احترام اور ان کی خدمت و اطاعت میں ہرگز ہرگز بال برابر بھی فرق نہ آنے دے۔ اور اپنی دلہن کو بھی یہی تاکید کرتا رہے کہ بغیر میری ماں اور میرے باپ کی رائے کے ہرگز نہ کوئی کام کرے نہ بغیر ان دونوں سے اجازت لئے گھر کی کوئی چیز استعمال کرے۔ اس طرز عمل سے ساس کے دل کو سکون و اطمینان رہے گا کہ اب بھی گھر کی مالکہ میں ہی ہوں اور بیٹا بہو دونوں میرے فرماں بردار ہیں۔ پھر ہرگز ہرگز کبھی بھی وہ اپنے بیٹے اور بہو سے نہیں لڑے گی جو لڑکے شادی کے بعد اپنی ماں سے لاپروائی برتنے لگتے ہیں اور اپنی دلہن کو گھر کی مالکہ بنالیا کرتے ہیں۔ عموماً اسی گھر میں ساس بہو کی لڑائیاں ہوا کرتی ہیں لیکن جن گھروں میں ساس بہو اور بیٹے اپنی مذکورہ بالا فرائض کا خیال رکھتے ہیں۔ ان گھروں میں ساس بہو کی لڑائیوں کی نوبت ہی نہیں آتی۔ اس لئے بے حد ضروری ہے کہ سب اپنے اپنے فرائض اور دوسروں کے حقوق کا خیال ولحاظ رکھیں خداوند کریم سب کو توفیق دے اور ہر مسلمان کے گھر کو امن وسکون کی بہشت بنادے۔ (آمین)

بیوی کے حقوق

اللہ تعالیٰ نے جس طرح مردوں کے کچھ حقوق عورتوں پر لازم فرمائے ہیں اسی طرح عورتوں کے بھی کچھ حقوق مردوں پر لازم ٹھہرا دیئے ہیں۔ جن کا ادا کرنا مردوں پر فرض ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں ہے۔

وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِیْ عَلَیْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ

یعنی عورتوں کے مردوں کے اوپر اسی طرح کچھ حقوق ہیں جس طرح مردوں کے عورتوں پر اچھے برتاؤ کے ساتھ (پ2، البقرہ: 228) اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ "تم میں اچھے لوگ وہ ہیں جو عورتوں کے ساتھ اچھی طرح پیش آئیں۔"

(مشکوٰۃ المصابیح، کتاب النکاح، باب عشرۃ النساء وما لکل واحدۃ من الحقوق، رقم ۳۲۶۴، ج ۲، ص ۲۴۰)

اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ بھی فرمان ہے کہ "میں تم لوگوں کو عورتوں کے بارے میں وصیت کرتا ہوں لہٰذا تم لوگ میری وصیت کو قبول کرو۔"

(صحیح البخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب خلق آدم صلوات اللہ علیہ الخ، رقم ۳۳۳۱، ج ۲، ص ۴۱۲)

اور ایک حدیث شریف میں یہ بھی ہے کہ کوئی مومن مرد کسی مومنہ عورت سے بغض و نفرت نہ رکھے کیونکہ اگر عورت کی کوئی عادت بری معلوم ہوتی ہو تو اسکی کوئی دوسری عادت پسندیدہ بھی ہوگی۔

(صحیح مسلم، کتاب الرضاع۔ ۱۸۔ باب الوصیۃ بالنساء، رقم ۱۴۶۹، ص ۷۷۵)

حدیث کا مطلب یہ ہے کہ ایسا نہیں ہوگا کہ کسی عورت کی تمام عادتیں خراب ہی ہوں بلکہ اس میں کچھ اچھی کچھ بری ہر قسم کی عادتیں ہوں گی تو مرد کو چاہے کہ عورت کی صرف خراب عادتوں ہی کو نہ دیکھتا رہے بلکہ خراب عادتوں سے نظر پھرا کر اس کی اچھی عادتوں کو بھی دیکھا کرے۔ بہرحال اللہ عزوجل و رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے عورتوں کے کچھ حقوق مردوں کے اوپر لازم قرار دے دیئے ہیں۔ لہٰذا ہر

مرد پر ضروری ہے کہ نیچے لکھی ہوئی ہدایتوں پر عمل کرتا رہے ورنہ خدا کے دربار میں بہت بڑا گنہگار اور برادری اور سماج کی نظروں میں ذلیل وخوار ہوگا۔

(۱) ہر شوہر کے اوپر اس کی بیوی کا یہ حق فرض ہے کہ وہ اپنی بیوی کے کھانے، پہننے اور رہنے اور دوسری ضروریات زندگی کا اپنی حیثیت کے مطابق اور اپنی طاقت بھر انتظام کرے اور ہر وقت اس کا خیال رکھے کہ یہ اللہ کی بندی میرے نکاح کے بندھن میں بندھی ہوئی ہے اور یہ اپنے ماں، باپ، بھائی بہن اور تمام عزیز واقارب سے جدا ہو کر صرف میری ہو کر رہ گئی ہے اور میری زندگی کے دکھ سکھ میں برابر کی شریک بن گئی ہے اس لئے اس کی زندگی کی تمام ضروریات کا انتظام کرنا میرا فرض ہے۔ یاد رکھو! جو مرد اپنی لاپروائی سے اپنی بیویوں کے نان ونفقہ اور اخراجات زندگی کا انتظام نہیں کرتے وہ بہت بڑے گنہگار حقوق العباد میں گرفتار اور قہر قہار وعذاب نار کے سزاوار ہیں۔

(۲) عورت کا یہ بھی حق ہے کہ شوہر اس کے بستر کا حق ادا کرتا رہے۔ شریعت میں اس کی کوئی حد مقرر نہیں ہے مگر کم سے کم اس قدر تو ہونا چاہے کہ عورت کی خواہش پوری ہو جایا کرے اور وہ ادھر ادھر تاک جھانک نہ کرے جو مرد شادی کر کے بیویوں سے الگ تھلگ رہتے ہیں اور عورت کے ساتھ اس کے بستر کا حق نہیں ادا کرتے وہ حق العباد یعنی بیوی کے حق میں گرفتار اور بہت بڑے گنہگار ہیں۔ اگر خدا نہ کرے شوہر کسی مجبوری سے اپنی عورت کے اس حق کو نہ ادا کر سکے تو شوہر پر لازم ہے کہ عورت سے اس کے اس حق کو معاف کرالے بیوی کے اس حق کی کتنی اہمیت ہے اس بارے میں حضرت امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک واقعہ بہت زیادہ عبرت خیز ونصیحت آمیز ہے۔ منقول ہے کہ امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ رات کو رعایا کی خبر گیری کے لئے شہر مدینہ میں گشت کر رہے تھے اچانک ایک مکان سے دردناک اشعار پڑھنے کی آواز سنی۔ آپ اسی جگہ کھڑے ہو گئے اور غور سے سننے لگے تو ایک عورت یہ شعر بڑے ہی دردناک لہجہ میں پڑھ رہی تھی کہ

فَوَ اللهِ لَوْلَا اللهُ تُخْشٰی عَوَاقِبُهٗ

لَزُحْزِحَ مِنْ هٰذَا السَّرِیْرِ جَوَانِبُهٗ

''یعنی خدا کی قسم اگر خدا کے عذابوں کا خوف نہ ہوتا تو بلاشبہ اس چار پائی کے کنارے جنبش میں ہو جاتے۔''

امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صبح کو تحقیقات کی تو معلوم ہوا کہ عورت کا شوہر جہاد کے سلسلہ میں عرصہ دراز سے باہر گیا ہوا ہے اور یہ عورت اس کو یاد کر کے رنج و غم میں یہ شعر پڑھتی رہتی ہے امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دل پر اس کا اتنا گہرا اثر پڑا کہ فوراً ہی آپ نے تمام سپہ سالاروں کو یہ فرمان لکھ بھیجا کہ کوئی شادی شدہ فوجی چار ماہ سے زیادہ اپنی بیوی سے جدا نہ رہے۔

(تاریخ الخلفاء لسیوطی، عمر فاروق رضی اللہ عنہ، فصل فی نبذ من اخبارہ وقضایاہ،،ص ۱۱۰)

(۳) عورت کو بلا کسی بڑے قصور کے کبھی ہر گز ہر گز نہ مارے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم نے فرمایا کہ کوئی شخص عورت کو اس طرح نہ مارے جس طرح اپنے غلام کو مارا کرتا ہے پھر دوسرے وقت اس سے صحبت بھی کرے۔

(صحیح البخاری، کتاب النکاح۔ ۹۴۔ باب مایکرہ من ضرب النساء، رقم ۵۲۰۴، ج ۳، ص ۴۶۵)

ہاں البتہ اگر عورت کوئی بڑا قصور کر بیٹھے تو بدلہ لینے یا دکھ دینے کے لئے نہیں بلکہ عورت کی اصلاح اور تنبیہ کی نیت سے شوہر اس کو مار سکتا ہے مگر مارنے میں اس کا پوری طرح دھیان رہے کہ اس کو شدید چوٹ یا زخم نہ پہنچے۔

فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ شوہر اپنی بیوی کو چار باتوں پر سزا دے سکتا ہے اور وہ چار باتیں یہ ہیں۔

(۱) شوہر اپنی بیوی کو بناؤ سنگھار اور صفائی ستھرائی کا حکم دے لیکن پھر بھی وہ پھوہڑ اور میلی کچیلی بنی رہے۔

(۲) شوہر صحبت کرنے کی خواہش کرے اور بیوی بلاکسی عذر شرعی منع کرے۔

(۳) عورت حیض اور جنابت سے غسل نہ کرتی ہو۔

(۴) بلاوجہ نماز ترک کرتی ہو۔

(الفتاوی القاضی خان، کتاب النکاح، فصل فی حقوق الزوجیة، ج ا ص ۲۰۳)

ان چاروں صورتوں میں شوہر کو چاہے کہ پہلے بیوی کو سمجھائے اگر مان جائے تو بہتر ہے ورنہ ڈرائے دھمکائے۔ اگر اس پر بھی نہ مانے تو اس شرط کے ساتھ مارنے کی اجازت ہے کہ منہ پر نہ مارے۔ اور ایسی سخت مار نہ مارے کہ ہڈی ٹوٹ جائے یا بدن پر زخم ہو جائے۔

(۴) میاں بیوی کی خوشگوار زندگی بسر ہونے کے لئے جس طرح عورتوں کو مردوں کے جذبات کا لحاظ رکھنا ضروری ہے اسی طرح مردوں کو بھی لازم ہے کہ عورتوں کے جذبات کا خیال رکھیں ورنہ جس طرح مرد کی ناراضگی سے عورت کی زندگی جہنم بن جاتی ہے اس طرح عورت کی ناراضگی بھی مردوں کے لئے وبال جان بن جاتی ہے۔ اس لئے مرد کو لازم ہے کہ عورت کی سیرت وصورت پر طعنہ نہ مارے اور عورت کے میکا والوں پر بھی طعنہ زنی اور نکتہ چینی نہ کرے۔ نہ عورت کے ماں باپ اور عزیز واقارب کو عورت کے سامنے برا بھلا کہے کیونکہ ان باتوں سے عورت کے دل میں مرد کی طرف سے نفرت کا جذبہ پیدا ہو جاتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ میاں بیوی کے درمیان ناچاقی پیدا ہو جاتی ہے اور پھر دونوں کی زندگی دن رات کی جلن اور گھٹن سے تلخ بلکہ عذاب جان بن جاتی ہے۔

(۵) مرد کو چاہے کہ خبردار خبردار کبھی بھی اپنی عورت کے سامنے کسی دوسری عورت کے حسن و جمال یا اس کی خوبیوں کا ذکر نہ کرے ورنہ بیوی کو فوراً ہی بدگمانی اور یہ شبہ ہو جائے گا کہ شاید میرے شوہر کا اس عورت سے کوئی سانٹھ گانٹھ ہے یا کم سے کم قلبی لگاؤ ہے اور یہ خیال عورت کے دل کا ایک ایسا کانٹا ہے کہ عورت کو ایک لمحہ کے لئے بھی صبر و قرار نصیب نہیں ہو سکتا۔ یاد رکھو! کہ جس طرح کوئی شوہر اس کا

برداشت نہیں کرسکتا کہ اس کی بیوی کا کسی دوسرے مرد سے ساز باز ہو اسی طرح کوئی عورت بھی ہرگز ہرگز کبھی اس بات کی تاب نہیں لا سکتی کہ اس کے شوہر کا کسی دوسری عورت سے تعلق ہو بلکہ تجربہ شاہد ہے کہ اس معاملہ میں عورت کے جذبات مرد کے جذبات سے کہیں زیادہ بڑھ چڑھ کر ہوا کرتے ہیں لہٰذا اس معاملہ میں شوہر کو لازم ہے کہ بہت احتیاط رکھے ورنہ بدگمانیوں کا طوفان میاں بیوی کی خوشگوار زندگی کو تباہ و برباد کردے گا۔

(۶) مرد بلاشبہ عورت پر حاکم ہے۔ لہٰذا مرد کو یہ حق حاصل ہے کہ بیوی پر اپنا حکم چلائے مگر پھر مرد کے لئے یہ ضروری ہے کہ اپنی بیوی سے کسی ایسے کام کی فرمائش نہ کرے جو اس کی طاقت سے باہر ہو یا وہ کام اس کو انتہائی ناپسند ہو۔ کیونکہ اگرچہ عورت جبراً قہراً وہ کام کردے گی۔ مگر اس کے دل میں ناگواری ضرور پیدا ہو جائے گی جس سے میاں بیوی کی خوش مزاجی کی زندگی میں کچھ نہ کچھ تلخی ضرور پیدا ہو جائے گی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ رفتہ رفتہ میاں بیوی میں اختلاف پیدا ہو جائے گا۔

(۷) مرد کو چاہے کہ عورت کی غلطیوں پر اصلاح کے لئے روک ٹوک کرتا رہے۔ کبھی سختی اور غصہ کے انداز میں اور کبھی محبت اور پیار اور ہنسی خوشی کے ساتھ بھی بات چیت کرے جو مرد ہر وقت اپنی مونچھ میں ڈنڈا باندھے پھرتے ہیں۔ ماسوائے ڈانٹ پھٹکار اور مار پیٹ کے اپنی بیوی سے کبھی کوئی بات ہی نہیں کرتے۔ تو ان کی بیویاں شوہروں کی محبت سے مایوس ہو کر ان سے نفرت کرنے لگتی ہیں۔ اور جو لوگ ہر وقت بیویوں کا ناز اٹھاتے رہتے ہیں اور بیوی لاکھ غلطیاں کرے مگر پھر بھی بھیگی بلی کی طرح اس کے سامنے میاؤں میاؤں کرتے رہتے ہیں ان لوگوں کی بیویاں گستاخ اور شوخ ہو کر شوہروں کو اپنی انگلیوں پر نچاتی رہتی ہیں۔ اس لئے شوہروں کو چاہے کہ حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمۃ کے اس قول پر عمل کریں کہ

درشتی و نرمی بہم در بہ است

چو فاصد کہ جراح و مرہم نہ است

یعنی سختی اور نرمی دونوں اپنے اپنے موقعے پر بہت اچھی چیزیں ہیں جیسے فصد کھولنے والا زخم بھی لگاتا ہے اور مرہم بھی رکھ دیتا ہے مطلب یہ ہے کہ شوہر کو چاہے کہ نہ بہت ہی کڑوا بنے نہ بہت ہی میٹھا۔ بلکہ سختی اور نرمی موقع موقع سے دونوں پر عمل کرتا رہے۔

(۸) شوہر کو یہ بھی چاہے کہ سفر میں جاتے وقت اپنی بیوی سے انتہائی پیار و محبت کے ساتھ ہنسی خوشی سے ملاقات کر کے مکان سے نکلے اور سفر سے واپس ہو کر کچھ نہ کچھ سامان بیوی کے لئے ضرور لائے کچھ نہ ہو تو کچھ کھٹا میٹھا ہی لیتا آئے اور بیوی سے کہے کہ یہ خاص تمہارے لئے ہی لایا ہوں۔ شوہر کی اس ادا سے عورت کا دل بڑھ جائے گا اور وہ اس خیال سے۔ بہت ہی خوش اور مگن رہے گی کہ میرے شوہر کو مجھ سے ایسی محبت ہے کہ وہ میری نظروں سے غائب رہنے کے بعد بھی مجھے یاد رکھتا ہے اور اس کو میرا خیال لگا رہتا ہے ظاہر ہے کہ اس سے بیوی اپنے شوہر کے ساتھ کس قدر زیادہ محبت کرنے لگے گی۔

(۹) عورت اگر اپنے مَیکا سے کوئی چیز لا کر یا خود بنا کر پیش کرے۔ تو مرد کو چاہے کہ اگر چہ وہ چیز بالکل ہی گھٹیا درجے کی ہو۔ مگر اس پر خوشی کا اظہار کرے اور نہایت ہی پرتپاک اور انتہائی چاہ کے ساتھ اس کو قبول کرے اور چند الفاظ تعریف کے بھی عورت کے سامنے کہہ دے تا کہ عورت کا دل بڑھ جائے اور اس کا حوصلہ بلند ہو جائے۔ خبردار خبردار عورت کے پیش کئے ہوئے تحفوں کو کبھی ہرگز ہرگز نہ ٹھکرائے نہ ان کو حقیر بتائے نہ ان میں عیب نکالے۔ ورنہ عورت کا دل ٹوٹ جائے گا اور اس کا حوصلہ پست ہو جاۓ گا۔ یاد رکھو کہ ٹوٹا ہوا شیشہ تو جوڑا جا سکتا ہے مگر ٹوٹا ہوا دل بڑی مشکل سے جڑتا ہے اور جس طرح شیشہ جڑ جانے کے بعد بھی اس کا داغ نہیں مٹتا اسی طرح ٹوٹا ہوا دل جڑ جائے پھر بھی دل میں داغ دھبہ باقی ہی رہ جاتا ہے۔

(۱۰) عورت اگر بیمار ہو جائے تو شوہر کا یہ اخلاقی فریضہ ہے کہ عورت کی غم خواری اور تیمارداری میں ہرگز ہرگز کوئی کوتاہی نہ کرے بلکہ اپنی دلداری و دلجوئی اور بھاگ دوڑ سے عورت کے دل پر نقش

بتھادے کہ میرے شوہر کو مجھ سے بے حد محبت ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ عورت شوہر کے اس احسان کو یاد رکھے گی۔ اور وہ بھی شوہر کی خدمت گزاری میں اپنی جان لڑا دے گی۔

(۱۱) شوہر کو چاہے کہ اپنی بیوی پر اعتماد اور بھروسا کرے اور گھریلو معاملات اس کے سپرد کرے تا کہ بیوی اپنی حیثیت کو پہچانے اور اس کا وقار اس میں خود اعتمادی پیدا کرے اور وہ نہایت ہی دلچسپی اور کوشش کے ساتھ گھریلو معاملات کے انتظام کو سنبھالے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ عورت اپنے شوہر کے گھر کی نگران اور محافظ ہے اور اس معاملہ میں عورت سے قیامت میں خداوند قدوس پوچھ گچھ فرمائے گا۔

بیوی پر اعتماد کرنے کا یہ فائدہ ہوگا کہ وہ اپنے آپ کو گھر کے انتظامی معاملات میں ایک شعبہ کی ذمہ دار خیال کرے گی اور شوہر کو بڑی حد تک گھریلو بکھیڑوں سے نجات مل جائے گی اور سکون و اطمینان کی زندگی نصیب ہوگی!

(۱۲) عورت کا اس کے شوہر پر ایک حق یہ بھی ہے کہ شوہر عورت کے بستر کی راز والی باتوں کو دوسروں کے سامنے نہ بیان کرے بلکہ اس کو راز بنا کر اپنے دل ہی میں رکھے کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خدا کے نزدیک بدترین شخص وہ ہے جو اپنی بیوی کے پاس جائے۔ پھر اس کے پردہ کی باتوں کو لوگوں پر ظاہر کرے اور اپنی بیوی کو دوسروں کی نگاہوں میں رسوا کرے۔

(صحیح مسلم، کتاب النکاح۔ ۲۱۔ باب تحریم افشاء سر المرأۃ، رقم ۱۴۳۷، ص ۷۵۳)

(۱۳) شوہر کو چاہے کہ بیوی کے سامنے آئے تو میلے کچیلے گندے کپڑوں میں نہ آئے بلکہ بدن اور لباس و بستر وغیرہ کی صفائی ستھرائی کا خاص طور پر خیال رکھے کیونکہ شوہر جس طرح یہ چاہتا ہے کہ اس کی بیوی بناؤ سنگھار کے ساتھ رہے اسی طرح عورت بھی یہ چاہتی ہے کہ میرا شوہر میلا کچیلا نہ رہے۔ لہٰذا میاں

بیوی دونوں کو ہمیشہ ایک دوسرے کے جذبات و احساسات کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہٖ وسلّم کو اس بات سے سخت نفرت تھی کہ آدمی میلا کچیلا بنا رہے اور اس کے بال الجھے رہیں۔ اس حدیث پر میاں بیوی دونوں کو عمل کرنا چاہیے۔

(۱۴) عورت کا اس کے شوہر پر یہ بھی حق ہے کہ شوہر عورت کی نفاست اور بناؤ سنگھار کا سامان یعنی صابن، تیل کنگھی، مہندی، خوشبو وغیرہ فراہم کرتا رہے۔ تاکہ عورت اپنے آپ کو صاف ستھری رکھ سکے اور بناؤ سنگھار کے ساتھ رہے۔

(۱۵) شوہر کو چاہیے کہ معمولی معمولی بے بنیاد باتوں پر اپنی بیوی کی طرف سے بدگمانی نہ کرے بلکہ اس معاملہ میں ہمیشہ احتیاط اور سمجھداری سے کام لے یاد رکھو کہ معمولی شبہات کی بنا پر بیوی کے اوپر الزام لگانا یا بدگمانی کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ ایک دیہاتی نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہٖ وسلّم کے دربار میں حاضر ہو کر کہا کہ میری بیوی کے شکم سے ایک بچہ پیدا ہوا ہے جو کالا ہے اور میرا ہم شکل نہیں ہے۔ اس لئے میرا خیال ہے کہ یہ بچہ میرا نہیں ہے۔ دیہاتی کی بات سن کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ کیا تیرے پاس کچھ اونٹ ہیں؟ اس نے عرض کیا کہ میرے پاس بہت زیادہ اونٹ ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ تمہارے اونٹ کس رنگ کے ہیں؟ اس نے کہا سرخ رنگ کے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ کیا ان میں کچھ خاکی رنگ کے بھی ہیں یا نہیں؟ اس نے کہا جی ہاں کچھ اونٹ خاکی رنگ کے بھی ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ تم بتاؤ کہ سرخ اونٹوں کی نسل میں خاکی رنگ کے اونٹ کیسے اور کہاں سے پیدا ہو گئے؟ دیہاتی نے جواب دیا کہ میرے سرخ رنگ کے اونٹوں کے باپ داداؤں میں کوئی خاکی رنگ کا اونٹ رہا ہوگا۔ اس کی رگ نے اس کو اپنے رنگ میں کھینچ لیا ہوگا۔ اس لئے سرخ اونٹوں کا بچہ خاکی رنگ کا ہو گیا۔ یہ سن کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ممکن ہے تمہارے باپ داداؤں میں بھی کوئی کالے رنگ کا

ہوا ہو۔ اور اس کی رگ نے تمہارے بچے کو کھینچ کر اپنے رنگ کا بنالیا ہو۔ اور یہ بچہ اس کا ہم شکل ہو گیا۔

(صحیح البخاری، کتاب الطلاق، باب اذا عرض بنفی الولد، رقم ۵۳۰۵، ج ۳ ص ۴۹۷)

اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ محض اتنی سی بات پر کہ بچہ اپنے باپ کا ہم شکل نہیں ہے حضور علیہ الصلوہ والسلام نے اس دیہاتی کو اس کی اجازت نہیں دی کہ وہ اپنے اس بچے کے بارے میں یہ کہہ سکے کہ یہ میرا بچہ نہیں ہے۔ لہٰذا اس حدیث سے ثابت ہوا کہ محض شبہ کی بنا پر اپنی بیوی کے اوپر الزام لگا دینا جائز نہیں ہے بلکہ بہت بڑا گناہ ہے۔

بدگمانی سے بچنے کے 3 فرامین

(1 نبی مُکَرَّم،نُورِ مُجَسَّم ،رسول اکرم،شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے:"بدگمانی سے بچو بے شک بدگمانی بدترین جھوٹ ہے۔"

(صحیح البخاری،کتاب النکاح،باب مایخطب علی خطبۃ اخیہ،الحدیث ۵۱۴۳،ج ۳،ص ۴۴۶)

(2 ارشاد فرمایا صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم :"مسلمان کا خون ،مال اور اس سے بدگمانی (دوسرے مسلمان پر) حرام ہے۔"

(شعب الایمان،باب فی تحریم اعراض الناس،الحدیث ۶۷۰۶،ج ۵،ص ۲۹۷)

(3 حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مرفوعاً مروی ہے:"جس نے اپنے مسلمان بھائی سے بُرا گمان رکھا،بے شک اس نے اپنے ربّ عَزَّ وَجَلَّ سے برا گمان رکھا۔"

(الدرالمنثور،پ ۲۶،الحجُرٰت،تحت الآیۃ ۱۲،ج ۷،ص ۵۶۶)

بدگمانی کے حرام ہونے کی دو صُورتیں

(۱) جب اِنسان اس بدگمانی کو دِل پر جمالے (یعنی اس کا یقین کرلے)

(۲) اِس کو زبان پر لے آئے یا اِس کے تقاضے پر عمل کرلے۔

(1 بدگمانی کو دِل پر جمالینا:

شارح بخاری علامہ بدرُ الدین محمود بن احمد عینی علیہ رحمۃ اللہ الغنی (اَلْمُتَوَفّٰی ۸۵۵ھ) فرماتے ہیں :گمان وہ حرام ہے جس پر گمان کرنے والا مُصِر ہو (یعنی اصرار کرے) اور اسے اپنے دِل پر جمالے نہ کہ وہ گمان جو دِل میں آئے اور قرار نہ پکڑے۔

(عمدۃ القاری،الحدیث ۹۶،ج ۱۴،۹۶)

حجۃ الاِسلام اِمام محمدغزالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی (اَلْمُتَوَفّٰی ۵۰۵ھ) فرماتے ہیں : (مسلمان سے) بدگمانی بھی اسی طرح حرام ہے جس طرح زبان سے برائی کرنا حرام ہے ۔لیکن بدگمانی سے مُراد یہ ہے کہ دِل میں کسی کے بارے میں برا یقین کرلیا جائے، رہے دِل میں پیدا ہونے والے خدشات و وَسوَسے تو وہ معاف ہیں بلکہ شک بھی معاف ہے ۔" مزید لکھتے ہیں:"بدگمانی کے پختہ ہونے کی پہچان یہ ہے کہ مظنون کے بارے میں تمہاری قلبی کیفیت تبدیل ہوجائے، تمہیں اُس سے نفرت محسوس ہونے لگے تم اُس کو بوجھ سمجھو، اس کی عزت واِکرام اوراس کے لئے فکر مند ہونے کے بارے میں سُستی کرنے لگو ۔نبی اکرم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم نے فرمایا: جب تم کوئی بدگمانی کروتو اس پر جمے نہ رہو ۔" (المعجم الکبیر، الحدیث ۳۲۲۷، ج ۳،ص ۲۲۸)

یعنی اسے اپنے دِل میں جگہ نہ دو، نہ کسی عمل کے ذریعے اس کا اِظہار کرو اور نہ اَعضاء کے ذریعے اس بدگمانی کو پُختہ کرو ۔(احیاءعلوم الدین، کتاب آفات اللسان، ج ۳،ص ۱۸۶)

مثلاً شیطان نے کسی بھائی کے دِل میں کسی نیک شخص کے بارے میں رِیاکاری کا گُمان ڈالا تواس اِسلامی بھائی نے اس گُمان کو فوراً جھٹک دیا اوراس مسلمان کے بارے میں مُخلِص ہونے کا حسنِ ظن قائم کرلیا تواب اس کی گرِفت نہیں ہوگی اور نہ ہی یہ گنہگار ہوگا ۔اِس کے برعکس اگردِل میں بدگمانی آنے کے بعد اُس کو نہ جُھٹلایا اور وہ بدگمانی اس کے دِل میں قَرار پکڑے رہی حتیٰ کہ یقین کے دَرَجے پر پہنچ گئی کہ فُلاں شخص ریاکارہی ہے تواب بدگمانی کرنے والا گناہ گار ہوگا چاہے اس بارے میں زبان سے کچھ نہ بولے ۔

بدگمانی کو زبان پر لے آنا

علامہ عبدالغنی نابلسی علیہ رحمۃ اللہ القوی (اَلْمُتَوَفّٰی ۱۱۴۳ھ) لکھتے ہیں: شک یا وہم کی بناء پر مؤمنین سے بدگمانی اِس صورت میں حرام ہے جب اس کا اثر اَعضاء پر ظاہر ہو یعنی اس کے تقاضے پر عمل

کرلیاجائے مثلاً اس بدگمانی کو زبان سے بیان کر دیا جائے۔

(الحدیقۃ الندیۃ، ج ۲،ص ۱۳ ملخصا)

اور علامہ سید محمود آلوسی علیہ رحمۃ اللہ القوی (اَلْمُتَوَفّٰی ۱۲۷۰ھ) لکھتے ہیں: جب بدگمانی غیر اختیاری ہو تو جس چیز کی مُمانعت ہے، وہ اس کے تقاضے کے مطابق عمل کرنا ہے یعنی مظنون (یعنی جس کے بارے میں دِل میں گُمان آئے) کو حقیر جاننا یا اس کی عیب گوئی کرنا یا اس بدگمانی کو بیان کر دینا۔

(روح المعانی، پ ۲۶، الحجرٰت: تحت ال آیۃ ۱۲، ج ۲۶،ص ۴۲۹ ملخصاً)

مثلاً آپ کی دعوت میں نہ پہنچنے والے اِسلامی بھائی نے ملاقات ہونے پر اپنا کوئی عُذر پیش کیا مگر آپ کے دِل میں شیطان نے وَسوَسہ ڈالا کہ یہ جھوٹ بول رہا ہے اور آپ نے اس گُمان کی پیروی کرتے ہوئے فوراً بول دیا کہ تم جھوٹ بول رہے ہو تو ایسی بدگمانی حرام ہے۔

بدگمانی کی تباہ کاریاں

بدگُمانی میں مبتلا ہونے والا شخص ہلاکت میں جا پڑتا ہے کیونکہ اِس ایک گُناہ کی وجہ سے دیگر کئی گناہ سرزد ہو جاتے ہیں مثلاً

(1 اگر سامنے والے پر اِس کا اظہار کیا تو اُس کی دِل آزاری کا قوی اندیشہ ہے اور بغیر اِجازت شرعی مسلمان کی دِل آزاری حرام ہے۔ حضورِ پاک، صاحبِ لَولاک، سیاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: "جس نے کسی مسلمان کو اَذِیَت دی اس نے مجھے اَذِیَت دی اور جس نے مجھے اَذِیَت دی ، پس اس نے اللہ تعالیٰ کو اَذِیَت دی۔" (المعجم الاوسط، الحدیث، ۳۶۰۷، ج ۲، ۳۸۶)

(2 اگر اس کی غیر موجودگی میں کسی دوسرے پر اِظہار کیا تو غیبت ہو جائے گی اور مسلمان کی غیبت کرنا حرام ہے۔ قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے:

وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ ؕ

ترجمہ کنزالایمان: اور ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو۔ کیا تم میں کوئی پسند رکھے گا کہ اپنے مرے بھائی کا گوشت کھائے تو یہ تمہیں گوارا نہ ہوگا۔ (پ۲۶، الحجرٰت:۱۲)

حجۃ الاسلام امام محمد غزالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی (اَلْمُتَوَفّٰی ۵۰۵ھ) ارشاد فرماتے ہیں: ''مسلمانوں سے بدگمانی رکھنا شیطان کے مکروفریب کی وجہ سے ہوتا ہے، بے شک بعض گمان گناہ ہوتے ہیں اور جب کوئی شخص کسی کے بارے میں بدگمانی کو دِل پر جمالیتا ہے تو شیطان اس کو اُبھارتا ہے کہ وہ زبان سے اِس کا اِظہار کرے اس طرح وہ شخص غیبت کا مُرتکِب ہوکر ہلاکت کا سامان کرلیتا ہے یا پھر وہ اس کے حُقُوق پورے کرنے میں کوتاہی کرتا ہے یا پھر اُسے حقیر اور خود کو اُس سے بہتر سمجھتا ہے اور یہ تمام چیزیں ہلاک کرنے والی ہیں۔

(الحدیقۃ الندیۃ، ج۲،ص۸)

(3 بدگمانی کے نتیجے میں تَجَسُّس پیدا ہوتا ہے کیونکہ دِل محض گُمان پر صَبر نہیں کرتا بلکہ تَحقیق طَلَب کرتا ہے جس کی وجہ سے اِنسان تَجَسُّس میں جا پڑتا ہے اور یہ بھی ممنوع ہے۔ اللہ تعالٰی نے ارشاد فرمایا:

وَّلَا تَجَسَّسُوْا

ترجمہ کنزلایمان: اور عیب نہ ڈھونڈھو۔ (پ،۲۶، الحجرٰت:۱۲)

صدر الافاضل حضرت مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الھادی (اَلْمُتَوَفّٰی ۱۳۶۷ھ) اس آیت کے تحت تفسیر خزائن العرفان میں لکھتے ہیں: ''یعنی مسلمانوں کی عیب جوئی نہ کرو اور ان کے چھپے حال کی جستجو میں نہ رہو جسے اللہ تعالٰی نے اپنی ستاری سے چھپایا۔''

(4 بدگمانی سے بُغض اور حَسَد جیسے باطنی اَمراض بھی پیدا ہوتے ہیں۔

(فتح الباری، الحدیث ۶۰۶۶، ج۱۰،ص۴۱۰)

بدگُمانی کی خوفناک آفت

والدین اولاد، بھائی بہن، زوج وزوجہ، ساس بہو، سُسر داماد، نند بھاوج بلکہ تمام اہلِ خانہ و خاندان نیز استاد شاگرد، سیٹھ اور نوکر، تاجر وگاہک، افسر ومزدور، حاکم ومحکوم الغرض ایسا لگتا ہے کہ تمام دینی ودُنیوی شُعبوں سے تعلق رکھنے والے مسلمانوں کی اکثریت اِس وقت بدگمانی کی خوفناک آفت کی لپیٹ میں ہے۔ کسی کو موبائل پر فون کریں اور وہ Receive نہ کرے تو بدگمانی ۔۔۔۔۔۔شوہر کی توجُّہ بیوی کی طرف کم ہوگئی تو فوراً ساس سے بدگمانی ۔۔۔۔۔۔ بیٹے کی توجہ کم ہوگئی تو فوراً بہو سے بدگمانی ۔۔۔۔۔۔ کسی فیکٹری سے اچھی نوکری سے فارغ ہو گئے تو دفتر کے کسی فرد سے بدگمانی ۔۔۔۔۔۔کاروبار میں نقصان ہوگیا تو قریبی کاروباری حَرِیف سے بدگمانی ۔۔۔۔۔۔اجتماع ذکر ونعت میں کوئی شخص جھوم رہا ہے یا رو رہا ہے تو بدگمانی ۔۔۔۔۔۔کسی بُزُرگ یا پیر نے اپنے مُریدین یا مُتَعَلِّقِین کی ترغیب کے لئے کوئی اپنا واقعہ بیان کر دیا تو فوراً ان سے بدگمانی ۔۔۔۔۔۔جس نے قَرض لیا اور وہ رَابطے میں نہیں آ رہا یا جس سے مال بُک کروالیا وہ مِل نہیں رہا تو فوراً بدگمانی ۔۔۔۔۔۔کسی نے وَقت دیا اور آنے میں تاخیر ہوگئی تو بدگمانی ۔۔۔۔۔۔فلاں کے پاس تھوڑے ہی عرصے میں گاڑی، اچھا مکان اور دیگر سہولیات آ گئیں فوراً بدگمانی، اُسے شہرت مل گئی تو بدگمانی۔

آپ غور کرتے جائیں تو شب وروز نہ جانے کتنی مرتبہ ہم بدگمانی کا شکار ہوتے ہوں گے۔ پھر یہ ابتداءً پیدا ہونے والی بدگمانی اُس شخص کے عیبوں کی ٹوہ میں لگاتی، حَسَد پر اُبھارتی، غیبت اور بُہتان پر اُکساتی اور آخرت برباد کرتی ہے۔ اِسی بدگمانی کی وجہ سے بھائی بھائی میں دُشمنی ہو جاتی ہے، ساس بہو میں ٹھن جاتی ہے، میاں بیوی میں جُدائی، بھائی بہنوں کے درمیان قَطع تعلُّقی ہو جاتی ہے اور یوں ہنستے بستے گھر اُجڑ جاتے ہیں، اور اگر یہ بدگمانی اولیاء کرام رحمہم اللہ بالخصوص اپنے پیر ومُرشِد سے ہو تو ایسا شخص فُیُوض وبرَکات سے محرُوم رہ جاتا ہے۔ اِمامِ اہلسنت، مجددِ دین وملت الشاہ مولانا احمد رضا خان علیہ رحمۃ

الرحمن مرید پر پیر کے حقوق کا بیان کرتے ہوئے کچھ یوں لکھتے ہیں: "(اپنے پیر سے متعلق) دِل میں بدگمانی کو جگہ نہ دے بلکہ یقین جانے کہ میری سمجھ کی غلطی ہے۔" (ماخوذ از فتاوی رضویہ، ج ۲۴، ص ۳۶۹)

بدگمانی کے 12 علاج

بدگمانی کی ہلاکت خیزیوں سے بچنے کے لئے ہمیں چاہے کہ اس باطنی مرض کے علاج کے لئے عملی کوششوں کا آغاز کر دیں۔

پہلا علاج:

ہمیں چاہے کہ مسلمان کی خوبیوں پر نظر رکھیں۔ جو مسلمان کے بارے میں حسنِ ظن رکھتا ہے اسے سکونِ قلب نصیب ہوتا اور جو بدگمانی کی بُری عادت میں مبتلا ہو اس کے دِل میں وحشتوں کا بسیرا رہتا ہے۔

دوسرا علاج:

اپنی اِصلاح کی کوشش جاری رکھئے کیونکہ جو خود نیک ہوتا ہے وہ دوسروں کے بارے میں بھی اچھے گُمان رکھتا ہے۔ جو خود بُرے کاموں میں مشغول رہتا ہے اسے دوسرے بھی اپنے جیسے دکھائی دیتے ہیں۔ عربی مقولہ ہے:

اِذَا سَاءَ فِعْلُ الْمَرْءِ سَاءَتْ ظُنُوْنُهُ

یعنی جب کسی کے کام برے ہوجائیں تو اس کے گمان بھی بُرے ہوجاتے ہیں۔ (فیض القدیر، ج ۳، ص ۱۵۷)

تیسرا علاج

بُری صحبت سے بچتے ہوئے نیک صحبت اِختیار کیجئے، جہاں دوسری بَرَکتیں ملیں گی وہیں بدگمانی سے بچنے میں بھی مدد ملے گی۔ روح المعانی میں ہے: ''صُحْبَۃُ الْاَشْرَارِ تُوْرِثُ سُوْءَ الظَّنِّ بِالْاَخْیَارِ یعنی بُروں کی صحبت اچھوں سے بدگمانی پیدا کرتی ہے۔

(روح المعانی، پ ۱۶، مریم: تحت الآیۃ ۹۸، ج ۱۶، ص ۶۱۲)

چوتھا علاج:

جب بھی دِل میں مسلمان کے بارے میں بدگُمانی پیدا ہو تو اپنی توجہ اس کی طرف کرنے کے بجائے بدگُمانی کے شرعی احکام کو پیشِ نظر رکھئے اور بدگُمانی کے انجام پر نگاہ رکھتے ہوئے خود کو عذابِ الٰہی سے ڈرائیے۔ میٹھے میٹھے اِسلامی بھائیو! یقیناً ہم جہنم کا ہلکے سے ہلکا عذاب بھی برداشت کرنے کی سکت نہیں رکھتے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم، نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''دوزخیوں میں سب سے ہلکا عذاب جس کو ہوگا اسے آگ کے جوتے پہنائے جائیں گے جن سے اس کا دماغ کھولنے لگے گا۔''

(صحیح البخاری، باب صفۃ الجنۃ والنار، الحدیث ۶۵۶۱، ج ۴، ص ۲۶۲)

پانچواں علاج:

اپنے مالک ومولا عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں دستِ دُعا دراز کر دیجئے اور یوں عرض کیجئے: ''اے میرے مالک عَزَّوَجَلَّ! تیرا یہ کمزور و ناتواں بندہ دُنیا و آخرت میں کامیابی کے لئے اس بدگمانی سے اپنے دِل کو بچانا چاہتا ہے۔ اے میرے رب عَزَّوَجَلَّ! میری مدد فرما اور میری اس کوشش کو کامیابی کی منزل تک پہنچا دے۔ اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! مجھے اپنے خوف سے معمور دِل، رونے والی آنکھ اور

لرزنے والا بدن عطا فرما۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم

چھٹا علاج:

جب بھی مسلمان کے بارے میں دِل میں بُرا گُمان آئے تو اسے جھٹکنے کی کوشش کریں اور اس کے عمل پر اچھا گُمان قائم کرنے کی کوشش کریں۔ مثلاً کوئی اِسلامی بھائی نعت یا بیان سنتے ہوئے اشک بہا رہا ہو اور اسے دیکھ کر آپ کے دِل میں اس کے متعلق رِیاکاری کی بدگُمانی پیدا ہو تو فوراً اس کے اِخلاص سے رونے کے بارے میں حسنِ ظن قائم کرلیں۔ اللہ عَزَّ وَجَلَّ کا فرمانِ عظمت نشان ہے:

لَوْ لَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتُ بِاَنْفُسِهِمْ
خَیْرًا ۙ وَّ قَالُوْا هٰذَاۤ اِفْكٌ مُّبِیْنٌ ﴿۱۲﴾

ترجمہ کنزالایمان: کیوں نہ ہوا جب تم نے اسے سنا تھا کہ مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں نے اپنوں پر نیک گُمان کیا ہوتا اور کہتے یہ کھلا بہتان ہے۔ (پ۱۸، النور: ۱۲)

علامہ محمد بن جریر طبری علیہ رحمۃ اللہ القوی (اَلْمُتَوَفّٰی ۳۱۰ھ) اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں: یعنی مؤمنین ایک دوسرے کے بارے میں حسنِ ظن قائم کریں اور اسے بیان بھی کریں اگرچہ یہ گُمان یقین کے دَرَجے تک نہ پہنچا ہو۔

(جامع البیان فی تاویل القرآن، پ۲۶، الحجرات: تحت الآیۃ ۱۲، ج۱۱، ص۳۹۴، ملخصاً)

اس آیت کے تحت تفسیر خزائن العرفان میں ہے: ''مسلمان کو یہی حکم ہے کہ مسلمان کے ساتھ نیک گُمان کرے اور بدگُمانی ممنوع ہے۔''

حُسنِ ظن کے بارے میں 5 روایات

(1 اچھا گمان عبادت ہے

اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم کا فرمان عالیشان ہے: ''اچھا گمان اچھی عبادت سے ہے۔''

(سنن ابی داود، کتاب الادب، ج ۴، ص ۳۸۷، الحدیث ۴۹۹۳)

حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ رحمۃ اللہ القوی (اَلْمُتَوَفّٰی ۱۳۹۱ھ) اس حدیث کے مختلف مطالب بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''یعنی مسلمانوں سے اچھا گمان کرنا، ان پر بدگمانی نہ کرنا یہ بھی اچھی عبادات میں سے ایک عبادت ہے۔'' (مراۃ المناجیح، ج ۶، ص ۶۲۱)

(2 بدگمانی پر نہ جمے رہو

حضرت سیدنا حارثہ بن نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجوَر، سلطانِ بَحر و بَرصَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم نے فرمایا: ''میری امت میں تین چیزیں لازِماً رہیں گی: بدفالی، حَسَد اور بدگمانی۔''

ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: ''یارسول اللہ عَزَّوَجَلَّ وصَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم جس شخص میں یہ تین خصلتیں ہوں وہ ان کا کس طرح تدارُک کرے؟'' ارشاد فرمایا: ''جب تم حَسَد کرو تو اللہ تعالیٰ سے اِستغفار کرو اور جب تم کوئی بدگمانی کرو تو اس پر جمے نہ رہو اور جب تم بدفالی نکالو تو اس کام کو کرلو۔''

(المعجم الکبیر، الحدیث ۳۲۲۷، ج ۳، ص ۲۲۸)

علامہ محمد عبد الرؤوف مناوی علیہ رحمۃ اللہ الھادی (اَلْمُتَوَفّٰی ۱۰۳۱ھ) فیض القدیر میں لکھتے ہیں

:اس حدیث میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ یہ تینوں خصلتیں امراضِ قلب میں سے ہیں جن کاعلاج ضروری ہے جوکہ حدیث میں بیان کردیا گیاہے ۔ بدگمانی سے بچنے کا طریقہ یہ ہے کہ دِل یا اعضاء سے اس کی تصدیق نہ کرے ۔ تصدیق قلبی سے مراد یہ ہے کہ اس گمان کو دِل پر جمالے اور اسے ناپسند نہ جانے اور اس (یعنی تصدیق قلبی) کی علامت یہ ہے کہ بدگمانی کرنے والا اس برے گمان کو زبان سے بیان کردے ۔ (فیض القدیر، الحدیث ۳۴۶۵، ج ۳، ص ۴۰۱)

حجۃ الاِسلام اِمام محمدغزالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی (اَلْمُتَوَفّٰی ۵۰۵ ھ) فرماتے ہیں: ''بدگمانی کے حرام ہونے کی وجہ یہ ہے کہ دِل کے بھیدوں کو صرف اللہ تعالیٰ جانتا ہے ۔لہٰذا تمہارے لئے کسی کے بارے میں بُرا گمان رکھنا اس وقت تک جائز نہیں ہے جب تک تم اس کی برائی اس طرح ظاہر نہ دیکھو کہ اس میں تاویل کی گنجائش نہ رہے ۔ پس اُس وقت تمہیں لامحالہ اسی چیز کا یقین رکھنا پڑے گا جسے تم نے جانا اور دیکھا ہے ۔اور اگر تم نے اُس کی برائی کو نہ اپنی آنکھوں سے دیکھا اور نہ ہی کانوں سے سنا مگر پھر بھی تمہارے دِل میں اس کے بارے میں بُرا گمان پیدا ہو تو سمجھ جاؤ کہ یہ بات تمہارے دِل میں شیطان نے ڈالی ہے ۔اس وقت تمہیں چاہے کہ دِل میں آنے والے اس گمان کو جھٹلا دو کیونکہ یہ سب سے بڑا فسق ہے ۔'' مزید لکھتے ہیں: ''یہاں تک کہ اگر کسی شخص کے منہ سے شراب کی بُو آ رہی ہو تو اس کو شرعی حد لگانا جائز نہیں کیونکہ ہوسکتا ہے کہ اس نے شراب کا گھونٹ بھرتے ہی کلی کر دی ہو یا کسی نے اسے زبردستی شراب پلادی ہو، جب یہ سب احتمال موجود ہیں تو (ثبوتِ شرعی کے بغیر) محض قلبی خیالات کی بنا پر تصدیق کر دینا اور اس مسلمان کے بارے میں بدگمانی کرنا جائز نہیں ہے ۔''

(احیاء علوم الدین، کتاب آفات اللسان، ج ۳، ص ۱۸۶)

(13) اچھی صورت پر محمول کرو

جلیل القدر تابعی حضرت سیدنا سعید بن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''اصحابِ رسول

صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم ورضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے میرے بعض بھائیوں نے مجھے لکھ کر بھیجا کہ اپنے مسلمان بھائی کے فعل کو اچھی صورت پر محمول کرو جب تک اس کے خلاف کوئی دلیل غالب نہ ہو جائے اور کسی مسلمان بھائی کی زبان سے نکلنے والے کلمے کو اس وقت تک برا گمان نہ کرو جب تک کہ تم اسے کسی اچھی صورت پر محمول کر سکتے ہو اور جو خود اپنے آپ کو تہمت کے لئے پیش کرے اسے اپنے سوا کسی کو ملامت نہیں کرنی چاہیے۔"

(شعب الایمان، باب فی حسن الخلق، فصل فی ترک الغضب، الحدیث ۸۳۴۵، ج۶، ص ۳۲۳)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمانِ نصیحت نشان ہے: "اپنے بھائی کی زبان سے نکلنے والے کلمات کے بارے میں بدگمانی مت کرو جب تک کہ تم اسے بھلائی پر مَحْمُول کر سکتے ہو۔

(الدر المنثور، ج ۷، الحجرٰت تحت ال آیۃ ۱۲، ص ۵۶۵)

4) مسلمان کا حال حتی الامکان اچھائی پر حمل کرنا واجب ہے

اِمامِ اہلسنت مجددِ دین وملت الشاہ مولانا احمد رضاخان علیہ رحمۃ الرحمن (اَلْمُتَوَفّٰی ۱۳۴۰ھ) فتاویٰ رضویہ شریف میں لکھتے ہیں: "مسلمان کا حال حَتَّی الْاِمْکَان صَلَاح (یعنی اچھائی) پر حمل کرنا (یعنی گمان کرنا) واجب ہے۔" (فتاویٰ رضویہ، ج ۱۹، ص ۶۹۱)

صدرُ الْاَفَاضِل حضرت مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الھادی (اَلْمُتَوَفّٰی ۱۳۶۷ھ) تفسیر خزائن العرفان میں لکھتے ہیں: "مومن صالح کے ساتھ برا گمان ممنوع ہے اس طرح (کہ) اُس کا کوئی کلام سن کر فَاسِد معنیٰ مراد لینا باوُجود یکہ اس کے دوسرے صحیح معنی موجود ہوں اور مسلمان کا حال ان کے مُوافق ہو یہ بھی گمانِ بد میں دَاخل ہے۔" (خزائن العرفان، پ ۲۶، الحجرٰت ۱۲)

5) مسلمان سے حُسنِ ظن رکھنا مُسْتَحَب ہے۔

علامہ عبدالغنی نابلسی علیہ رحمۃ اللہ القوی (اَلْمُتَوَفّٰی ۱۱۴۳ھ) لکھتے ہیں: جب کسی مسلمان کا حال پوشیدہ ہو (یعنی اس کے نیک ہونے کا بھی اِحتمال ہو اور بد ہونے کا بھی) تو اُس سے حُسنِ ظن رکھنا مُستَحب اور اُس کے بارے میں بدگُمانی حرام ہے۔ (الحدیقۃ الندیۃ، ج ۲، ص ۱۶، ۱۷ ملخصًا)

ساتواں علاج:

اپنے کام سے کام رکھنے کی عادت بنائیے اور دوسروں کے معاملات کی ٹوہ میں نہ رہیے، ان شآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ بدگُمانی پیدا ہی نہیں ہونے پائے گی۔ شفیعُ المذنبین، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وٰالہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے کہ "لوگوں سے منہ پھیر لو کیا تم نہیں جانتے کہ اگر تم لوگوں میں شک کے پیچھے چلو گے تو انہیں فساد میں ڈال دو گے۔"

(المعجم الکبیر، الحدیث ۷۵۹، ج ۱۹، ص ۳۶۵)

حُسنِ ظن میں کوئی نقصان نہیں:

امیرِ اہلسنت حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری دامت برکاتہم العالیہ فرماتے ہیں: "حسن ظن میں کوئی نقصان نہیں اور بدگُمانی میں کوئی فائدہ نہیں۔"

آٹھواں علاج:

جب بھی کسی سے بارے میں بدگُمانی پیدا ہو تو خود کو اس طرح سمجھائیے کہ مجھ پر اس کے باطنی حالات کی تفتیش واجب نہیں ہے، اگر یہ واقعتاً اسی شے میں مبتلا ہے جو میرے دِل میں آئی تو یہ اس کا اور اس کے رب عَزَّوَجَلَّ کا معاملہ ہے اور اگر یہ اس شے سے محفوظ ہے تو میں بدگُمانی میں مبتلا رہ کر عذابِ نار کا حق دار کیوں بنوں۔ حضرت طلحہ بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم، رسولِ اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وٰالہ وسلَّم نے فرمایا: "بے شک ظن غلط بھی ہو سکتا ہے اور صحیح بھی۔"

(الدرالمنثور، ج ۷، الحجرٰت تحت ال آیۃ ۱۲، ص ۵۶۵)

نواں علاج:

اپنے دِل کو ستھرا رکھنے کی کوشش کیجئے اس کے لئے یادِ موت اور فکرِ آخرت کرنا بے حد مفید ہے۔ اعلیٰ حضرت، اِمامِ اہلسنّت، عظیم المرتبت، پروانۂ شمعِ رسالت الشاہ مولانا احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن (اَلْمُتَوَفّٰی ۱۳۴۰ھ) فتاویٰ رضویہ جلد 20 صفحہ 231 پر حضرت سیدنا عارف باللہ احمد زروق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول نقل فرماتے ہیں: ''خبیث گُمان خبیث دِل سے نکلتا ہے۔''

(الحدیقۃ الندیۃ، الخلق الرابع والعشرون، ج ۲، ص ۸)

دسواں علاج:

جب بھی کسی کے بارے میں دِل میں بدگُمانی آئے تو اس کے لئے دُعائے خیر کیجئے اور اس کی عزت و اِکرام میں اضافہ کر دیجئے۔ حجۃ الاِسلام اِمام محمد غزالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی (اَلْمُتَوَفّٰی ۵۰۵ھ) ارشاد فرماتے ہیں: ''جب تمہارے دِل میں کسی مسلمان کے بارے میں بدگُمانی آئے تو تمہیں چاہے اس کی رعایت میں اضافہ کر دو اور اس کے لئے دُعائے خیر کرو، کیونکہ یہ چیز شیطان کو غصہ دِلاتی ہے اور اسے تم سے دُور بھگاتی ہے۔ شیطان دوبارہ تمہارے دِل میں بُرا گُمان نہیں ڈالے گا کہ کہیں تم پھر سے اپنے بھائی کی رعایت اور اس کے لئے دُعائے خیر میں مشغول نہ ہو جاؤ۔'' (احیاء علوم الدین، کتاب آفات اللسان، ج ۳، ص ۱۸۷)

گیارھواں علاج:

دِل کے مُحاسبے میں کبھی غفلت نہ کیجئے ورنہ شیطان مسلسل کوشش کے ذریعے بالآخر بدگُمانی میں مبتلا کروا سکتا ہے۔ حجۃ الاِسلام اِمام محمد غزالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی (اَلْمُتَوَفّٰی ۵۰۵ھ) لکھتے ہیں:

شیطان بعض اوقات معمولی حیلے سے انسان کے دِل میں لوگوں کی برائیوں کو پختہ کر دیتا ہے اور اسے باور کراتا ہے کہ "(ان برائیوں تک پہنچ جانا) تمہاری سمجھ داری اور عقل کی تیزی کی وجہ سے ہے اور مومن تو اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے نور سے دیکھتا ہے۔" حالانکہ حقیقت میں وہ شخص شیطان کے دھوکے میں ہوتا ہے۔"

(احیاء علوم الدین، کتاب آفات اللسان، ج ۳، ص ۱۸۷)

بارھواں علاج:

بدگُمانی سے بچنے کے لئے مذکورہ امور کے ساتھ ساتھ رُوحانی علاج بھی کیجئے؛

7 روحانی علاج

(i) جب بھی کسی سے مُتعلّق بدگُمانی محسوس ہو تو "اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم" ایک بار پڑھنے کے بعد الٹے کندھے کی طرف تین بار تُھو تُھو کر دیں۔

(ii) روزانہ دس بار "اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم" پڑھنے والے پر شیطان سے حفاظت کرنے کے لئے اللہ عَزَّ وَجَلَّ ایک فرشتہ مقرر کر دیتا ہے۔

(مسند ابی یعلیٰ، مسند انس بن مالک، الحدیث ۴۱۰۰، ج ۳، ص ۴۰۰ ملخصاً)

(iii) سورہ اِخلاص گیارہ بار صبح (آدھی رات ڈھلے سے سورج کی پہلی کرن چمکنے تک صبح ہے) پڑھنے والے پر اگر شیطان مع لشکر کے کوشش کرے کہ اس سے گناہ کرائے تو نہ کرا سکے جب تک کہ یہ خود نہ کرے۔ (الوظیفۃ الکریمہ، الاذکار الصباحیۃ، ص ۱۸)

(iv) سورۃ النّاس پڑھ لینے سے بھی وسوسے دور ہوتے ہیں۔

(v) جو کوئی صبح و شام اکیس اکیس بار "لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْم" پانی پر دم کر کے پی لیا کرے تو ان شآء اللہ عَزَّ وَجَلَّ وسوسہ شیطانی سے بہت حد تک امن میں رہے گا۔

(مراۃ المناجیح، باب الوسوسۃ، ج ۱، ص ۸۷)

ہُوَ الْاَوَّلُ وَ الْاٰخِرُ وَ الظَّاہِرُ وَ الْبَاطِنُ وَ ہُوَ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ

کہنے سے فوراً وسوسہ دُور ہو جاتا ہے۔

سُبْحٰنَ الْمَلِکِ الْخَلَّاقِ اِنْ یَّشَاْ یُذْہِبْکُمْ وَیَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِیْدٍ ﴿۱۶﴾ وَمَا ذٰلِکَ عَلَی اللهِ بِعَزِیْزٍ ﴿۱۷﴾

کی کثرت اسے (یعنی وسوسے کو) جڑ سے قطع کر دیتی ہے۔ (فتاویٰ رضویہ تخریج شدہ، ج ۱، ص ۷۷۰)

کوشش جاری رکھئے

اگر اوراد و وظائف پڑھنے اور دیگر احتیاطی تدابیر اختیار کرنے کے باوُجود بدگمانی کے مرض سے جان نہ چھوٹے تو گھبرائیے نہیں بلکہ مسلسل کوشش جاری رکھئے۔ حضرت سیدنا امام محمد غزالی علیہ رحمۃ الوالی (اَلْمُتَوَفّٰی ۵۰۵ھ) فرماتے ہیں: "اگر تم محسوس کرو کہ شیطان، اللہ عَزَّ وَجَلَّ سے پناہ مانگنے کے باوُجود تمہارا پیچھا نہیں چھوڑتا اور غالب آنے کی کوشش کرتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ عَزَّ وَجَلَّ کو ہمارے مجاہدے، ہماری قوت اور صَبر کا امتحان مقصود ہے یعنی اللہ تعالیٰ آزماتا ہے کہ تم شیطان سے مُقابلَہ اور مُحاربہ کرتے ہو یا اس سے مغلوب ہو جاتے ہو۔"

(منہاج العابدین، العائق الثالث: الشیطٰن، ص ۴۶، ملخصاً)

(۱۶) اگر میاں بیوی میں کوئی اختلاف یا کشیدگی پیدا ہو جائے تو شوہر پر لازم ہے کہ طلاق دینے میں ہرگز ہرگز جلدی نہ کرے۔ بلکہ اپنے غصہ کو ضبط کرے اور غصہ اتر جانے کے بعد ٹھنڈے دماغ سے سوچ سمجھ کر اور لوگوں سے مشورہ لے کر یہ غور کرے کیا میاں بیوی میں نباہ کی کوئی صورت ہو سکتی ہے یا نہیں؟ اگر بناؤ اور نباہ کی کوئی شکل نکل آئے تو ہرگز ہرگز طلاق نہ دے۔ کیونکہ طلاق کوئی اچھی چیز نہیں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلّم نے فرمایا ہے کہ حلال چیزوں میں سب سے زیادہ خدا کے نزدیک

ناپسندیدہ چیز طلاق ہے۔

(سنن ابی داؤد، کتاب الطلاق، باب کراہیۃ الطلاق، رقم ۲۱۷۸، ج ۲، ص ۳۷۰)

اگر خدانخواستہ ایسی سخت ضرورت پیش آجائے کہ طلاق دینے کے سوا کوئی چارہ نہ رہے تو ایسی صورت میں طلاق دینے کی اجازت ہے۔ ورنہ طلاق کوئی اچھی چیز نہیں ہے!

بعض جاہل ذرا ذرا سی باتوں پر اپنی بیوی کو طلاق دے دیتے ہیں اور پھر پچھتاتے ہیں اور عالموں کے پاس جھوٹ بول بول کر مسئلہ پوچھتے پھرتے ہیں، کبھی کہتے ہیں کہ غصہ میں طلاق دی تھی، کبھی کہتے ہیں کہ طلاق دینے کی نیت نہیں تھی، غصہ میں بلا اختیار طلاق کا لفظ منہ سے نکل گیا، کبھی کہتے ہیں کہ عورت ماہواری کی حالت میں تھی، کبھی کہتے ہیں کہ میں نے طلاق دی مگر بیوی نے طلاق لی نہیں۔ حالانکہ ان گنواروں کو معلوم ہونا چاہیے کہ ان سب صورت میں طلاق پڑ جاتی ہے اور بعض تو ایسے بدنصیب ہیں کہ تین طلاق دے کر جھوٹ بولتے ہیں کہ میں نے ایک ہی بار کہا تھا اور یہ کہہ کر بیوی کو رکھ لیتے ہیں اور عمر بھر زنا کاری کے گناہ میں پڑے رہتے ہیں۔ ان ظالموں کو اس کا احساس ہی نہیں ہوتا کہ تین طلاق کے بعد عورت بیوی نہیں رہ جاتی۔ بلکہ وہ ایک ایسی اجنبی عورت ہو جاتی ہے کہ بغیر حلالہ کرائے اس سے دوبارہ نکاح نہیں ہو سکتا۔ خداوند کریم ان لوگوں کو ہدایت دے۔ (آمین)

(۱۷) اگر کسی کے پاس دو بیویاں یا اس سے زیادہ ہوں تو اس پر فرض ہے کہ تمام بیویوں کے درمیان عدل اور برابری کا سلوک اور برتاؤ کرے کھانے، پینے، مکان، سامان، روشنی، بناؤ سنگھار کی چیزوں غرض تمام معاملات میں برابری برتے۔ اسی طرح ہر بیوی کے پاس رات گزارنے کی باری مقرر کرنے میں بھی برابری کا خیال ملحوظ رکھے۔ یاد رکھو! کہ اگر کسی نے اپنی تمام بیویوں کے ساتھ یکساں اور برابر سلوک نہیں کیا تو وہ حق العباد میں گرفتار اور عذاب جہنم کا حق دار ہوگا۔

حدیث شریف میں ہے کہ ''جس شخص کے پاس دو بیویاں ہوں اور اس نے ان کے درمیان

عدل اور برابری کا برتاؤ نہیں کیا تو وہ قیامت کے دن میدان محشر میں اس حالت میں اٹھایا جائے گا کہ اس کا آدھا بدن مفلوج (فالج لگا ہوا) ہوگا۔"

(جامع الترمذی، کتاب النکاح، باب ماجاء فی التسویۃ بین الضرائر، رقم ۱۱۴۴، ج ۲،ص ۳۷۵)

(۱۸) اگر بیوی کے کسی قول و فعل، بدخوئی، بداخلاقی، سخت مزاجی، زبان درازی وغیرہ سے شوہر کو کبھی کبھی کچھ اذیت اور تکلیف پہنچ جائے تو شوہر کو چاہیے کہ صبر و تحمل اور برداشت سے کام لے۔ کیونکہ عورتوں کا ٹیڑھاپن ایک فطری چیز ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ عورت حضرت آدم علیہ السلام کی سب سے ٹیڑھی پسلی سے پیدا کی گئی اگر کوئی شخص ٹیڑھی پسلی کو سیدھی کرنے کی کوشش کریگا تو پسلی کی ہڈی ٹوٹ جائے گی مگر وہ کبھی سیدھی نہیں ہو سکے گی۔ ٹھیک اسی طرح اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو بالکل ہی سیدھی کرنے کی کوشش کریگا تو یہ ٹوٹ جائے گی یعنی طلاق کی نوبت آجائے گی۔ لہٰذا اگر عورت سے فائدہ اٹھانا ہے تو اس کے ٹیڑھے پن کے باوجود اس سے فائدہ اٹھالو یہ بالکل سیدھی کبھی ہو ہی نہیں سکتی۔ جس طرح ٹیڑھی پسلی کی ہڈی کبھی سیدھی نہیں ہو سکتی۔"

(صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب الوصاۃ بالنساء، رقم ۵۱۸۵، ج ۳،ص ۴۵۷)

(۱۹) شوہر کو چاہیے کہ عورت کے اخراجات کے بارے میں بہت زیادہ بخیلی اور کنجوسی نہ کرے نہ حد سے زیادہ فضول خرچی کرے۔ اپنی آمدنی کو دیکھ کر بیوی کے اخراجات مقرر کرے۔ نہ اپنی طاقت سے بہت کم نہ اپنی طاقت سے بہت زیادہ۔

اہل خانہ پر خرچ

کرنے اور انکی خدمت کا ثواب

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے،

وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَھُوَ یُخْلِفُهٗ وَهُوَ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ

ترجمہ کنز الایمان: اور جو چیز تم اللہ کی راہ میں خرچ کرو وہ اس کے بدلے اور دے گا اور وہ سب سے بہتر رزق دینے والا۔ (پ، 22 سبا:39

اور فرماتا ہے،

لِیُنْفِقْ ذُوْ سَعَةٍ مِّنْ سَعَتِهٖ وَمَنْ قُدِرَ عَلَیْهِ رِزْقُهٗ فَلْیُنْفِقْ مِمَّآ اٰتٰهُ اللّٰهُ لَا یُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا مَآ اٰتٰهَا سَیَجْعَلُ اللّٰهُ بَعْدَ عُسْرٍ یُّسْرًا

ترجمہ کنز الایمان: مقدور والا اپنے مقدور کے قابل نفقہ دے اور جس پر اس کا رزق تنگ کیا گیا وہ اس میں سے نفقہ دے جو اسے اللہ نے دیا اللہ کسی جان پر بوجھ نہیں رکھتا مگر اسی قابل جتنا اسے دیا ہے قریب ہے اللہ دشواری کے بعد آسانی فرما دے گا۔پ، 28 الطلاق:7

اس بارے میں احادیث مبارکہ:

حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ عزوجل کے محبوب، دانائے غیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلّم نے فرمایا،" جب کوئی شخص ثواب کی نیت سے اپنے اہل خانہ پر خرچ کرتا ہے تو وہ اسکے لئے صدقہ ہوتا ہے

(صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، رقم ۱۰۰۲، ص ۵۰۲)

حضرتِ سیدنا ابو اُمامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا،'' جو پاکدامنی چاہتے ہوئے اپنے آپ پر کچھ خرچ کرے تو یہ اس کے لئے صدقہ ہے اور جو اپنی بیوی، بچوں اور گھر والوں پر خرچ کرے تو یہ بھی صدقہ ہے۔'' (مجمع الزوائد، کتاب الزکاۃ، باب فی الرجل، رقم ۴۶۶۶، ج ۳، ص ۳۰۲)

حضرتِ سیدنا مِقدَام بن مَعدِی کَرِب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن وجمال،، دافعِ رنج و مَلال، صاحبِ جُود و نوال، رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا،'' جو کچھ تو خود کو کھلائے وہ تیرے لئے صدقہ ہے اور جو کچھ تو اپنی بیوی کو کھلائے وہ تیرے لئے صدقہ ہے اور جو کچھ تو اپنے خادم کو کھلائے وہ بھی تیرے لئے صدقہ ہے۔''

(مسند امام احمد بن حنبل، رقم ۱۷۱۹۱، ج ۶، ص ۹۴)

حضرتِ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ خاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین، شفیعُ المذنبین انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین، مَحبوبِ ربُّ العٰلمین، جنابِ صادق و امین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا،'' ہر نیکی صدقہ ہے اور بندہ جو کچھ اپنے گھر والوں پر خرچ کرتا ہے وہ صدقہ شمار ہوتا ہے اور جو کچھ بندہ اپنی عزت بچانے کے لئے خرچ کرتا ہے وہ اس کے لئے صدقہ شمار ہوتا ہے اور جو کچھ بندہ خرچ کرتا ہے اس کا بدلہ اللہ عزوجل کے ذمہ کرم پر ہے اور اللہ تعالیٰ ضامن ہے مگر جو وہ عمارت بنانے یا معصیت میں خرچ کرے۔''

(المستدرک، کتاب البیوع، باب کل معروف صدقۃ، رقم ۲۳۵۸، ج ۲، ص ۳۵۸)

ایک روایت میں ہے کہ'' بندہ جو کچھ اپنے آپ پر اور اپنے بچوں، اپنے گھر والوں اور رشتہ داروں پر خرچ کرتا ہے وہ اسکے لئے صدقہ شمار ہوتا ہے۔''

(مجمع الزوائد، کتاب الزکاۃ، باب فی نفقۃ الرجل.... الخ، رقم ۴۶۶۲، ج ۳، ص ۳۰۱)

حضرتِ سیدنا کعب بن عُجرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نبوت، مخزنِ جود وسخاوت، پیکرِ عظمت و شرافت، محبوبِ رَبُّ العزت، محسن انسانیت صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم کے قریب سے گزرا تو صحابہ کرام علیہم الرضوان نے اس کے پھرتیلے بدن کی مضبوطی اور چستی کو دیکھا تو عرض کیا،"یارسول اللہ! کاش! اس کا یہ حال اللہ عزوجل کی راہ میں ہوتا۔" تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے فرمایا،"اگر یہ شخص اپنے چھوٹے بچوں کے لئے رزق کی تلاش میں نکلا ہے تو یہ اللہ عزوجل کی راہ میں ہے اور اگر یہ شخص اپنے بوڑھے والدین کے لئے رزق کی تلاش میں نکلا ہے تو بھی یہ اللہ عزوجل کی راہ میں ہے اور اگر یہ اپنی پاکدامنی کے لئے رزق کی تلاش میں نکلا ہے تو بھی یہ اللہ عزوجل کی راہ میں ہے اور اگر یہ دکھاوے اور تفاخر کے لئے نکلا ہے تو یہ شیطان کی راہ میں ہے۔"

(الترغیب والترھیب، کتاب النکاح، باب الترغیب فی النفقۃ علی الزوجۃ، رقم ۱۰، ج ۳، ص ۴۲)

حضرتِ سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے ان سے فرمایا،" تو جو کچھ بھی اللہ عزوجل کی رضا چاہتے ہوئے خرچ کریگا تجھے اس کا ثواب دیا جائے گا یہاں تک کہ جو کچھ اپنی بیوی کے منہ میں ڈالے گا اس کا بھی ثواب دیا جائے گا۔"

(صحیح البخاری، کتاب المرضی، باب قول المریض،،، الخ، رقم ۵۶۶۸، ج ۴، ص ۱۲)

حضرتِ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیعِ روزِ شُمار، دوعالَم کے مالک ومختار، حبیبِ پروردگار صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے فرمایا،" وہ دینار جو تو اللہ عزوجل کی راہ میں خرچ کرے اور وہ دینار جو تو کسی غلام کو آزاد کرنے میں خرچ کرے اور وہ دینار جو تو کسی مسکین پر صدقہ کرنے میں خرچ کرے اور وہ دینار جو تو اپنے گھر والوں پر خرچ کرے ان میں

سب سے زیادہ اجر والا دینار وہ ہے جو تو اپنے گھر والوں پر خرچ کرتا ہے۔"

(صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، باب فضل النفقۃ علی العیال، رقم ۹۹۵، ص ۴۹۹)

حضرتِ سیدنا ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آقائے مظلوم، سرورِ معصوم، حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، محبوبِ ربِّ اکبر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلّم نے فرمایا، "سب سے افضل دینار جسے بندہ خرچ کرتا ہے وہ دینار ہے جسے وہ اپنے گھر والوں پر خرچ کرتا ہے اور وہ دینار ہے جسے وہ اللہ کی راہ میں اپنے جانور پر خرچ کرتا ہے اور وہ دینار ہے جسے اللہ کی راہ میں اپنے ساتھیوں پر خرچ کرتا ہے۔"

(صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، باب فضل النفقۃ علی العیال، رقم ۹۹۴، ص ۴۹۹)

حضرتِ سیدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم، رسول اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلّم نے فرمایا کہ "بندے کے میزان میں سب سے پہلے اس کے اپنے گھر والوں پر خرچ کئے گئے مال کو رکھا جائے گا۔"

(المعجم الاوسط، رقم ۶۱۳۵، ج ۴، ص ۳۲۹)

حضرتِ سیدنا عمرو بن اُمَیَّہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضرتِ سیدنا عثمان بن عفان یا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہما ایک اونی چادر کو خریدنے کے لئے بھاؤ طے کر رہے تھے کہ میں وہاں سے گزرا اور میں نے وہ چادر خرید کر اپنی بیوی سُخَیلہ بنت عُبَیْدَہ رضی اللہ عنہا کو اوڑھادی۔ جب حضرتِ سیدنا عثمان یا عبدالرحمن رضی اللہ عنہما کا وہاں سے گزر ہوا تو انہوں نے پوچھا کہ "تم نے جو چادر خریدی تھی اس کا کیا ہوا؟" میں نے کہا، "اسے میں نے سخیلہ بنت عبیدہ رضی اللہ عنہا پر صدقہ کر دیا ہے۔" تو انہوں نے پوچھا، "جو کچھ تم اپنے گھر والوں پر خرچ کرتے ہو کیا وہ صدقہ ہے؟" میں نے جواب دیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح فرماتے ہوئے سنا ہے۔" جب میری یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ذکر کی گئی تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے فرمایا، "عمرو نے سچ کہا ہے تم جو کچھ

اپنے گھر والوں پر خرچ کرتے ہو وہ ان پر صدقہ ہی ہے۔"

(الترغیب والترھیب، کتاب النکاح، الترغیب فی النفقۃ ....الخ، رقم ۱۵، ج ۳، ص ۴۳)

حضرتِ سیدنا عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم کو فرماتے ہوئے سنا، "جب کوئی شخص اپنی بیوی کو پانی پلاتا ہے تو اسے اس کا اجر دیا جاتا ہے۔" راوی کہتے ہیں کہ "پھر میں اپنی بیوی کے پاس آیا اور میں نے اسے پانی پلایا اور جو کچھ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے سنا تھا اسے سنایا۔" (مجمع الزوائد، کتاب الزکاۃ، باب فی نفقۃ الرجل ....الخ رقم ۴۶۵۹، ج ۳، ص ۳۰۰)

(۲۰) شوہر کو چاہے کہ اپنی بیوی کو گھر کی چہار دیواری کے اندر قید کر کے نہ رکھے بلکہ کبھی کبھی والدین اور رشتہ داروں کے یہاں آنے جانے کی اجازت دیتا رہے اور اس کی سہیلیوں اور رشتہ داری والی عورتوں اور پڑوسنوں سے بھی ملنے جلنے پر پابندی نہ لگائے۔ بشرطیکہ ان عورتوں کے میل جول سے کسی فتنہ وفساد کا اندیشہ نہ ہو اور اگر ان عورتوں کے میل ملاپ سے بیوی کے بدچلن یا بداخلاق ہو جانے کا خطرہ ہو تو ان عورتوں سے میل جول پر پابندی لگا دینا ضروری ہے اور یہ شوہر کا حق ہے۔

مسلمان عورتوں کا پردہ

اللہ و رسول (جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) نے انسانی فطرت کے تقاضوں کے مطابق بدکاری کے دروازوں کو بند کرنے کے لئے عورتوں کو پردے میں رکھنے کا حکم دیا ہے۔ پردے کی فرضیت اور اس کی اہمیت قرآن مجید اور حدیثوں سے ثابت ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے عورتوں پر پردہ فرض فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ۔

وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاھِلِیَّۃِ الْاُوْلٰی

"تم اپنے گھروں کے اندر رہو اور بے پردہ ہو کر باہر نہ نکلو جس طرح پہلے زمانے کے دور جاہلیت میں عورتیں بے پردہ باہر نکل کر گھومتی پھرتی تھیں۔" (پ،22 الاحزاب:33)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے صاف صاف عورتوں پر پردہ فرض کر کے یہ حکم دیا ہے کہ وہ گھروں کے اندر رہا کریں اور زمانہ جاہلیت کی بے حیائی و بے پردگی کی رسم کو چھوڑ دیں۔ زمانہ جاہلیت میں کفار عرب کا یہ دستور تھا کہ ان کی عورتیں خوب بن سنور کر بے پردہ نکلتی تھیں۔ اور بازاروں اور میلوں میں مردوں کے دوش بدوش گھومتی پھرتی تھیں۔ اسلام نے اس بے پردگی کی بے حیائی سے روکا اور حکم دیا کہ عورتیں گھروں کے اندر رہیں اور بلا ضرورت باہر نہ نکلیں اور اگر کسی ضرورت سے انہیں گھر سے باہر نکلنا ہی پڑے تو زمانہ جاہلیت کے مطابق بناؤ سنگار کر کے بے پردہ نہ نکلیں۔ بلکہ پردہ کے ساتھ باہر نکلیں۔

حدیث شریف میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ "عورت پردے میں رہنے کی چیز ہے جس وقت وہ بے پردہ ہو کر باہر نکلتی ہے تو شیطان اس کو جھانک کر دیکھتا ہے۔"

(الجامع الترمذی، کتاب الرضاع، باب ۱۸، رقم ۱۱۷۶، ج ۲، ص ۳۹۲)

اور ایک حدیث میں ہے کہ "بناؤ سنگھار کر کے اترا اترا کر چلنے والی عورت کی مثال اس تاریکی کی ہے جس

میں بالکل روشنی ہی نہ ہو۔"

(جامع الترمذی، کتاب الرضاع، باب ماجاء فی کراہیۃ خروج النساء فی الزینۃ، رقم ۱۱۷۰، ج ۲، ص ۳۸۹)

اسی طرح حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ "حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا جو عورت خوشبو لگا کر مردوں کے پاس سے گزرے تا کہ لوگ اس کی خوشبو سونگھیں وہ عورت بدچلن ہے۔" (سنن النسائی، کتاب الزینۃ، باب مایکرہ للنساء من الطیب، ج ۸، ص ۱۵۳)

پیاری بہنو! آج کل جو عورتیں بناؤ سنگھار اور عریاں لباس پہن کر خوشبو لگائے بلا پردہ بازاروں میں گھومتی ہیں اور سینما، تھیٹروں میں جاتی ہیں وہ ان حدیثوں کی روشنی میں اپنے بارے میں خود ہی فیصلہ کر لیں کہ وہ کون ہیں؟ اور کتنی بڑی گناہگار ہیں؟

اے اللہ عزوجل کی بندیو! تم خدا کے فضل سے مسلمان ہو۔ اللہ عزوجل و رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے تمہیں ایمان کی دولت سے مالا مال کیا ہے۔ تمہارے ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ تم اللہ عزوجل و رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کے احکام کو سنو اور ان پر عمل کرو۔ اللہ عزوجل و رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے تمہیں پردے میں رہنے کا حکم دیا ہے۔ اس لئے تم کو لازم ہے کہ تم پردہ میں رہا کرو اور اپنے شوہر اور اپنے باپ داداؤں کی عزت وعظمت اور ان کے ناموس کو برباد نہ کرو۔ یہ دنیا کی چند روزہ زندگی آنی فانی ہے۔ یاد رکھو! ایک دن مرنا ہے اور پھر قیامت کے دن اللہ عزوجل و رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کو منہ دکھانا ہے۔ قبر اور جہنم کے عذابوں کو یاد کرو حضرت خاتون جنت بی بی فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور امت کی ماؤں یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کی مقدس بیویوں کے نقش قدم پر چل کر اپنی دنیا وآخرت کو سنوارو۔ اور خدا کے لئے یہود و نصاریٰ اور مشرکین کی عورتوں کے طریقوں پر چلنا چھوڑ دو۔

پردہ نشین لڑکی کی شادی نہیں ہوتی

سُوال: گھر والے پردہ کرنے سے یہ کہہ کر روکتے ہیں کہ کالج کی تعلیم سے بے بہرہ، فیشن پرستی سے دُور سادہ اور شَرعی پردہ کرنے والی لڑکی کا رِشتہ نہیں ہوتا! کیا یہ درست سوچ ہے؟

جواب: یہ سوچ غلَط ہے، لَوحِ محفوظ پر جہاں جوڑ الکھا ہوا ہے ہر حال میں اُس جگہ شادی ہو کر رہے گی اور اگر نہیں لکھا تو لاکھ پڑھی لکھی اور فیشن کی پُتلی ہو دنیا کی کوئی طاقت شادی نہیں کروا سکتی، اور اگر مقدَّر میں تاخیر ہے تو تاخیر ہی سے شادی ہو گی۔ روزانہ نہ جانے کتنی ہی پڑھی لکھی فیشن کی مَتوالیاں اور کنواریاں حادِثوں یا بیماریوں کے ذَرِیعے موت کے گھاٹ اُتر جاتیں اور کئی جوان لڑکیاں ساحلِ سُمندر پر تیراکی کے شوق میں ڈوب مرتی ہیں۔ یا بے پردَگی اور فیشن پرستی کے باعِث "عشقِ مَجازی" کے چکّر میں خود کو پھنسا کر اور پھر مرضی کی شادی کی راہیں مَسدُود (یعنی بند) پا کر خودکُشی کی راہ لیتی ہیں! ہرگز یہ باطِل سوچ نہیں رکھنی چاہئے کہ بے پردَگی اور فیشن پرستی وغیرہ گناہوں کے ذرائع استعمال کریں گے جبھی کام ہوگا۔ (پردے کے بارے میں سوال جواب)

پردہ عزت ہے بے عزتی نہیں

آج کل بعض ملحد قسم کے دشمنانِ اسلام مسلمان عورتوں کو یہ کہہ کر بہکایا کرتے ہیں کہ اسلام نے عورتوں کو پردہ میں رکھ کر عورتوں کی بے عزتی کی ہے اس لئے عورتوں کو پردوں سے نکل کر ہر میدان میں مردوں کے دوش بدوش کھڑی ہو جانا چاہے۔ مگر پیاری بہنو! خوب اچھی طرح سمجھ لو کہ ان مردوں کا یہ پروپیگنڈہ اتنا گندا اور گھناؤنا فریب اور دھوکہ ہے کہ شاید شیطان کو بھی نہ سوجھا ہوگا۔

اے اللہ عزوجل کی بندیو! تمہیں انصاف کرو کہ تمام کتابیں کھلی پڑی رہتی ہیں اور بے پردہ رہتی ہیں مگر قرآن شریف پر ہمیشہ غلاف چڑھا کر اس کو پردے میں رکھا جاتا ہے تو بتاؤ کیا قرآن مجید پر غلاف

چڑھانا یہ قرآن کی عزت ہے یا بے عزتی؟ اسی طرح تمام دنیا کی مسجدیں ننگی اور بے پردہ رکھی گئی ہیں مگر خانہ کعبہ پر غلاف چڑھا کر اس کو پردہ میں رکھا گیا ہے تو بتاؤ کیا کعبہ مقدسہ پر غلاف چڑھانا اس کی عزت ہے یا بے عزتی؟ تمام دنیا کو معلوم ہے کہ قرآن مجید اور کعبہ معظمہ پر غلاف چڑھا کر ان دونوں کی عزت و عظمت کا اعلان کیا گیا ہے کہ تمام کتابوں میں سب سے افضل و اعلیٰ قرآن ہے۔ اور تمام مسجدوں میں افضل و اعلیٰ کعبہ معظمہ ہے اسی طرح مسلمان عورتوں کو پردہ کا حکم دے کر اللہ عزوجل و رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی طرف سے اس بات کا اعلان کیا گیا ہے کہ اقوام عالم کی تمام عورتوں میں مسلمان عورت تمام عورتوں سے افضل و اعلیٰ ہے۔ پیاری بہنو! اب تمہیں کو اس کا فیصلہ کرنا ہے کہ اسلام نے مسلمان عورتوں کو پردوں میں رکھ کر ان کی عزت بڑھائی ہے یا ان کی بے عزتی کی ہے؟

کن لوگوں سے پردہ فرض ہے؟

ہر غیر محرم مرد خواہ اجنبی ہو خواہ رشتہ دار باہر رہتا ہو یا گھر کے اندر ہر ایک سے پردہ کرنا عورت پر فرض ہے۔ ہاں ان مردوں سے جو عورت کے محرم ہیں پردہ کرنا عورت پر فرض نہیں۔ محرم وہ مرد ہیں جن سے عورت کا نکاح کبھی بھی اور کسی صورت میں بھی جائز نہیں ہوسکتا۔ مثلاً باپ' دادا' چچا' ماموں' نانا' بھائی' بھتیجا' بھانجا' پوتا' نواسہ' خسر ان لوگوں سے پردہ کرنا ضروری نہیں ہے۔ غیر محرم وہ مرد ہیں جن سے عورت کا نکاح ہوسکتا ہے جیسے چچازاد بھائی' ماموں زاد بھائی' پھوپھی زاد بھائی' خالہ زاد بھائی' جیٹھ اور دیور وغیرہ یہ سب عورت کے غیر محرم ہیں۔ اور ان سب لوگوں سے پردہ کرنا عورت پر فرض ہے۔ ہمارے یہاں یہ بہت ہی غلط خلاف شریعت رواج ہے کہ عورتیں اپنے دیوروں سے بالکل پردہ نہیں کرتیں۔ بلکہ دیوروں سے ہنسی مذاق' اور ان کے ساتھ ہاتھا پائی تک کرنے کو برا نہیں سمجھتیں۔ حالانکہ دیور عورت کا محرم نہیں ہے۔ اس لئے دوسرے تمام غیر محرم مردوں کی طرح عورتوں کو دیوروں سے پردہ کرنا فرض ہے۔ بلکہ حدیث شریف میں تو یہاں تک دیوروں سے پردہ کی تاکید ہے کہ "اَلْحَمْوُ اَلْمَوْتُ" یعنی دیور عورت کے حق

میں ایسا ہی خطرناک ہے جیسے موت۔ اور عورت کو دیور سے اسی طرح دور بھاگنا چاہیے جس طرح لوگ موت سے بھاگتے ہیں۔

(صحیح البخاری، کتاب النکاح ۔ ۱۱۲۔ باب لایخلون رجل بامرأۃ الخ، رقم ۵۲۳۲، ج ۳، ص ۴۷۲)

بہر حال خوب اچھی طرح سمجھ لو کہ غیر محرم سے پردہ فرض ہے، چاہے وہ اجنبی مرد ہو یا رشتہ دار دیور جیٹھ بھی غیر محرم ہیں اس لئے ان لوگوں سے بھی پردہ کرنا ضروری ہے اسی طرح کفار و مشرکین کی عورتوں سے بھی مسلمان عورتوں کو پردہ کرنا لازم ہے۔ اور ان کو گھروں میں آنے جانے سے روک دینا چاہیے۔

مسئلہ:۔ عورت کا پیر بھی عورت کا غیر محرم ہے اس لئے مریدہ کو اپنے پیر سے بھی پردہ کرنا فرض ہے۔ اور پیر کے لئے بھی یہ جائز نہیں کہ اپنی مریدہ کو بے پردہ دیکھے یا تنہائی میں اس کے پاس بیٹھے۔ بلکہ پیر کے لئے یہ بھی جائز نہیں کہ عورت کا ہاتھ پکڑ کر اس کو بیعت کرے۔ جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عورتوں کی بیعت کے متعلق فرمایا کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ سے عورتوں کا امتحان فرماتے تھے جو عورت اس آیت کا اقرار کر لیتی تھی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس سے فرماتے تھے کہ میں نے تجھ سے یہ بیعت لے لی۔ یہ بیعت بذریعہ کلام ہوتی تھی۔ خدا کی قسم کبھی بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ہاتھ کسی عورت کے ہاتھ سے بیعت کے وقت نہیں لگا۔

(صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب غزوۃ الحدیبیۃ، رقم ۴۱۸۲، ج ۳، ص ۷۵)

آزمائش میں نہ ڈریں

چاہے کتنی ہی سخت آزمائش آن پڑے، بہنوں کو چاہیئے شرعی پردہ ترک نہ کریں، اللہ عزّوجلّ شہزادیٔ کونین، بی بی فاطمہ اور اُمّ المؤمنین بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے صدقے آسانی فرمادے گا۔ پارہ 30 سورۃ اَلَمْ نَشْرَحْ میں اِرشاد ہوتا ہے:

فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا ﴿۵﴾ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا ﴿۶﴾

ترجمۂ کنزالایمان: تو بے شک دُشواری کے ساتھ آسانی ہے، بے شک دُشواری کے ساتھ آسانی ہے۔(پ۳۰ الم نشرح ۵،۶)   (پردے کے بارے میں سوال جواب)

کیا آج کل پردہ ضَروری نہیں؟

سُوال: ''آجکل پردہ ضَروری نہیں'' ایسا کہنا کیسا ہے؟

جواب: اس طرح کہنا انتہائی حماقت و جہالت اور نہایت ہی سخت بات ہے۔ اس قِسم کے کلمات سے مُطلقاً پردے کی فرضیت کے انکار کا اظہار ہوتا ہے اور سرے سے پردے کی فرضیّت ہی کا انکار کُفر ہے، البتّہ اگر کوئی پردے کی فرضیّت کا قائل ہے مگر پردے کی کسی خاص نَوعیّت (یعنی مخصوص طرز) کا اِنکار کرتا ہے جس کا تعلُّق ضَروریاتِ دین سے نہیں تو پھر حکمِ کُفر نہیں۔

(پردے کے بارے میں سوال جواب)

آپ تو گھر کے آدمی ہیں؟

سُوال: اِس طرح کہنا کیسا، کہ ''پیر سے کیا پردہ! پیر صاحب سے بھی بھلا کوئی پردہ ہوتا ہے! یا نامَحرم رشتہ داروں، پڑوسیوں یا گھر میں آنے جانے والے مخصوص لوگوں کے مُتَعلّق اس طرح کہدینا کہ، ''آپ تو گھر کے آدمی ہیں آپ سے کیا پردہ کرنا!''

جواب: یہ بھی سراسر حماقت و جہالت ہے اسطرح کی باتیں کہنے والے توبہ کریں۔ نامحرم پیر صاحب سے اور ہر اجنبی رشتے دار، دوست دار اور اہلِ جوار (یعنی پڑوسیوں) سے پردہ ہے۔

(پردے کے بارے میں سوال جواب)

بہترین شوہر کی شان

شوہروں کے بارے میں اوپر لکھی ہوئی ہدایات کی روشنی میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ بہترین

شوہر کون ہے؟ تو اس سوال کا جواب یہ ہے کہ۔

بہترین شوہر وہ ہے!

(۱) جو اپنی بیوی کے ساتھ نرمی، خوش خلقی اور حسن سلوک کے ساتھ پیش آئے!

(۲) جو اپنی بیوی کے حقوق کو ادا کرنے میں کسی قسم کی غفلت اور کوتاہی نہ کرے!

(۳) جو اپنی بیوی کا اس طرح ہو کر رہے کہ کسی اجنبی عورت پر نگاہ نہ ڈالے۔

(۴) جو اپنی بیوی کو اپنے عیش و آرام میں برابر کا شریک سمجھے۔

(۵) جو اپنی بیوی پر کبھی ظلم اور کسی قسم کی بے جا زیادتی نہ کرے۔

(۶) جو اپنی بیوی کے تند مزاجی اور بداخلاقی پر صبر کرے۔

(۷) جو اپنی بیوی کی خوبیوں پر نظر رکھے اور معمولی غلطیوں کو نظر انداز کرے۔

(۸) جو اپنی بیوی کی مصیبتوں، بیماریوں اور رنج و غم میں دل جوئی، تیمارداری اور وفاداری کا ثبوت دے۔

(۹) جو اپنی بیوی کو پردہ میں رکھ کر عزت و آبرو کی حفاظت کرے۔

(۱۰) جو اپنی بیوی کو دینداری کی تاکید کرتا رہے اور شریعت کی راہ پر چلائے۔

(۱۱) جو اپنی بیوی اور اہل و عیال کو کما کما کر رزق حلال کھلائے۔

(۱۲) جو اپنی بیوی کے مَیکا والوں اور اسکی سہیلیوں کے ساتھ بھی اچھا سلوک کرے۔

(۱۳) جو اپنی بیوی کو ذلت و رسوائی سے بچائے رکھے۔

(۱۴) جو اپنی بیوی کے اخراجات میں بخیلی اور کنجوسی نہ کرے۔

(۱۵) جو اپنی بیوی پر اسطرح کنٹرول رکھے کہ وہ کسی برائی کی طرف رخ بھی نہ کر سکے۔

(جنتی زیور)

شادی بیاہ کی رسمیں

حکیم الامت مفسر شہیر مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ رحمۃ اپنی کتاب اسلامی زندگی میں لکھتے ہیں

نکاح اسلام میں عبادت ہے۔ کبھی تو فرض ہے اور اکثر سنّت۔

(الدر المختار ورد المحتار، کتاب النکاح، مطلب کثیرا... الخ، ج ۵، ص ۳۵۷)

مگر ہندوستان میں موجودہ زمانہ میں نکاح ان ہندوانی اور حرام رسموں اور فضول خرچیوں کی وجہ سے وبال جان بن گیا ہے۔ اس کا نام شادی خانہ آبادی ہے، اب ان رسموں نے اسے بنا دیا شادی خانہ بربادی بلکہ خانہا بربادی۔ کیونکہ اس میں لڑکے اور لڑکی دونوں کے گھروں کی تباہی آتی ہے۔ نکاح کے متعلق تین قسم کی رسمیں ہیں۔ بعض وہ جو نکاح سے پہلے کی جاتی ہیں۔ بعض نکاح کے وقت اور بعض نکاح کے بعد پہلے تو لڑکی کی تلاش (منگنی)، تاریخ مقرر ہونا، پھر نکاح کے بعد چوتھی، چالا (یعنی نئی دلہن کا شادی کے بعد چار بار میکے جانا)، کنگنا کھولنے کی رسمیں، لہٰذا ہم اس باب کی چند فصلیں کرتے ہیں۔

دلہن کی تلاش، منگنی اور تاریخ ٹھہرانا

موجودہ رسمیں:

ہندوستان میں عام طور پر لڑکے والوں کی تمنا یہ ہوتی ہے کہ مالدار کی لڑکی گھر میں آئے۔ جہاں ہمارے بچے کے خوب ارمان نکلیں، اس قدر جہیز لائے کہ گھر بھر جائے۔ ادھر لڑکی والوں کی آرزو ہوتی ہے لڑکا مالدار اور شوقین ہو، انگریزی بال کٹاتا ہو، داڑھی منڈاتا ہو، تاکہ ہماری لڑکی کو سینما دکھائے اور اس کے ہر ناجائز ارمان نکالے۔ میں نے بہت مسلمانوں کو کہتے سنا کہ ہم داڑھی والے کو اپنی لڑکی نہ دیں گے، لڑکا شوقین چاہیے اور بہت جگہ اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ لڑکی والوں نے دولہا سے مطالبہ کیا کہ

داڑھی منڈوادو تو لڑکی دی جاسکتی ہے، چنانچہ لڑکوں نے داڑھیاں منڈوائیں، کہاں تک دکھ کی باتیں سناؤں، یہ بھی کہتے سنا گیا کہ نمازی کو لڑکی نہ دیں گے، وہ مسجد کا ملا ہے، ہماری لڑکی کے ارمان اور شوق پورے نہ کریگا۔ پنجاب میں یہ آگ زیادہ لگی ہوئی ہے۔ جب اپنی مرضی کا لڑکا مل گیا تو اب خیر سے منگنی کا وقت آیا، اس میں دلہن والوں کی طرف سے مطالبہ ہوا کہ ایسے کپڑوں کا جوڑا، اس قدر سونے کا زیور چڑھاؤ، اس فرمائش کو پورا کرنے کیلئے لڑکے والے اکثر قرض لے کر یا کسی جگہ سے زیور مانگ کر چڑھا دیتے ہیں۔ جب منگنی کا وقت آیا تو لڑکے والا اپنے قرابت داروں کو جمع کر کے اوّلاً ان کی دعوت اپنے گھر کرتا ہے پھر دلہن کے یہاں ان سب کو لے جاتا ہے۔ جہاں دلہن والوں کے قرابت دار پہلے ہی سے جمع ہوتے ہیں غرضیکہ دلہن کے گھر دو قسم کے میلے لگ جاتے ہیں پھر ان کی پر تکلف دعوت ہوتی ہے۔ یو، پی (ھند) میں تو کھانے کی دعوت ہوتی ہے مگر پنجاب میں مٹھائی چائے کی دعوت جس میں اس رسم پر دونوں طرف سے چار پانچ سو روپیہ تک خرچ ہوجاتے ہیں۔ پھر دلہن کے یہاں سے لڑکے کے سونے کی انگوٹھی اور کچھ کپڑے ملتے ہیں اور لڑکی کو دولہا والوں کی طرف سے قیمتی جوڑا، بھاری ستھرا زیور دیا جاتا ہے پھر منگنی سے شادی تک ہر عید وغیرہ پر کپڑے اور وقتاً فوقتاً موسمی میوہ (فروٹ) اور مٹھائیاں لڑکے کے گھر سے جانا ضروری ہے۔ تاریخ ٹھہرانے پر لوگوں کا مجمع کر کے دعوت اور مٹھائی تقسیم ہوتی ہے پھر تاریخ مقرر ہونے سے شادی تک دونوں گھروں میں عورتوں کا جمع ہو کر عشقیہ گانے ڈھول، بجانا لازم ہوتا ہے جس میں ہر تیسرے دن مٹھائی ضرور تقسیم ہوتی ہے اس میں کافی خرچہ ہوتا ہے ان، تمام رسموں میں بدتر رسم مائیوں (مائیاں) اُبٹن کی رسمیں ہیں جس میں اپنی پرائی عورتیں جمع ہو کر دولہا کے اُبٹن (جسم کو صاف اور ملائم بنانے والا ایک خوشبودار مسالہ)، مہندی لگاتی ہیں، آپس میں ہنسی مذاق، دل لگی، دولہا سے مذاق وغیرہ۔ بہت بے عزتی کی باتیں ہوتی ہیں۔ یہ میں نے وہ رسمیں عرض کی ہیں جو قریب قریب ہر جگہ کچھ فرق سے ہوتی ہیں اور جو مختلف قسم کی خاص خاص رسمیں جاری ہیں اُن کا شمار

مشکل ہے۔

ان رسموں کی خرابیاں:

سخت غلطی یہ ہے کہ لڑکی اور لڑکے مالدار تلاش کئے جائیں کیوں کہ مالدار کی تلاش میں لڑکے اور لڑکیاں جوان، جوان بیٹھے رہتے ہیں نہ کوئی خاطر خواہ مالدار ملتا ہے نہ شادیاں ہوتی ہیں اور جوان لڑکی ماں باپ کے لیے پہاڑ ہے اس کو گھر میں بغیر نکاح رکھنا سخت خرابیوں کی جڑ ہے۔ دوسری یہ کہ جو محبت و اخلاق غریبوں میں ہے وہ مالداروں میں نہیں، تیسرے یہ کہ اگر مالدار کو تم اپنی کھال بھی اتار کر دیدو، ان کی آنکھ میں نہیں آتا، یہ طعنے ہوتے ہیں کہ ہمیں کچھ نہیں ملا اور اگر دلہن والے مالدار ہیں تو داماد مثل نوکر کے سسرال میں رہتے ہیں۔ بیوی پر شوہر کا کوئی رعب نہیں ہوتا۔ اگر دولہا والے مالدار ہیں تو لڑکی اس گھر میں لونڈی یا نوکرانی کی طرح ہوتی ہے اپنی لڑکی ایسے گھر میں دو، جہاں وہ لڑکی غنیمت سمجھی جائے۔ تجربہ نے بتایا کہ غریب اور شریف گھرانے والی لڑکیاں ان لڑکیوں سے آرام میں ہیں جو مالداروں میں گئیں۔ لڑکی والوں کو چاہے کہ دولہا میں تین باتیں دیکھیں، اوّل تندرست ہو، کیوں کہ زندگی کی بہار تندرستی سے ہے۔ دوسرے اس کے چال چلن اچھے ہوں، بدمعاش نہ ہو، شریف لوگ ہوں، تیسرے یہ کہ لڑکا ہنر مند اور کماؤ ہو کہ کما کر اپنے بیوی اور بچوں کو پال سکے۔ مالداری کا کوئی اعتبار نہیں یہ چلتی پھرتی چاندنی ہے۔ حدیثِ پاک میں ہے کہ نکاح میں کوئی مال دیکھتا ہے کوئی جمال۔ مگر علیکَ بِذَاتِ الدِّین (تم دینداری دیکھو۔)

(صحیح مسلم، کتاب الرضاع، باب استحباب النکاح ۔۔۔۔۔ الخ، الحدیث، ۱۵۔۷۱، ص ۷۷۲)

اور یہ بھی یاد رکھو کہ تین قسم کے مالوں میں برکت نہیں۔ ایک تو زمین کا پیسہ یعنی زمین یا مکان فروخت کر کے کھاؤ۔ اس میں کبھی برکت نہیں چاہے یا زمین نہ فروخت کرو اور اگر فروخت کرو تو اس کا پیسا زمین ہی میں خرچ کرو۔ (حدیث) دوسری یہ کہ لڑکی کا پیسا یعنی لڑکی والے جو روپیہ لے کر شادی کرتے

ہیں اس میں برکت نہیں اور پیسا لینا حرام ہے کیوں کہ یا تو یہ لڑکی کی قیمت ہے یا رشوت یہ دونوں حرام ہیں۔ تیسرے وہ جہیز و مال جو لڑکی اپنے میکے سے لائے اگر دولہا اس کو گزر اوقات کا ذریعہ بنا دے تو اس میں برکت نہیں ہوگی۔ اپنی قوتِ بازو پر بھروسا کرو، داڑھی اور نماز کا مذاق اڑانے والے سب کافر ہوئے۔ یہ بھی یاد رکھو کہ مولویوں اور دینداروں کی بیویاں فیشن والوں کی بیویوں سے زیادہ آرام میں رہتی ہیں۔ اول تو اس لئے کہ دیندار آدمی خدا تعالیٰ کے خوف سے بیوی بچوں کا حق پہچانتا ہے۔ دوسرے یہ کہ دیندار آدمی کی نگاہ صرف بیوی ہی پر ہوتی ہے اور آزاد لوگوں کی ٹمپریری (یعنی عارضی) بیویاں بہت سی ہوتی ہیں۔ جن کا دن رات تجربہ ہو رہا ہے۔ وہ پھول کو سونگھتا اور ہر باغ میں جاتا ہے۔ کچھ دنوں تو اپنی بیوی سے محبت کرتا ہے پھر آنکھ پھیر لیتا ہے۔ منگنی کی رسموں کی خرابیاں بیان سے باہر ہیں۔ بہت سے لوگ سودی قرض سے یا مانگ کر زیور چڑھا دیتے ہیں۔ شادی کے بعد پھر دلہن سے وہ زیور حیلے بہانے سے لے کر واپس کرتے ہیں۔ جس کی وجہ سے آپس میں خوب لڑائیاں ہوتی ہیں اور شروع کی وہ لڑائی ایسی ہوتی ہے کہ پھر ختم نہیں ہوتی اور کہیں ایسا بھی ہوتا ہے کہ منگنی ٹوٹ جاتی ہے پھر دلہن والوں سے زیور واپس مانگا جاتا ہے اُدھر سے انکار ہوتا ہے۔ جس پر مقدمہ بازی کی نوبت آتی ہے۔ اسی طرح منگنی کے وقت دعوت اور فضول خرچی کا حال ہے اگر منگنی چھوٹ گئی تو مطالبہ ہوتا ہے کہ ہمارا خرچہ واپس کردو اور دونوں فریق خوب لڑتے ہیں۔ بعض دفعہ منگنی میں اتنا خرچ ہو جاتا ہے کہ فریقین میں شادی کے خرچ کی ہمت نہیں رہتی۔ پھر کبھی کبھی کپڑوں کے جوڑے اور مٹھائیوں کے خرچ لڑکے والوں کا دیوالیہ نکال دیتا ہے اور شادی کے وقت غور ہوتا ہے کہ دلہن والوں نے اس قدر جہیز اور زیور وغیرہ دیا نہیں جو میرا خرچ کر چکا ہے، اگر لڑکی والے نے اتنا نہ دیا تو لڑکی کی جان سولی پر رہتی ہے کہ تیرے باپ نے ہمارا لے کر کھایا، دیا کیا؟ اور اگر خوب دیا تو کہتے ہیں کہ کیا دیا! ہم سے بھی تو خوب خرچ کرالیا۔ باقی گانے بجانے کی رسموں میں وہ خرابیاں ہیں جو ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ مائیاں اور ابٹن کی رسمیں۔ بہت سارے حرام کاموں

کا مجموعہ ہیں اس لیے ان تمام کو بند کرنا ضروری ہے۔

اسلامی رسمیں

لڑکی کیلئے لڑکا اور لڑکے کیلئے لڑکی ایسی تلاش کی جائے جو شریف اور دیندار ہو، تاکہ آپس میں محبت رہے۔ جہاں لڑکے کی مرضی نہ ہو وہاں ہر گز نکاح نہ ہو۔ اسی طرح جہاں لڑکی یا لڑکی کی ماں کی منشاء (یعنی مرضی) نہ ہو وہاں نکاح کرنا زہر قاتل ہے، ہم نے دیکھا ہے کہ ایسی شادیاں کامیاب نہیں ہوتیں۔ اسی لیے شرعاً ضروری ہے کہ لڑکی سے اِذن لیتے وقت لڑکے کا نام معہ اس کے والد کے اور مہر کے بتایا جائے کہ "اے بیٹی! ہم تیرا نکاح فلاں لڑکے فلاں کے بیٹے سے کر دیں وہ کہے ہاں تب نکاح ہوتا ہے۔ یہ اذن لڑکی کی رائے معلوم کرنے کیلئے ہی تو ہے اگر موقع ہو تو لڑکے کو لڑکی پیغام سے پہلے کسی بہانہ سے خفیہ طور پر دکھادی جائے کہ لڑکی کو یہ خبر نہ ہو (حدیث) بلکہ نکاح سے پیشتر اپنے سارے قرابت داروں کا مشورہ لینا بھی بہتر ہے۔ قرآنِ کریم فرماتا ہے

وَ اَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ (پ ۲۵، الشوریٰ ۳۸)

ترجمہ کنزالایمان: اور ان کا کام ان کے آپس کے مشورے سے ہے۔

ایسے نکاح کے سارے قرابت دار ذمہ دار ہو جاتے ہیں اور اگر دلہن اور دولہا میں نااتّفاقی ہو جائے تو یہ لوگ مل کر اتفاق کی کوشش کرتے ہیں۔ منگنی دراصل نکاح کا وعدہ ہے اگر یہ نہ ہو جب بھی کوئی حرج نہیں۔ لہٰذا بہتر تو یہ ہے کہ منگنی کی رسم بالکل ختم کر دی جائے اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے اور سوائے نقصان کے اس سے کوئی فائدہ نہیں غالباً ہم نے یہ رسمیں ہندوؤں سے سیکھی ہیں کیوں کہ سوائے ہندوستان کے اور کہیں یہ رسم نہیں ہوتی بلکہ عربی اور فارسی زبانوں میں اس کا کوئی نام بھی نہیں۔

اس کے جتنے نام ملتے ہیں سب ہندی زبان کے ہیں۔ چنانچہ منگنی، سگائی، کڑمائی، ساکھ یہ اس کے نام ہیں اور ان میں کوئی بھی عربی فارسی نہیں۔ اور اگر اس کا کرنا ضروری ہی ہو تو اس طرح کرو کہ پہلے

لڑکے والے کے یہاں اس کے قرابت دار جمع ہوں اور وہ ان کی خاطر تواضع صرف پان اور چائے سے کرے۔ اگر کہیں پان کا رواج نہ ہو جیسے پنجاب تو وہ صرف خالی چائے سے۔ جس کے ساتھ کوئی مٹھائی نہ ہو۔ پھر یہ لوگ اُٹھ کر لڑکی والے کے یہاں آ جائیں وہ بھی ان کی تواضع صرف پان یا خالی چائے سے کرے۔ لڑکے والے اپنے ساتھ دلہن کیلئے ایک سوتی دوپٹہ اور ایک سونے کی نتھ (نتھنی) لائے جو پیش کردے۔ دلہن والوں کی طرف سے لڑکے کو ایک سوتی رومال ایک چاندی کی انگوٹھی، ایک نگینہ والی پیش کر دی جائے جس کا وزن سوا چار ماشہ سے زیادہ نہ ہو کیوں کہ مرد کو ریشم اور سونا پہننا حرام ہے، لو یہ منگنی ہوگئی اگر دوسرے شہر سے منگنی کرنیوالے آئے ہیں تو ان میں زیادہ نہ آئیں اور دلہن والے مہمانی کے لحاظ سے ان کو کھانا کھلا دیں مگر اس کھانے میں دوسرے محلہ والوں کی عام دعوت کی کوئی ضرورت نہیں۔ پھر اس کے بعد لڑکے والے جب بھی آئیں تو ان پر مٹھائی اور کپڑوں کے جوڑوں کی کوئی پابندی نہ ہو۔ اگر اپنی خوشی سے ایسے ہی بچوں کیلئے تھوڑی سی مٹھائی لائیں تو اس کو محلہ میں تقسیم کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ حدیثِ پاک میں ہے کہ ایک دوسرے کو ہدیہ دو محبت بڑھے گی۔

(شعب الایمان، باب فی مقاربۃ وموادۃ، فصل فی المصافحۃ ۔۔۔۔۔ الخ، الحدیث ۸۹۷۶، ص ۴۷۹)

مگر اس ہدیہ کو ٹیکس نہ بنالو کہ وہ بے چارہ اس کے بغیر آ ہی نہ سکے۔ تاریخ کا مقرر کرنا بھی اسی سادگی سے ہونا ضروری ہے کہ اگر اسی شہر سے لوگ آ رہے ہیں تو ان کی تواضع صرف پان یا خالی چائے سے ہو اور اگر دوسرے شہر سے آ رہے ہیں تو پانچ آدمی سے زیادہ نہ ہوں۔ جن کی تواضع کھانے سے کی جائے اور مقرر کرنے والے سن رسیدہ بزرگ لوگ ہوں اور بہتر یہ ہے کہ شادی کیلئے جمعہ یا سوموار (پیر) کا دن مقرر ہو کیوں کہ یہ بہت برکت والے دن ہیں۔ پھر تاریخ کے بعد گانے باجے ڈھول وغیرہ نہ ہوں بلکہ اگر ہو سکے تو ہر تیسرے دن محفلِ میلاد کر دیا کریں، جس میں نعت خوانی اور درود پاک کی تلاوت ہو ایسے وعظ کئے جائیں جس میں موجودہ رسموں کی برائیاں بیان ہوں۔ مائیوں اور اُبٹن کی تمام رسمیں بالکل

بند کردی جائیں۔ یعنی اگر دلہن کو ایک جگہ بٹھا دیا جائے یا کہ دولہا دلہن کے خوشبو یعنی اُبٹن مَلا جائے تو کوئی حرج نہیں کہ یہ اُبٹن ایک طرح کی خوشبو ہے اور خوشبو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کو بہت پسند تھی۔ بلکہ شادی کے وقت خوشبو استعمال کرنا صحابہ کرام علیہم الرضوان سے ثابت ہے لیکن ان کاموں کے ساتھ حرام رسمیں مثلاً گانا بجانا عورتوں اور مردوں کا خلط ملط ہونا، بیہودہ مذاق سب بند کر دیئے جائیں۔ غرضیکہ دینی اور دنیاوی کاموں میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کی پیروی دین و دنیا کی بھلائی کا ذریعہ ہے۔ اس زمانے میں بعض لوگ دولہا کو چاندی کا زیور پہناتے ہیں یا چھری چاقو ان کے ساتھ رکھتے ہیں تا کہ اسکو بھوت نہ چمٹ جائے یہ سب ناجائز رسمیں ہیں۔ اگر دولہا پر کسی قسم کا خوف ہے تو صبح و شام آیت الکرسی پڑھ کر خود اپنے پر دم کرلیا کرے۔ بلکہ نمازی آدمی کو کبھی کوئی آسیب بفضلہ تعالیٰ نہیں چھوتا، قرانِ پاک اچھا نگھبان ہے، اس کو اختیار کرو۔

نکاح اور رخصت کی رسمیں

جو کھانا کھائے جاتے ہیں اور نیوتے کے روپے دیے جاتے ہیں اور لکھنے والا وہ روپے لکھتا جاتا ہے۔ اس کھانے کا نام برات کی روٹی ہے۔ اس وقت زیادہ قابلِ رحم دولہا کے نانا ماموں کی حالت ہوتی ہے کیوں کہ ان پر ضروری ہے کہ بھات لے کر آئیں ورنہ ناک کٹ جائیگی۔ اس بھات کی رقم نے صدہا گھر برباد کر دئیے۔ بھات میں ضروری ہے کہ دولہا اور اس کے تمام قرابت داروں کے لیے کپڑے کے جوڑے، کچھ نقدی اور کچھ غلہ دیں۔ بعض جگہ چالیس پچاس جوڑے تک لانے پڑتے ہیں۔ اگر ایک جوڑا پانچ روپے میں بھی بناؤ تو ڈھائی سو روپے ٹھنڈے ہو گئے۔ خود میں نے ایک دکاندار کو دیکھا کہ بڑے مزے سے گزر کر رہا تھا، بھانجی کی شادی آن پڑی، میں نے ان کو بہت سمجھایا کہ بھات نہ دے یا اپنی حیثیت کے مطابق دے وہ نہ مانا۔ آخر کار اسکی دکان بھات کی نذر ہوگئی اب بہت مصیبت میں ہے۔

بھانجی کے نکاح میں یہ بھی ضروری ہوتا ہے کہ کپڑوں کے جوڑوں کے سوا بھانجی کو زیور یا

برات کی روٹی ماموں کرے۔ غرضیکہ ایک شادی میں چار گھروں کی بربادی ہوجاتی ہے۔ جب یہ رسمیں ہوچکیں تو اب برات چلی، جس کے ساتھ بَری (یعنی دولہا کی طرف سے دلہن کے لئے بھیجا جانے والا سامان) اور آگے باجا۔ بلکہ بعض دفعہ آگے آگے ناچنے والی رنڈیاں بھی ہوتی ہیں۔ گولے چلائے جاتے ہیں، آتشبازی میں آگ لگتی ہے۔ بَری اس میوہ (فروٹ) کو کہتے ہیں جو دولہا کی طرف سے جاتی ہے جس میں شکر، ایک من ناریل، مکھانا وغیرہ، تیس سیر کچا دودھ وغیرہ بھی ہوتا ہے۔ دلہن کے گھر یہ چیزیں دی جاتی ہیں جو بعد شادی تقسیم ہوتی ہیں۔ جب بارات دلہن کے مکان پہنچی تو اوّل وہاں آتشبازی میں آگ لگائی گئی، پھر پھول پتی لٹائی گئی، پھر تمام باراتیوں کو دلہن کی طرف عام دعوت دی گئی، پھر نکاح ہوا، دولہا مکان میں گیا جہاں پہلے سے عورتوں کا مجمع لگا ہوا ہے۔ اس موقع پر بڑی پردہ نشین عورتیں بھی دولہا کے سامنے بے تکلف بغیر پردہ آجاتی ہیں۔ ! گالیوں سے بھرے ہوئے گانے گائے جاتے ہیں۔ سالیاں بہنوئی سے قسم قسم کے مذاق کرتی ہیں (حالانکہ سالیوں کا بہنوئی سے پردہ سخت ضروری ہے)، میراثن وغیرہ اپنے حقوق وصول کرتی ہیں۔ پھر رخصت کی تیاری ہوتی ہے جہیز دکھایا جاتا ہے۔ جہیز میں تین قسم کی چیزیں ہوتی ہیں، ایک تو دولہا والوں کیلئے کپڑوں کے جوڑے یعنی دولہا اسکے ماں باپ، دادادادی، نانانانی، ماموں، بھائی، چچا، تایاتائی، بھنگی، بہشتی، نائی غرضیکہ سب کو جوڑے ضرور دیئے جاتے ہیں۔ جن کا مجموعہ بعض جگہ اسّی نوے جوڑے ہوتے ہیں۔ دوسرے کاٹھ کباڑ یعنی میزیں، کرسیاں برتن، چارپائیاں وغیرہ تیسرے روز ان سب کی نمائش کے بعد رخصت ہوئی، جس میں باہر باجا کا شور اندر رونے چلّانے والوں کا زور ہوتا ہے۔ پالکی میں دلہن سوار آگے دولہا گھوڑے پر سوار پالکی پر پیسوں بلکہ پنجاب میں روپوں اور چاندی کے چھلّے اور انگوٹھیوں کی بکھیر ہوتی ہوئی روانگی ہوئی۔ سبحان اللہ عزوجل کیا پاکیزہ مجلس ہے کہ باجے والے میراثیوں کی جماعت اور جماعتِ شرفا پیچھے اگر آنکھ ہو تو ایسی مجلس میں شرکت بھی معیوب سمجھو، کہاں تک بیان کیا جائے؟ بعض وہ رسمیں ہیں جن کے بیان سے شرم بھی آتی ہے

کہ اس کتاب کو غیر مسلم قومیں بھی پڑھیں گی۔ وہ مسلمانوں کے متعلق کیا رائے قائم کریں گی! حق یہ ہے کہ ہم اپنے بزرگوں کے ایسے ناخلف اولاد ہوئے کہ ہم نے ان کے نام کو ڈبو دیا۔ آج ایسی رسمیں بھنگی چماروں میں بھی نہیں جو مسلمانوں میں ہیں۔

ان رسموں کی خرابیاں:

ان رسموں کی خربیاں میں کیا بیان کروں، صرف اتنا عرض کر دیتا ہوں کہ ان رسموں نے مسلمان مالداروں کو غریب کنگال بنا دیا۔ گھر والوں کو بے گھر کر دیا۔ مسلمانوں کے محلّے ہندوؤں کے پاس پہنچ گئے، ہر شخص اپنے شہر میں صدہا مثالیں اپنی آنکھوں سے دیکھتا ہے۔ اب چند خرابیاں جو موٹی موٹی ہیں عرض کرتا ہوں۔ اوّل خرابی یہ ہے کہ اس میں مال کی بربادی اور حق تعالیٰ کی نافرمانی ہے،

نہ خدا ہی ملا نہ وصالِ صنم نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے

دوسرے یہ کہ یہ سارے کام اپنے نام کے لئے کئے جاتے ہیں۔ مگر دوستو! سوائے بدنامی کے کچھ بھی حاصل نہیں ہوتا۔ کھانے والے تو کھانے میں عیب نکالتے ہوئے جاتے ہیں کہ اس میں گھی ولایتی تھا، نمک زِیادہ تھا، مرچ اچھی نہ تھی اور دولہا والے ہمیشہ شکایت ہی کرتے دیکھے گئے، لڑکی کیلئے وہاں طعنے ہی طعنے ہوتے ہیں۔

لطیفہ:

یہ عجیب بات ہے کہ ہمارے گھر یہ براتی عمدہ عمدہ مزیدار مال کھا کر جائیں مگر ان کا منہ سیدھا نہیں ہوتا کھانے میں عیب نکالتے ہیں مگر اولیاء اللہ عزوجل! اور پیر و مرشدوں کے گھر سوکھی روٹیاں اور دال دلیہ خوشی سے تبرّک سمجھ کر تعریفیں کرتے ہیں۔ وہ سوکھی روٹیاں اپنے بچوں کو پردیس میں بھیجتے ہیں۔ جا کر دیکھو اجمیر شریف کا دلیہ اور بغداد شریف اور دوسرے آستانوں کی دال روٹیاں۔ اسکی وجہ کیا ہے؟

دوستو! وجہ صرف یہ ہے کہ یہ کھانے مخلوق کو راضی کرنے کیلئے ہیں اور وہ خشک روٹیاں خالق کیلئے
اگر ہم بھی شادی بیاہ کے موقع پر کھانا، جہیز وغیرہ فقط سنّت کی نیت سے سنّت طریقہ پر کریں تو کبھی کوئی اعتراض ہوسکتا ہی نہیں۔ ہمارے دوست سیٹھ عبدالغنی صاحب ہر سال بقرعید کے موقع پر حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کی طرف سے قربانی کرتے ہیں اور پلاؤ پکا کر عام مسلمانوں کی دعوت کرتے ہیں۔ میں نے دیکھا ہے کہ وہ معزز مسلمان جو کسی کی شادی بیاہ میں بڑے نخرے سے جاتے ہیں وہ بغیر بلائے یہاں آجاتے ہیں اور اگر آخری ایک اثر (یعنی لقمہ) بھی پالیتے ہیں تو سمجھ کر کھاتے ہیں۔ ابھی قریب میں ہی انجمن خدام الصوفیہ کے صدر فضل الٰہی صاحب پگانوالہ رئیس گجرات نے ولیمہ کی دعوت نیتِ سنّت سے کی نہ کسی کو شکایت ہوئی اور نہ کسی نے عیب نکالا۔ غرض یہ ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا نام پاک عیب پوش ہے۔ جس چیز پر ان کا نام آجائے اس کے سب عیب چھپ جاتے ہیں اگر ہم لوگ ولیمہ کا کھانا سنّت کی نیت سے کریں تو اگر دال روٹی بھی مسلمانوں کے سامنے رکھ دیں گے تو وہ بھی مسلمان برکت کی نیت سے سیر ہو کر کھائیں گے۔

تیسری خرابی ان رسموں میں یہ ہے کہ ان کی وجہ سے شریف غریبوں کی لڑکیاں بیٹھی رہتی ہیں اور مالداروں کی لڑکیاں ٹھکانے لگ جاتی ہیں۔ کیونکہ لوگ اپنے بیٹوں کا پیغام وہاں ہی لے جاتے ہیں جہاں جہیز زیادہ ملے اگر ہر جگہ کیلئے جہیز مقرر ہو جائے کہ امیر و غریب سب اتنا ہی جہیز وغیرہ دیں تو ہر مسلمان کی لڑکی جلد ٹھکانے لگ جائے (یعنی اس کی شادی ہو جائے)۔

چوتھی خرابی یہ ہے کہ ان رسموں کی وجہ سے مسلمانوں کی اپنی اولاد وبالِ جان معلوم ہونے لگی۔ کہ اگر کسی کے لڑکی پیدا ہوئی سمجھا کہ یا تو اب میرے مکان کی خیر نہیں یا جائیداد و دکان چلی۔ اسی لئے لوگ لڑکی کے پیدا ہونے پر گھبراتے ہیں یہ ان رسموں کی "برکت" ہے۔

پانچویں خرابی یہ ہے کہ نکاح مقصود ہوتا ہے دو قوموں کا مل جانا یعنی لڑکے والے لڑکی والے

کے قرابت دار اور محب بن جائیں۔اور لڑکی والے، لڑکے والے کے۔اسی لئے اس کا نام نکاح ہے، نکاح کے معنیٰ ہیں مل جانا تو یہ نکاح قبیلوں اور جماعتوں کے ملانے والی چیز ہے۔ مثل مشہور ہے کہ نکاح میں لڑکی دے کر لڑکا لیتے ہیں اور لڑکا دے کر لڑکی حاصل کرتے ہیں۔مگر اب مسلمانوں نے سمجھ لیا کہ نکاح مال حاصل کرنے کا ذریعہ ہے جس کے چار فرزند ہو گئے وہ سمجھا کہ میری چار جائیدادیں ہو گئیں کہ ان کو بیاہوں گا، جہیزوں سے گھر بھرلوں گا۔اب جب دلہن خاطر خواہ جہیز نہ لائی۔لڑائی قائم ہو گئی اور اب عام طور نکاح لڑائی کی جڑ بن کر رہ گیا ہے کہ اپنے عزیزوں میں لڑکی دو تو آپس کا پرانا رشتہ بھی ختم ہو جاتا ہے کیوں؟ اس لئے کہ نکاح کو ایک مالی کاروبار سمجھ لیا گیا ہے۔

چھٹی خرابی یہ ہے کہ اگر کسی شخص کے چند اولادیں پہلے کا نکاح تو بہت دھوم دھام سے کیا۔اس ایک نکاح میں اس کا مصالحہ ختم ہو گیا۔باقی اولاد کے فقط نکاح ہی ہوئے، کوئی رسم ادا نہ ہوئی، کیونکہ روپیہ نہ تھا تو اب اس اولاد کو ماں باپ سے شکایت ہوتی ہے کہ بڑے بھائی میں کیا خوبی تھی جو ہم میں نہ تھی تو باپ اور اولاد میں ایسی بگڑتی ہے کہ خدا کی پناہ!

ساتویں خرابی یہ ہے کہ لڑکی والوں نے دولہا کے نکاح کے وقت اتنا خرچ کرایا کہ اسکا مکان بھی رہن ہو گیا۔ بہت قرضہ سر پر سوار ہو گیا۔اب دلہن صاحبہ جب گھر آئیں تو مکان بھی ہاتھ سے گیا اور مصیبت بھی آ پڑی۔تو نام یہ ہوتا ہے یہ دلہن ایسی منحوس آئی کہ اسکے آتے ہی ہمارے گھر کی خیر و برکت اڑ گئی اس سے پھر لڑائیاں شروع ہو جاتی ہیں یہ خبر نہیں کہ بے چاری دلہن کا قصور نہیں۔بلکہ تمہاری ان ہندوانی رسموں کی ''برکت'' ہے۔

آٹھویں خرابی یہ ہے کہ ان رسموں کو پورا کرنے کیلئے غریب لوگ لڑکی کے پیدا ہوتے ہی فکر کرنے لگتے ہیں، جوں جوں اولاد جوان ہوتی ہے ان کی فکریں بڑھتی جاتی ہیں۔اب نہ روٹی اچھی معلوم ہوتی ہے نہ پانی۔فکر یہ ہوتی ہے کہ کسی صورت سے پیسہ جمع کرو کہ یہ رسمیں پوری ہوں اب روپیہ جمع کرتے

رہے۔اس روپیہ میں زکوٰۃ بھی واجب ہے اور حج بھی فرض ہو جاتا ہے وہ نہیں ادا کرتے۔کیونکہ اگر ان عبادات میں یہ روپیہ خرچ ہوگیا تو وہ شیطانی رسمیں کس طرح پوری ہوں گی۔میں نے ایک صاحب کو دیکھا کہ ان کے پاس تقریباً دو ہزار روپیہ تھا،میں نے کہا:"آپ پر حج فرض ہے،حج کو جاؤ۔" فرمانے لگے کہ"بڑا حج تو لڑکی کی شادی اور اس کا جہیز ہے۔"میں نے کہا!شادی کے اخراجات جو اپنی قوم نے بنا لئے ہیں،وہ فرض نہیں ہیں اور حج فرض ہے،فرمانے لگے:"کچھ بھی ہوتا ہو ناک تو نہیں کٹوائی جاتی،" آخر حج نہ کیا،لڑکی کی شادی میں گلچھرے اُڑائے۔

آپ نے بہت مالداروں کو دیکھا ہوگا کہ حج ان کو نصیب نہیں ہوتا۔لگتا ہے شادیوں سے ہی انہیں چھٹکارا نہیں ملتا۔ادھر توجہ کیسے کریں یہ بھی خیال رہے کہ حج کرنا ہر اس شخص کا فرض ہے۔جس کے پاس مکہ معظمہ جانے آنے کا کرایہ اور باقی مصارف ہوں یہ جو مشہور ہے کہ بڑھاپے میں حج کرو غلط ہے کیا خبر کہ بڑھاپا ہم کو لے گا یا نہیں اور یہ مال رہے گا یا نہیں۔

نویں خرابی یہ ہے کہ غریب لوگ لڑکی کے بچپن ہی سے کپڑے جمع کرنے شروع کرتے ہیں کیونکہ اتنے جوڑے وہ ایکدم نہیں بنا سکتے۔جب تک لڑکی جوان ہوتی ہے کپڑے گل جاتے ہیں،

دسویں خرابی یہ ہے کہ دلہن والے مصیبت اُٹھا کر پیسہ برباد کر کے کاٹھ کباڑ یعنی میز و کرسیاں مسہریاں لڑکی کو دے تو دیتے ہیں مگر دولہا کا گھر اتنا تنگ اور چھوٹا ہوتا ہے کہ وہاں رکھنے کو جگہ نہیں اور اگر دولہا میاں کرایہ کے مکان میں رہتے ہیں۔تو جب دو چار دفعہ مکان بدلنا پڑتا ہے تو یہ تمام کاٹھ کباڑ ٹوٹ پھوٹ کر ضائع ہو جاتا ہے۔جتنے روپے کا جہیز دیا گیا اگر اتنا روپیہ نقد دیا جاتا یا اس روپیہ کی کوئی دکان یا مکان لڑکی کو دیا جاتا تو لڑکے کے کام آتا اور اس کی اولاد عمر بھر آپ کو دعائیں دیتی اور لڑکی کی بھی سسرال میں عزت ہوتی اور اگر خدا نہ کرے کہ کبھی لڑکی پر کوئی مصیبت آتی تو اس کے کرایہ سے اپنا برا وقت نکال لیتی۔

مسلمانوں کے کچھ بہانے:

جب یہ خرابیاں مسلمانوں کو بتائی جاتی ہیں تو ان کو چند قسم کے عذر ہوتے ہیں ایک تو یہ کہ صاحب ہم کیا کریں، ہماری عورتیں اور لڑکے نہیں مانتے، ہم ان کی وجہ سے مجبور ہیں۔ یہ عذر محض بیکار ہے، حقیقت یہ ہے کہ آدھی مرضی خود مردوں کی بھی ہوتی ہے۔ تب ان کی عورتیں اور لڑکے اشارہ یا نرمی پا کر ضد کرتے ہیں۔ ورنہ ممکن نہیں کہ ہمارے گھر میں ہماری مرضی کے بغیر کوئی کام ہو جائے۔ اگر ہانڈی میں نمک زیادہ ہو جائے تو عورت بے چاری کی شامت اور اگر اولاد یا بیوی کسی وقت نماز نہ پڑھے تو بالکل پرواہ ہی نہیں، جان لو کہ حق تعالیٰ نیت سے خبردار ہے بعض بزرگوں (یعنی بوڑھے لوگوں) کو دیکھا گیا ہے کہ آگے آگے فرزند کی بارات مع ناچ باجے کے جارہی ہے اور پیچھے پیچھے یہ حضرت لاحول پڑھتے چلے جارہے ہیں اور کہتے ہیں کیا کریں بچہ نہیں مانتا، یقیناً یہ لاحول خوشی کی ہے۔ حضرت سعدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کیا خوب فرمایا' کہ لاحول گویند شادی کناں'' (یعنی: لاحول کہتے ہیں خوش ہو جاتے ہیں۔)

دوسرے پنجاب میں یہ قانون ہے کہ ماں باپ کے مال سے لڑکی میراث نہیں پاتی لکھ پتی باپ کے بعد سارا مال، جائداد، مکانات سب کچھ لڑکے کا ہے، لڑکی ایک پائی کی حقدار نہیں۔ بہانہ یہ کرتے ہیں کہ ہم لڑکی کی میراث کے بدلے اس کی شادی دھوم دھام سے کر دیتے ہیں۔ سبحان اللہ عزوجل! اپنے نام کیلئے روپیہ حرام کاموں میں برباد کرو اور لڑکی کے حصے سے کاٹو۔ کیوں جناب! آپ جو لڑکے کی شادی اور اس کی پڑھائی لکھائی پر جو خرچہ کرتے ہیں۔ بی۔ اے، ایم۔ اے، کی ڈگری دلواتے ہیں کیا وہ بھی فرزند کے میراث سے کاٹتے ہیں ہرگز نہیں۔ پھر یہ عذر کیسا؟ یہ محض دھوکہ دینا ہے۔

تیسرے یہ کہ ہم کو علمائے کرام نے یہ باتیں بتائی ہی نہیں۔ اس لئے ہم لوگ اس سے غافل رہے، اب جب کہ رسوم چل پڑیں لہٰذا ان کا بند ہونا مشکل ہے۔ لیکن یہ بہانہ بھی غلط ہے علمائے اہل سنّت نے اس کے متعلق کتابیں لکھیں۔ مسلمانوں نے قبول نہ کیا چنانچہ امام اہل سنّت اعلیٰ حضرت فاضل

بریلوی قدس سرہ، نے ایک کتاب لکھی عَلیُ الصَّوت جس میں صاف صاف فرمایا کہ میت کی روٹی امیروں کیلئے کھانا حرام ہے صرف غریب لوگ کھائیں ایک کتاب لکھی ھَادِی النَّاس اِلیٰ اَحکامِ الاعْرَاس جس میں شادی بیاہ کی مروجہ رسموں کی برائیاں بتائیں اور شرعی رسمیں بیان فرمائیں، ایک کتاب لکھی مروجہ النجاء جس میں ثابت فرمایا کہ سوا چند موقعوں کے باقی جگہ عورت کو گھر سے نکلنا حرام ہے۔ اور بھی علمائے اہلسنت نے ان باتوں کے متعلق کتابیں لکھیں۔ افسوس! کہ اپنا قصور علماء کے سر لگاتے ہو۔

چوتھا بہانہ یہ کرتے ہیں کہ اگر شادی بیاہوں میں یہ رسمیں نہ ہوں تو ہمارے گھر لوگ جمع نہ ہوں گے جس سے شادی میں رونق نہ ہوگی۔ مگر یہ فقط وہم و دھوکا ہے حق یہ ہے کہ شادی و نکاح میں شرکت اگر سنّت کی نیت سے ہو تو عبادت ہے اب تو ہمارے نکاحوں میں لوگ تماشائی بن کر یا کھانے کیلئے آتے ہیں۔ جس کا کچھ ثواب نہیں پاتے اور جب ان شاء اللہ عزوجل! عبادت کی نیت سے آیا کریں گے تو جیسے لوگ عید کی نماز کیلئے عید گاہ میں جاتے ہیں تب ان شاء اللہ عزوجل! رونق ہی کچھ اور ہوگی اور بہار ہی کچھ اور آئے گی۔ ابھی یہاں گجرات میں بھائی فضل الٰہی صاحب کے گھر ایسی ہی سیدھی سادی شادی ہوئی۔ اس قدر مجمع تھا کہ میں نے آج تک کسی بارات میں ایسا مجمع نہ دیکھا، بہت سے مسلمان تو وضو کر کے درود شریف پڑھتے ہوئے اس سارے جلوس میں شریک ہوئے۔

پانچواں بہانہ یہ کرتے ہیں کہ لوگ ہم کو طعنہ کریں گے کہ خرچ کم کرنے کیلئے یہ رسمیں بند کی ہیں اور بعض لوگ یہ کہیں گے کہ یہ ماتم کی مجلس ہے یہاں ناچ نہیں باجہ نہیں۔ گویا تیجہ پڑھا جا رہا ہے، یہ عذر بھی بیکار ہے۔ ایک سنّت کو زندہ کرنے میں سو شہیدوں کا ثواب ملتا ہے۔ کیا یہ ثواب مفت میں مل جائے گا ؟ لوگوں کے طعنے عوام کا مذاق، اوّل اوّل برداشت کرنے پڑیں گے اور دوستو! اب بھی لوگ طعنے دینے سے کب باز آتے ہیں۔ کوئی کھانے کا مذاق اڑاتا ہے کوئی جہیز کا کوئی اور طرح کی شکایت کرتا ہے غرضیکہ لوگوں کے طعنے سے کوئی کسی وقت نہیں بچ سکتا۔ لوگوں نے تو خدا تعالیٰ اور اس کے رسولوں کو عیب

لگائے اور طعنے دیئے تم ان کی زبان سے کس طرح بچ سکتے ہو۔ یہ بھی یاد رکھو کہ پہلے تو کچھ مشکل پڑے گی۔ مگر بعد میں ان شاء اللہ عزوجل! وہ ہی طعنے دینے والے لوگ تم کو دعائیں دیں گے۔ اور غریب و غرباء کی مشکلیں آسان ہو جائیں گی۔ اللہ عزوجل! اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم بھی راضی ہوں گے اور مسلمان بھی، مضبوطی سے قائم رہنا شرط ہے۔

شادی بیاہ کی اسلامی رسمیں:

سب سے بہتر تو یہ ہوگا کہ اپنی اولاد کے نکاح کیلئے حضرتِ خاتونِ جنت شاہزادیٔ اسلام فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نکاحِ پاک کو نمونہ بناؤ اور یقین کرو کہ ہماری اولاد ان کے قدم پاک پر قربان اور یہ بھی سمجھ لو کہ اگر حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلّم کی مرضی ہوتی کہ میری لختِ جگر کی شادی بڑی دھوم دھام سے ہو اور صحابہ کرام سے اس کیلئے چندہ (نیوتا) وغیرہ کیلئے حکم فرما دیا جاتا تو عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خزانہ موجود تھا۔ جو ایک ایک جنگ کیلئے نو نو سو اونٹ اور نو نو سو اشرفیاں حاضر کر دیتے تھے۔ لیکن چونکہ منشا یہ تھا کہ قیامت تک یہ شادی مسلمانوں کیلئے نمونہ بن جائے۔ اس لیے نہایت سادگی سے یہ اسلامی رسمیں ادا کی گئیں۔ لہٰذا مسلمانو! اوّلاً تو اپنی بیاہ بارات سے ساری حرام رسمیں نکال ڈالو، باجے آتشبازی، عورتوں کے گانے، میراثی ڈوم وغیرہ کے گیت، رنڈیوں کے ناچ، عورتوں اور مردوں کا میل جول، پھول پتی کا لٹانا ایک دم اللہ عزوجل! کا نام لے کر مٹا دو۔ اب رہی فضول خرچی کی رسمیں ان کو یا تو بند ہی کر دو اگر بند نہ کر سکو تو ان کیلئے ایسی حد مقرر کر دو جس سے فضول خرچی نہ رہے اور گھر کی بربادی نہ ہو۔ جنہیں امیر و غریب سب بے تکلف پورا کر سکیں۔ لہٰذا ہماری رائے یہ ہے کہ اس طریقہ سے نکاح کی رسم ادا ہونی چاہیے۔

بھات (نانکی چھک) کی رسم بالکل بند کر دی جائے اگر دولہا، دلہن کا ماموں نانا کچھ امداد کرنا چاہیں تو رسم بنا کر نہ کریں بلکہ محض اس لئے کہ قرابت داروں کی مدد کرنا رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ

والہ وسلم کا حکم ہے اس لئے بجائے کپڑوں کے نقد روپیہ دے دیں جو کہ پچیس روپیہ سے زیادہ ہرگز نہ
ہوں، یعنی کم تو ہوں۔ مگر اس سے زیادہ نہ ہوں اور یہ امداد خفیہ کی جاوے۔ دکھلاوے کو اس میں دخل نہ
ہو تا کہ رسم نہ بن جائے۔ دولہا، دلہن نکاح سے پہلے اُبٹن یا خوشبو کا استعمال کریں مگر مہندی اور تیل لگانے
اور ابٹن کی رسم بند کردی جائے یعنی گانا باجا عورتوں کا جمع ہونا بند کردو۔ اب اگر بارات شہر کی شہر میں ہے
تو ظہر کی نماز پڑھ کر بارات کا مجمع دولہا کے گھر جمع ہو اور دلہن والے لوگ دلہن کے گھر جمع ہوں۔ دلہن
کے یہاں اس وقت نعت خوانی یا وعظ یا درود شریف کی مجلس گرم ہو۔ ادھر دولہا کو اچھا عمدہ سہرا باندھ کر یا
پیدل یا گھوڑے پر سوار کر کے اس طرح برات کا جلوس روانہ ہو آگے آگے عمدہ نعت خوانی ہوتی
جاوے، تمام بازاروں میں یہ جلوس نکالا جائے۔ جب یہ برات دلہن کے گھر پہنچے تو دلہن والے اس برات کو
کسی قسم کی روٹی یا کھانا ہرگز نہ دیں کیونکہ حضرت زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نکاح میں حضور علیہ السلام نے
کوئی کھانا نہ دیا غرضیکہ لڑکی والے کے گھر کھانا نہ ہو۔ بلکہ پان یا خالی چائے سے تواضع کردی جائے۔ پھر
عمدہ طریقہ سے خطبہ نکاح پڑھ کر نکاح ہو جائے۔ اگر نکاح مسجد میں ہو تو اور بھی اچھا ہے نکاح کا مسجد میں
ہونا مستحب ہے اور اگر لڑکی کے گھر ہو تب بھی کوئی حرج نہیں۔ نکاح ہوتے ہی باراتی لوگ واپس
ہو جائیں یہ تمام کام عصر سے پہلے ہو جائیں اور بعد مغرب کو دولہن کو رخصت کر دیا جائے خواہ رخصت ٹانگہ
میں ہو یا ڈولی وغیرہ میں۔ مگر اس پر کسی قسم کا نچھاور اور بکھیر بالکل نہ ہو کہ بکھیر کرنے میں پیسے گم ہو جاتے
ہیں۔ ہاں نکاح کے وقت خرمے لٹانا سنت ہے اور اگر نکاح کے وقت دو چار گولے چلا دیئے جائیں،
اعلان کی نیت سے جہاں نکاح ہوا ہے وہاں ہی کوئی نقارہ یا نوبت اس طرح بغیر گیت کے پیٹ دی
جائے جیسے سحری کے وقت اٹھانے کے لئے رمضان شریف میں پیٹی جاتی ہے تو بھی بہت اچھا ہے یہ ہی
ضربِ دف کے معنے ہیں۔

جہیز

جہیز کے لئے بھی کوئی حد ہونی چاہیے کہ جس کی ہر امیر وغریب پابندی کرے۔ امیر لوگ اور موقع پر اپنی لڑکیوں کو جو چاہیں دیں۔ مگر جہیز وہ دیں جو مقرر ہوگیا یاد رکھو اگر تم جہیز سے دولہا کا گھر بھی بھر دو گے تو بھی تمہارا نام نہیں ہوسکتا ہے۔ کیونکہ بعض جگہ بھنگی چماروں نے اتنا جہیز دے دیا ہے کہ مسلمان بڑے مالدار بھی نہیں دے سکتے۔ چنانچہ چند سال گزرے کہ آگرے (ھند کے ایک شہر) میں ایک چمار نے اپنی لڑکی کو اتنا جہیز دیا کہ وہ بارات کے ساتھ جلوس کی شکل میں ایک میل میں تھا۔ اس کی نگرانی کے لئے پولیس بلانی پڑی جب اس سے کہا گیا کہ اتنا جہیز رکھنے کے لئے دولہا کے پاس مکان نہیں ہے تو فوراً چھ ہزار یعنی بارہ ہزار روپے کے مکان خرید کر دولہا کو دے دیئے چنانچہ اب ہم نے خود دیکھا کہ جو مسلمان اپنی جائیداد و مکان فروخت کر کے اتنا جہیز دیتے ہیں تو دیکھنے والے اس چمار کے جہیز کا ذکر شروع میں کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ بھائی وہ چمار جہیز کا ریکارڈ توڑ گیا۔ اس مسلمان بیچارے کا نام نہ تعریف لہٰذا اے مسلمانو! ہوش کرو۔ اس ناموری کے لالچ میں اپنے گھر کو آگ نہ لگاؤ یاد رکھو کہ نام اور عزت تو اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی پیروی میں ہے۔ لہٰذا جو جہیز ہم عرض کرتے ہیں اس سے زیادہ ہرگز نہ دو۔

برتن اا عدد، چارپائی درمیانی ایک عدد، لحاف ایک عدد۔ توشک (گدیلا) ایک عدد، تکیہ ایک عدد، بادر ایک عدد، دلہن کو جوڑے چار عدد، جس میں دو عدد سوتی ہوں اور دو ریشمی۔ دولہا کو جوڑے دو عدد، دولہا کے والد کو جوڑا ایک عدد، دولہا کی ماں کو جوڑا ایک عدد، مصلی (جائے نماز) ایک عدد، قرآن شریف مع رحل ایک عدد، زیور بقدر ہمت مگر اس میں بھی زیادتی نہ کرو۔ اگر ہوسکے تو اس کے علاوہ نقد روپیہ لڑکی

کے نام میں جمع کرادو اور اگر تم کو اللہ عزوجل! نے دیا ہے تو لڑکی کو کوئی مکان، دوکان، جائیداد کی شکل میں خرید دو لڑکی کے نام رجسٹری ہو۔ یہ بھی یاد رکھو کہ تمام لڑکیوں میں برابری ہونا ضروری ہے لہذا اگر نقدی روپیہ یا جائیداد ایک کو دی ہے تو سب کو دو ورنہ گنہگار ہو گئے۔ جو اولاد میں برابری نہ رکھے حدیث شریف میں اس کو ظالم کہا گیا ہے۔

(صحیح مسلم، کتاب الھبۃ، باب کراھیۃ تفضیل بعض الاولاد فی الھبۃ، الحدیث ۲۲۱۶، ج ۴، ص ۸۹۸)

اور اپنی لڑکیوں کو سکھا دو کہ اگر ان کی ساس یا نند طعنہ دیں تو وہ جواب دیں کہ میں سنت طریقہ اور حضرت خاتون جنت کی غلامی میں تمہارے گھر آئی ہوں۔ اگر تم نے مجھ پر طعنہ کیا تو تمہارا یہ طعنہ مجھ پر نہ ہوگا بلکہ اسلام اور بانئی اسلام علیہ السلام پر ہوگا۔ ساس نند بھی خوب یاد رکھیں کہ اگر انہوں نے یہ جواب سن کر بھی زبان نہ روکی۔ تو ان کے ایمان کا خطرہ ہے۔

لطیفہ: حضرت امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس ایک شخص آیا اور عرض کرنے لگا۔ کہ میں نے قسم کھائی تھی کہ اپنی بیٹی کو جہیز میں ہر چیز دوں گا۔ اب کیا کروں کہ قسم پوری ہو۔ کیونکہ ہر چیز تو بادشاہ بھی نہیں دے سکتا۔ آپ نے فرمایا کہ تو اپنی لڑکی کو جہیز میں قرآن شریف دے دے کیونکہ قرآن شریف میں ہر چیز ہے اور آیت پڑھ دی (روح البیان) پارہ گیارہواں سورہ یونس کی پہلی آیت

وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ﴿۵۹﴾ (پ ۷، الانعام ۵۹)

ترجمہ کنزالایمان: اور نہ کوئی تر اور نہ خشک جو ایک روشن کتاب میں نہ لکھا ہو

(روح البیان، پ ۱۱، یونس: تحت ۱، ج ۴، ص ۴)

لہذا لڑکیوں اور ان کی ساس نندوں کو یاد رکھنا چاہیے کہ جس نے قرآن شریف جہیز میں دے دیا اس نے سب کچھ دے دیا کیا چکی، چولہا اور دنیا کی چیزیں قرآن شریف سے بڑھ کر ہیں۔

اور اگر برات دوسرے شہر سے آئی ہے تو برات میں آنے والے آدمی مرد اور عورت زیادہ

نہ ہوں اور ان مہمانوں کو لڑکی والا کھانا کھلائے مگر یہ کھانا مہمانی کے حق کا ہوگا نہ کہ برات کی روٹی ۔اس طرح دولہن والے کے گھر جو اپنی برادری اور بستی کی عام دعوت ہوتی ہے ۔وہ بالکل بند کردی جائے ۔ہاں باہر کے مہمان اور برات کے منتظمین ضرور کھانا کھائیں ۔مقصود صرف یہ ہے کہ دلہن کے گھر عام برادری کی دعوت نہ ہو کہ یہ بلا وجہ کا بوجھ ہے ۔جہاں تک ہو سکے لڑکی والے کا بوجھ ہلکا کردو۔

جب دلہن خیر سے گھر پہنچے ۔تو رخصت کے دوسرے دن یعنی شب عروسی کی صبح کو دولہا کے گھر دعوت ولیمہ ہونی چاہیے ۔یہ دعوت اپنی حیثیت کے مطابق ہو کہ یہ سنت ہے مگر اس کی دھوم دھام کے لئے سودی قرضہ نہ لیا جائے اور مالداروں کے ساتھ کچھ غربا اور مساکین کو بھی اس دعوت میں بلایا جائے یاد رکھو کہ جس شادی میں خرچہ کم ہوگا ۔ان شاء اللہ عزوجل! وہ شادی بڑی مبارک اور دلہن بڑی خوش نصیب ہوگی ہم نے دیکھا کہ زیادہ جہیز لے جانے والی لڑکیاں سسرال میں تکلیف سے رہیں اور کم جہیز لانے والیاں بڑے آرام سے گزارا کر رہی ہیں ۔ہم نے حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شادی اور انکا جہیز اور ان کی خانگی زندگی شریف نظم میں لکھی ہے ۔اور آپ کو سنائیں ،سنو اور عبرت پکڑو۔

شہزادئ اسلام مالکہ دار السلام

حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح

گوش دل سے مومنو سن لو ذرا | ہے یہ قصہ فاطمہ کے عقد کا!
پندرہ سالہ نبی کی لاڈلی | اور تھی بائیس سال عمر علی
عقد کا پیغام حیدر نے دیا | مصطفیٰ نے مرحبا اھلا کہا
پیر کا دن سترہ ماہ رجب | دوسرا سن ہجرت شاہ عرب
پھر مدینہ میں ہوا اعلان عام | ظہر کے وقت آئیں سارے خاص وعام

اس خبر سے شور برپا ہوگیا کوچہ و بازار میں غل سا مچا
آج ہے مولی کی دختر کا نکاح آج ہے اس نیک اختر کا نکاح
آج ہے اس پاک و سچی کا نکاح آج ہے بے ماں کی بچی کا نکاح
خیر سے جب وقت آیا ظہر کا مسجد نبوی میں مجمع ہوگیا
ایک جانب ہیں ابو بکر و عمر اک طرف عثمان بھی ہیں جلوہ گر
ہر طرف اصحاب و انصار ہیں درمیان میں احمد مختار ہیں
سامنے نوشہ علی مرتضیٰ حیدر کرار شاہ لافتی
آج گویا عرش آیا ہے اتر یا کہ قدسی آگئے ہیں فرش پر
جمع جب یہ سارا مجمع ہوگیا سید الکونین نے خطبہ پڑھا
جب ہوئے خطبے سے فارغ مصطفیٰ ﷺ عقد زہرا کا علی سے کر دیا
چار سو مثقال چاندی مہر تھا وزن جس کا ڈیڑھ سو تولہ ہوا
بعد میں خرمے لٹائے لاکلام ماسواء اس کے نہ تھا کوئی طعام
ان کے حق میں پھر دعائے خیر کی اور ہر اک نے مبارکباد دی
گھر سے رخصت جس گھڑی زہرا ہوئیں والدہ کی یاد میں رونے لگیں
دی تسلی احمد مختار نے اور فرمایا شہِ ابرار نے
فاطمہ ہر طرح سے بالا ہو تم میکہ و سسرال میں اعلیٰ ہو تم
باپ تیرا ہے امام الانبیاء اور شوہر اولیاء کے پیشوا!
ماہ ذی الحجہ میں جب رخصت ہوئی تب علی کے گھر میں ایک دعوت ہوئی
جس میں تھیں دس سیر جو کی روٹیاں کچھ پنیر اور تھوڑے خرمے بیگماں

اس ضیافت کا ولیمہ نام ہے
اور یہ دعوت سُنت اسلام ہے

سب کو اس کی راہ چلنا چاہیئے
اور بری رسموں سے بچنا چاہیئے

جہیز

فاطمہ زہرا کا جس دن عقد تھا
سن لو ان کے ساتھ کیا کیا نقد تھا

ایک چادر سترہ پیوند کی
مصطفیٰ ﷺ نے اپنی دختر کو جو دی

ایک توشک جس کا چمڑے کا غلاف
ایک تکیہ ایک ایسا ہی لحاف

جس کے اندر اون نہ ریشم روئی
بلکہ اس میں چھال خرمے کی بھری

ایک چکی پینے کے واسطے
ایک مشکیزہ تھا پانی کے لئے

ایک لکڑی کا پیالہ ساتھ میں
نقری کنگن کی جوڑی ہاتھ میں

اور گلے میں ہار ہاتھی دانت کا
ایک جوڑا بھی کھڑاؤں کا دیا

شاہزادی سید الکونین کی
بے سواری ہی علی کے گھر گئی

واسطے جن کے بنے دونوں جہاں
ان کے گھر تھیں سیدھی سادی شادیاں

اس جہیز پاک پر لاکھوں سلام
صاحب لولاک پر لاکھوں سلام

ہدایت:

نکاح کے بعد کبھی شوہر بیوی میں نا اتفاقی ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے شوہر عورت کی صورت سے بیزار ہوتا ہے اور عورت شوہر کے نام سے گھبراتی ہے جس میں کبھی تو قصور عورت کا ہوتا ہے کبھی مرد کا۔ مرد تو دوسرا نکاح کر لیتا ہے اور اپنی زندگی آرام سے گزارتا ہے مگر بے چاری عورت ہی نہیں بلکہ اس کے میکے والوں تک کی زندگی تلخ ہو جاتی ہے جس کا دن رات تجربہ ہو رہا ہے۔ لڑکی والے رو رہے ہیں۔

کبھی مرد غائب یا دیوانہ پاگل ہو جاتا ہے جس کی طلاق کا شرعاً اعتبار نہیں۔ بعض لیڈران قوم نے اس کا یہ
علاج سوچا کہ فسخ نکاح کا قانون بنوا دیا لیکن اس قانون سے بھی شرعاً نکاح نہیں ٹوٹتا۔ طلاق شوہر دے تب
ہی ہو سکتی ہے۔ بعض عقلمند لوگوں نے یہ تدبیر سوچی کہ بڑے بڑے مہر بندھوائے پچاس ہزار ایک لاکھ
روپیہ یا اپنی لڑکیوں کے نام دولہا سے مکان یا جائیداد لکھوائی مگر یہ علاج بھی مفید ثابت نہ ہوا کیونکہ اتنے
بڑے مہر کے وصول کرنے کے لئے عورت کے پاس کافی روپیہ چاہیے اور بہت دفعہ ایسا ہوا کہ مقدمہ
چلا۔ شوہر نے ادائے مہر کے جھوٹے گواہ کھڑے کر دیئے کہ میں نے مہر دے دیا ہے یا اس نے معاف کر
دیا ہے اس کی بھی مثالیں موجود ہیں اگر کوئی مکان وغیرہ نام کرا لیا تو بھی بیکار کیونکہ جب مرد عورت سے
آنکھ پھیر لیتا ہے تو پھر مکان یا تھوڑی زمین کی پرواہ نہیں کرتا اگر وہ مکان چھوڑ بیٹھے تو کیا عورت مکان
چاٹے گی۔ ایسے ہی اگر شوہر سے کچھ ماہوار تنخواہ لکھوالی تو اولاً تو وصول کرنا مشکل، اگر شوہر غائب ہو گیا یا وہ
غریب آدمی ہے تو کس طرح ادا کرے اور اگر تنخواہ ملتی بھی رہی تو جوانی کی عمر کیوں کر گزارے۔ دوستو! یہ
سارے علاج غلط ہیں۔ اس کا صرف ایک علاج ہے وہ یہ کہ نکاح کے وقت کابین نامہ شوہر سے لکھوا لیا
جائے۔ کابین نامہ یہ ہے کہ ایک تحریر لکھی جائے جس میں شوہر کی طرف سے لکھا ہو کہ اگر میں لاپتہ ہو جاؤں یا
اس بیوی کی موجودگی میں دوسرا نکاح کر کے اس پر ظلم کروں یا اس کے حقوق شرعی ادا نہ کروں وغیرہ
وغیرہ تو اس عورت کو طلاق بائنہ لینے کا حق ہے لیکن یہ تحریر نکاح کے ایجاب و قبول کے بعد کرائی جائے یا
نکاح خواں قاضی ایجاب تو مرد کی طرف سے کرے اور عورت اس شرط پر قبول کرے کہ مجھ کو فلاں فلاں
صورت میں طلاق لینے کا حق ہوگا اور مختار پھر ان شاء اللہ عزوجل! شوہر کسی قسم کی بدسلوکی نہ کر سکے گا اور اگر
کرے تو عورت خود طلاق لے کر مرد سے آزاد ہو سکے۔

اس میں شرعاً کچھ حرج نہیں اور یہ علاج بہت مفید ثابت ہوا۔ اس سے یہ مقصود نہیں ہے کہ
مسلمانوں کے گھر بگڑیں بلکہ میں یہ چاہتا ہوں کہ بگڑنے سے بچیں مرد اس ڈر سے عورتیں کے ساتھ بدسلوکی

کرنے سے باز رہیں۔

دوسری ہدایت:

پنجاب اور کاٹھیاواڑ میں طلاق کا بہت رواج ہے۔ معمولی سی باتوں پر تین طلاقیں دے دیتے ہیں اور پھر بعد میں پچھتا کر مفتی صاحب کے پاس روتے ہوئے آتے ہیں کہ مولوی صاحب خدا کے لئے کوئی صورت نکالو کہ میری بیوی پھر نکاح میں آجائے میں چونکہ فتوؤں کا کام کرتا ہوں اس لئے مجھے ان واقعات سے بہت سابقہ پڑتا رہتا ہے پھر بہانہ یہ بتاتے ہیں کہ غصہ میں ایسا ہوگیا۔

دوستو! طلاق غصہ میں ہی دی جاتی ہے، خوشی میں کون دیتا ہے پھر یہ حیلہ کرتے ہیں کہ وہابیوں سے مسئلہ لکھواتے ہیں کہ ایک دم تین طلاقیں ایک طلاق ہوتی ہے اس میں رجوع جائز ہے۔ دوستو! یہ حیلہ بہانہ بالکل بے کار ہے اگر تم وہابی کیا عیسائی آریہ سے بھی لکھوالاؤ کہ طلاق نہ ہوئی۔ کیا اس سے شرعی حکم بدل جائے گا ہرگز نہیں (اس کی تحقیق کہ طلاقیں ایک ہوتی ہیں یا نہیں ہمارے فتاوی میں دیکھو جس میں اس مسئلہ کی پوری تحقیق کر دی گئی ہے اور مسلم کی حدیث سے جو دھوکا دیا جاتا ہے اس کو بھی صاف کر دیا گیا ہے لہٰذا میرا مشورہ یہ ہے کہ اوّل تو طلاق کا نام ہی نہ لو، یہ بہت بری چیز ہے" اَبْغَضُ الْمُبَاحَاتِ الطَّلَاقُ" (یعنی جائز چیزوں میں سب سے ناپسندیدہ شے طلاق ہے)۔

خوب اچھی طرح کپڑے خراب کرنے کی کوشش کرتے ہیں وہ اپنا بچاؤ کرتے ہیں اس میں خوب دل لگی رہتی ہے جب اس شیطانی رسم سے نجات ہوئی تب کھانا کھلایا۔

بعد ظہر ایک چوکی پر دولہا، دلہن، آمنے سامنے بیٹھے وہ لڈو جو دولہا کی طرف سے لائے گئے ہیں آس پاس پھکوائے گئے یعنی دولہا نے دولہن کی طرف پھینکا اور دلہن نے دولہا کی طرف جب سات چکر پورے ہو گئے تب وہ طوفان بدتمیزی برپا ہوتا ہے کہ شیطان بھی دم دبا کر بھاگ جائے۔ وہ ترکاریاں اور آلو، شلغم، بینگن وغیرہ جو دولہا والے ساتھ لائے تھے اب ان کے دو حصے کئے جاتے ہیں ایک حصہ دولہا

والوں کا اور دوسرا حصہ دلہن والوں کا پھر ایک دوسرے کو اس سے مار لگاتے ہیں اس کے بعد جو اور ترقی ہوتی ہے وہ بیان کے قابل نہیں یہ تو چوتھی ہوئی اب آگے چلئے جب دلہن کو واپس سسرال لے گئے۔ تب کنگنا کھولنے کی رسم ادا ہوئی وہ اس طرح کہ دلہن سے کنگنا کھلوایا گیا۔ ادھر سے دولہا نے اس کی گانٹھیں سخت کر رکھی ہیں ادھر سے دلہن کی پوری کوشش ہے کہ اس کو کھول ڈالے جب یہ بمشکل تمام کھولا جا چکا تب آپس میں ایک دوسرے پر پانی پھینکا اور اس میں بڑا اہر (یعنی گروہ) وہ مانا جاتا ہے جو کسی شریف آدمی کو دھوکے سے بلا کر اس کو بھگو دے اور جب وہ خفا ہو تو ادھر سے خوشی میں تالیاں بجیں۔ سہرا کھولنے کی یہ رسم ہے کہ جب سہرا کھولا گیا تو کسی قریب کے دریا میں اور اگر دریا موجود نہ ہو تو کسی تالاب میں اگر تالاب بھی نہ تو کسی غیر آباد کنوئیں میں ڈال دیا جائے مگر یہ سہرا اگر ڈالنے کے لئے عورتیں جائیں تو گاتی بجاتی ہوئی اور واپس ہوں تو گاتی بجاتی ہوئی اور اگر مرد جا کر ڈالیں تو پڑھے لکھے تو ویسے ہی پھینک آتے ہیں اور جاہل لوگ دریا کو سلام کر کے اس میں ڈالتے ہیں پھر کچھ میٹھے چاول پکا کر خواجہ خضر کی فاتحہ نیاز ہوتی ہے، لیجئے جناب آج ان رسموں نے پیچھا چھوڑا۔

ان رسموں کی خرابیاں:

یہ رسمیں ساری ہندوانی ہیں جس میں عورتوں مردوں کا اختلاط یعنی میل جول ہے یہ بھی حرام اور کھیر اور ترکاریوں کی بربادی ہے یہ بھی حرام ہے، مسلمانوں کے کپڑے خراب کر کے ان کو تکلیف پہنچانی یہ بھی حرام پھر چوتھی میں ایک دوسرے کی مرمت کرنا ایذا دینا یہ بھی حرام کہ اس میں دل شکنی بھی ہے اور سر شکنی بھی دریا کو اور پانی کو سلام کرنا یہ بھی حرام بلکہ مشرکوں کا کام ہے گانا بجانا یہ بھی حرام ہے۔

ان کی اصلاح:

ان رسموں کی اصلاح یہ ہے کہ از اوّل تا آخر یہ تمام رسمیں بالکل بند کر دی جائیں، بعض جگہ یہ بھی

رواج ہے کہ دلہن سُسرال میں کام نہیں کرتی اور جب پہلا کام کرتی ہے تو اس سے پوریاں پکوا کر تقسیم کرائی جاتی ہیں یہ بھی بالکل فضول ہے اس سے کوئی فائدہ نہیں اگر اس وقت برکت کیلئے اس کے ہاتھ کا پہلا کھانا پکوا کر حضور غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فاتحہ دی جائے تاکہ برکت رہے تو بہت ہی اچھا ہے۔

دوسری ہدایات:

سُسرال کی لڑائیاں چند وجہ سے ہوتی ہیں. کبھی تو دلہن تیز زبان اور گستاخ ہوتی ہے ساس نند کو سخت جواب دیتی ہے اس لئے لڑائی ہوتی ہے. کبھی شوہر کی چیزوں کو حقیر جانتی ہے اور وہاں اپنے میکے کی بڑائی کرتی رہتی ہے کہ میرے باپ کے گھر یہ تھا وہ تھا کبھی ساس نندیں دلہن کے ماں باپ کو اس کی موجودگی میں بُرا بھلا کہتی ہیں،، جس کو وہ برداشت نہیں کرسکتی، کبھی میکے بھیجنے پر جھگڑا ہوتا ہے کہ دلہن کہتی ہے کہ میں میکے جاؤں گی سسرال والے نہیں بھیجتے پھر دلہن اپنی تکلیفیں اپنے میکے والوں سے جا کر کہتی ہے تو وہ اس کی طرف سے لڑائی کرتے ہیں یہ ایسی آگ لگتی ہے بجھائے نہیں بجھتی. کبھی ساس نندیں بلاوجہ دلہن پر بدگمانی کرتی ہیں کہ ہماری دلہن چیزوں کی چوری کر کے میکے پہنچاتی ہے۔

یہ وہ شکایات ہیں جنکی وجہ سے ہمارے یہاں خانہ جنگیاں رہتی ہیں اور ان شکایات کی جڑ یہ ہے کہ ایک دوسرے کے حقوق سے بے خبر ہیں۔ دلہن کو نہیں معلوم کہ مجھ پر شوہر اور ساس کے کیا حق ہیں اور ساس اور شوہر کو نہیں خبر کہ ہم پر دلہن کے کیا حق ہیں؟ ساسوں اور شوہروں کو یہ خیال چاہے کہ نئی دلہن ایک قسم کی چڑیا ہے جو ابھی ابھی قفس (پنجرے) میں پھنسی ہے تو پھڑ پھڑاتی بھی ہے اور بھاگنے کی بھی کوشش کرتی ہے مگر شکاری اور پالنے والا اس کو کھانے پانی کا لالچ دے کر پیار کر کے بہلاتا اور اس کے دل لگانے کی کوشش کرتا ہے پھر آہستہ آہستہ اُس کا دل لگ جاتا ہے اسی طرح ساس، نندوں اور شوہروں کو چاہے کہ اس کے ساتھ ایسا اچھا برتاوا کریں کہ وہ جلد ان سے مل جل جائے۔ دوستو، چار دن

توقیر کے بھی بھاری ہوتے ہیں اور خیال رکھو کہ لڑکی سب کچھ سن سکتی ہے مگر اپنے ماں باپ بہن بھائی کی برائی نہیں سن سکتی، اسکے سامنے اس کے ماں باپ کو ہر گز برُا نہ کہو، دیکھو ابو جہل کا فرزند عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب ایمان لائے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو حکم دیا کہ عکرمہ کے سامنے کوئی بھی ان کے باپ ابو جہل کو برا نہ کہے۔

(مدارج النبوت، قسم سوم باب، ہفتم، ذکر عکرمہ بن ابی جہل، ج ۲، ص ۲۹۸)

یہ کیوں تھا صرف اسلئے کہ ہر شخص کی فطری عادت ہے کہ اپنے ماں باپ کی برائی نہ سن سکے، اگر لڑکی کو کسی کام کاج میں مہارت نہ ہو تو آہستگی سے سکھالیں غرضیکہ اس کے ساتھ وہ سلوک کریں جو اپنی اولاد سے کرتے ہیں یا اپنی بیٹی کیلئے ہم خود چاہتے ہیں وہ بھی تو کسی کی بچی ہے جو چیز اپنی بچی کیلئے گوارا نہ کرو وہ دوسرے کی بچی سے بھی گوارا نہ کرو اور کسی پر بلاوجہ بدگمانی کرنا حرام ہے۔ اس بدگمانی نے صدہا گھروں کو تباہ کرڈالا، دلہنوں کو چاہیے کہ اس کا خیال رکھیں کہ زبان شیریں سے ملک گیری ہوتی ہے۔ نرم زبان سے انسان جانوروں کو قبضے میں کرلیتا ہے یہ ساس، نندیں تو پھر انسان ہیں خیال رکھو کہ قدرت نے پکڑنے کیلئے دو ہاتھ، چلنے کیلئے دو پاؤں، دیکھنے کیلئے دو آنکھیں اور سننے کیلئے دو کان دیئے ہیں مگر بولنے کیلئے زبان صرف ایک ہی دی جس کا مقصد صرف یہ ہے کہ بولو کم مگر کام زیادہ کرو، اگر تم اپنے ماں باپ کی بڑائی سب کو جتلاتی پھرو تو بیکار ہے لطف تو جب ہے کہ تمہاری رفتار گفتار خوش خلقی کام دھندا اچھے اخلاق ایسے ہوں کہ ساس نند اور شوہر یا کہ ہر دیکھنے والا تم کو دیکھ کر تمہارے ماں باپ کی تعریف کریں کہ دیکھو تو لڑکی کو کیسی عمدہ تعلیم تربیت دی ہے سسرال میں کیسی ہی لڑائی ہو جائے ماں باپ کو ہر گز اس کی خبر نہ کرو، اگر کوئی بات تمہاری مرضی کے خلاف بھی ہو جائے تو صبر سے کام لو کچھ دنوں میں یہ ساس سسر نندیں اور شوہر سب تمہاری مرضی پر چلیں گے۔ ہم نے وہ لائق شریف لڑکیاں بھی دیکھی ہیں جنہوں نے سسرال میں پہلے کچھ دشواری اٹھائی پھر اپنے اپنے اخلاق سے سسرال والوں کو ایسا گرویدہ

بنالیا کہ انہوں نے سارے کے سارے اختیار دلہن کو دے دیئے اور کہنے لگے کہ بیٹی گھر بار تو جانے، ہم کو تو دو وقت جو تیرا جی چاہے پکا کر دے دیا کرو اور خیال رہے کہ تمہارے شوہر کی رضا میں اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی رضامندی ہے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر خدا کے سوا کسی کو سجدہ کرنا جائز ہوتا تو میں عورتوں کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہروں کو سجدہ کریں۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب النکاح، باب حق الزوج علی المراۃ، الحدیث ۱۸۵۳، ج ۲، ص ۴۱۱)

(وسنن ابی داؤد، کتاب النکاح، باب فی حق الزوج علی المراۃ، الحدیث ۲۱۴۰، ج ۲، ص ۳۵۵)

اور اے شوہرو! تم یاد رکھو کہ دنیا میں انسان کے چار باپ ہوتے ہیں ایک تو نسبتی باپ، دوسرے اپنا سسر تیسرے اپنا استاد، چوتھے اپنا پیر۔ اگر تم نے اپنے سسر کو برا کہا تو سمجھ لو کہ اپنے باپ کو برا کہا، حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے، "بہت کامیاب شخص وہ ہے جس کی بیوی بچے اس سے راضی ہوں۔"

خیال رکھو کہ تمہاری بیوی نے صرف تمہاری وجہ سے اپنے سارے میکے کو چھوڑا۔ بلکہ بعض صورتوں میں دیس چھوڑ کر تمہارے ساتھ پردیسی بنی اگر تم بھی اس کو آنکھیں دکھاؤ تو وہ کس کی ہو کر رہے تمہارے ذمہ ماں باپ، بھائی بہن، بیوی بچے سب کے حق ہیں کسی کے حق میں کسی کے حق کے ادا کرنے میں غفلت نہ کرو اور کوشش کرو کہ دنیا سے بندوں کے حق کا بوجھ اپنے پر نہ لے جاؤ، خدا کے تو ہم سب گنہگار ہیں مگر مخلوق کے گنہگار نہ بنیں، حق تعالیٰ میرے ان ٹوٹے پھوٹے لفظوں میں تاثیر دے اور مسلمانوں کے گھروں میں اتفاق پیدا فرمادے، اور جو کوئی اس رسالے سے فائدہ اٹھائے وہ مجھ فقیر کیلئے دعائے مغفرت اور حُسنِ خاتمہ کرے۔

دو باتیں اور بھی یاد رکھو! ایک تو یہ کہ جیسا تم اپنے ماں باپ سے سلوک کرو گے ویسا ہی تمہاری اولاد تمہارے ساتھ سلوک کرے گی، جیسا کہ تم دوسرے کی اولاد کے ساتھ کرو گی ویسا ہی دوسرے تمہاری

اولاد سے سلوک کریں گے یعنی اگر تم اپنے ساس سسر کو گالیاں دو گے تمہارے داماد تم کو دیں گے۔

دوسرے یہ کہ حدیث شریف میں ہے کہ "قرابت داروں سے سلوک کرنے سے عمر اور مال بڑھتے ہیں"۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی پاک معلوم کرنے کیلئے حضور پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی سوانح عمریاں پڑھیں، جن سے پتہ لگے کہ اہل قرابت کے ساتھ کیسا برتاوا کرنا چاہیے۔

ازدواجی زندگی کے آداب

اچھی تربیت کے لئے نصیحتوں کا مدنی گلدستہ پیش کرتے ہوے امامِ اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں؛

(1) اپنی شریکِ حیات سے بستر میں زیادہ گفتگو نہ کرنا، بوقتِ ضرورت اور بقدرِ ضرورت بات پر ہی اکتفاء کرنا۔

(2) عورت سے زیادہ جماع کرنے اور اس کو زیادہ چھونے سے اجتناب کرنا۔

(3)۔جماع سے قبل اللہ عَزَّ وَجَلَّ کا ذکر کرنا پھر اس سے ہم بستری کرنا۔

(4) اپنی بیوی کے سامنے دوسروں کی عورتوں اور نوکرانیوں کا ذکر نہ کرنا کیونکہ اس طرح وہ تجھ سے بے پرواہ ہو جائے گی۔اور ہوسکتا ہے کہ جب تو اس کے سامنے دوسری عورتوں کا تذکرہ کرے تو وہ بھی تجھ سے دوسرے مردوں کا ذکر کرنے لگے۔

(5) اگر ہو سکے تو ایسی عورت سے شادی نہ کرنا جو بیوہ ہو یا جس کے ماں باپ ہوں یا جس کی پہلے سے اولاد ہو اور اگر ایسی عورت سے نکاح کرنا پڑے تو یہ شرط رکھ لینا کہ اس کے قریبی رشتے دار اس سے (بکثرت) نہیں ملیں گے۔

(6) اگر عورت مال دار ہوئی تو اس کا باپ دعویٰ کرے گا کہ تیری بیوی کے پاس موجود مال میرا ہے میں نے اسے عاریتاً دیا تھا (اس کا مطلب یہ ہوگا کہ تم ہمارے ٹکڑوں پر پل رہے ہو اور یہ بات تمہیں ناگوار گزرے گی)۔

(7)۔جس قدر ممکن ہو اپنے سُسرال جانے سے احتراز کرنا۔

(8)۔ہرگز گھر داماد بننے (یعنی سُسرال کے ہاں رہنے) پر راضی نہ ہونا اس لئے کہ اگر تو ان

کے پاس رہنے لگا تو وہ مال کی لالچ میں تجھ سے تیرا مال لے لیں گے اور اس کا دوسرا نقصان یہ ہوگا کہ تیری بیوی تیرے اَخلاق وعادات میں نہ ڈھل سکے گی۔

(9اولاد والی عورت سے نکاح نہ کرنا کیونکہ وہ اپنا سارا مال ان کے لئے جمع کر رکھے گی اور چونکہ اس کو اپنی اولاد تجھ سے زیادہ عزیز ہوگی جس کی وجہ سے وہ تیرا مال چرا چرا کر ان پر خرچ کرے گی۔

(10ایک گھر میں دو بیویوں کو جمع کرنے سے گریز کرنا۔

((11۔نکاح سے پہلے اس بات کی مکمل طور پر تسلّی کر لینا کہ تم اپنی بیوی کی تمام حاجات وضروریات پوری کر سکتے ہو۔

(امامِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وصیتیں)

منگنی اور شادی کے موقع پر ناجائز رسومات سے بچے:

ہمارے معاشرے میں منگنی اور شادی کے موقع پر مختلف رسومات ادا کرنے کا بہت زیادہ رواج ہے۔ پھر ہر علاقے، ہر قوم اور ہر خاندان کی اپنی مخصوص رسوم ہوتی ہیں۔ چونکہ یہ رسوم محض عرف کی بنیاد پر ادا کی جاتی ہیں اور کوئی بھی انہیں فرض وواجب تصور نہیں کرتا لہٰذا جب تک کسی رسم میں کوئی شرعی قباحت نہ پائی جائے اسے حرام وناجائز نہیں کہہ سکتے۔ چنانچہ رسوم کی پابندی اسی حد تک کی جاسکتی ہے کہ کسی فعل حِرام میں مبتلا نہ ہونا پڑے مگر بعض لوگ اس قدر پابندی کرتے ہیں کہ ناجائز فعل کرنا پڑے تو پڑے مگر رسم کا چھوڑنا گوارا نہیں مثلاً لڑکی جوان ہے اور رسوم ادا کرنے کو روپیہ نہیں تو یہ نہ ہوگا کہ رسوم چھوڑ دیں اور نکاح کر دیں کہ سبکدوش ہو جائیں اور فتنہ کا دروازہ بند ہو بلکہ سُود جیسی لعنت کو گلے لگانے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ

(ماخوذ از بہار شریعت، حصہ ہفتم، ص ۹۴)

پیارے بھائیو!

کثیر رسومات ایسی ہوتی ہیں جوکہ شرعاً ناجائز ہوتی ہیں مثلاً اس مرد وعورت کا بے پردہ اختلاط ہوتا ہے یا وہ رسم کسی مسلمان کی دل آزاری پر مشتمل ہوتی ہے علیٰ ھذا القیاس لیکن حیاء شرم کو بالائے طاق رکھ کر ان رسومات کو ضرور پورا کیا جاتا ہے۔ مثلاً

اکثر گھروں میں رواج ہے کہ شادی کے ایام میں رشتہ دار اور محلے کی عورتیں جمع ہوکر ڈھولک بجاتی اور گیت گاتی ہیں یہ حرام ہے کہ اولاً ڈھول بجانا ہی حرام پھر عورتوں کا گانا مزید یہ کہ عورت کی آواز نا محرموں کو پہنچانا اور وہ بھی گانے کی اور وہ بھی عشق وہجر ووصال کے اشعار یا گیت۔ جو عورتیں اپنے گھروں میں بات کرتے وقت گھر سے باہر آواز جانے کو معیوب جانتی ہیں ایسے موقعوں پر وہ بھی شریک ہوجاتی ہیں گویا ان کے نزدیک گانا کوئی عیب ہی نہیں کتنی ہی دور تک آواز جائے کوئی حرج نہیں نیز ایسے گانے میں جوان کنواری لڑکیاں بھی شریک ہوتی ہیں۔

ایسے اشعار پڑھنا یا سننا کس حد تک ان کے دبے ہوئے جوش کو ابھارے گا اور کیسے کیسے ولولے پیدا کرے گا اور اخلاق وعادات پر اس کا کہاں تک اثر پڑے گا یہ باتیں ایسی نہیں جن کے سمجھانے کی ضرورت ہو یا ثبوت پیش کرنے کی حاجت ہو (ماخوذ از بہار شریعت حصہ ہفتم ص 95)

اسی طرح مہندی کی رسم بھی ہے جس میں نوجوان لڑکیاں زرق برق لباس پہنے خوب بن سنور کر بے پردہ حالت میں بازاروں اور گلیوں میں سے مہندی کے تھال لئے ہوئے گزرتی ہیں اور پھر دلہن یا دولہا کے گھر جاکر ناچ گانے کی ''پرائیویٹ'' محفل سجاتی ہیں اور طرح طرح کے فتنوں کے پیدائش کا ذریعہ بنتی ہیں۔ اے کاش! ایسی اسلامی بہنوں کو چادرِ حیاء نصیب ہوجائے اور وہ اس بے ہودہ رسم سے باز آجائیں۔

اسی پر بس نہیں بلکہ اب تو باقاعدہ فنکشن کا اہتمام کیا جاتا ہے جس میں ساز وآلات کے ساتھ

گلوکاروں اور گلوکاراؤں سے اسپیکر پر گانے سنے جاتے ہیں اور طوائفوں کا ناچ دیکھا جاتا ہے اور ہاتھ پیٹ پیٹ کر تالیوں کی صورت میں انہیں "داد" بھی دی جاتی ہے۔ اس قسم کی محافل میں جن فواحش و بدکاریوں اور مخرب اخلاق باتوں کا اجتماع ہوتا ہے ان کے بیان کی حاجت نہیں۔ معاذ اللہ عزوجل ماں باپ، بیٹا بیٹی، بھائی بہن ایک ساتھ ان خوشیوں میں مگن ہوتے ہیں اور "حیا" دُور کھڑی شرم سے پانی پانی ہو رہی ہوتی ہے۔ ایسی ہی محفلوں کی وجہ سے اکثر نوجوان آوارہ ہو جاتے ہیں اور اپنا دھن دولت برباد کر بیٹھتے ہیں۔ انہیں طوائف سے محبت اور اپنی زوجہ سے نفرت پیدا ہو جاتی ہے۔

منگنی شادی کے وعدہ کا نام ہے۔ لیکن اس موقع پر بھی بے ہودہ رسموں کا انعقاد ضروری سمجھا جاتا ہے۔ جن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ لڑکا خود اپنے ہاتھوں سے اپنی منگیتر کے ہاتھ میں انگوٹھی پہناتا ہے۔

مرد کو سر اور داڑھی کے بالوں کے سوا مہندی لگانا ناجائز ہے مگر اکثر دولہے اپنے ہاتھ بلکہ پاؤں کو بھی مہندی سے رنگے ہوئے ہوتے ہیں۔

(ماخوذ از بہارِ شریعت، حصہ ہفتم، ص ۹۵)

بینڈ باجے والے بلوائے جاتے ہیں جو بارات کی آمد کے موقع پر اپنے فن کا مظاہرہ کرتے ہیں اور ساز و آلات بجانے کے گناہ کمانے کے ساتھ ساتھ سوئے ہوئے مسلمانوں اور مریضوں کو اذیت بھی پہنچاتے ہیں۔

رخصتی کے موقع پر دُودھ پلائی کی رسم ادا کی جاتی ہے۔ جس میں دولہے کو نامحرم خواتین کے مجمع میں بلایا جاتا ہے۔ اس کے دوست ایسے موقع پر اسے تنہا نہیں چھوڑتے اور اس کے ساتھ ہی تشریف لاتے ہیں۔ پھر کوئی نامحرم نوجوان لڑکی اپنی ہمجولیوں کے جھرمٹ میں "بڑی محبت سے" دولہے کو دودھ کا گلاس پیش کرتی ہے اور پھر "ہلہ گلہ" ہوتا ہے اور دولہا کے دوست نامحرم عورتوں کے ساتھ "ہنسی مذاق" کا شغل کرتے ہیں، پھر آخر میں دولہے سے دودھ پلائی کا مطالبہ کیا جاتا ہے جو عموماً اس کی حیثیت سے کئی

گناز ائد ہوتی ہے ایسے موقع پر بے پردگی کے علاوہ بھی بہت تکلیف دہ مناظر دکھائی دیتے ہیں۔

آتش بازی حرام اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے مگر بعض لوگ ان کاموں کا اتنا اہتمام کرتے ہیں کہ یہ نہ ہوں تو گویا شادی ہی نہ ہوئی بلکہ بعض تو اتنے بیباک ہوتے ہیں کہ اگر شادی میں یہ حرام کام نہ ہوں تو اسے غمی اور جنازہ سے تعبیر کرتے ہیں۔ یہ خیال نہیں کرتے کہ ایک تو گناہ اور شریعت کی مخالفت ہے، دوسرے مال ضائع کرنا، تیسرے تمام تماشائیوں کے گناہ کا یہی سبب ہے اور سب کے مجموعہ کے برابر اس پر گناہ کا بوجھ۔ مگر آہ! ایک وقتی خوشی میں یہ سب کچھ کرلیا جاتا ہے۔ مسلمان ہونے کی حیثیت سے ہم پر لازم ہے کہ اپنے ہر کام کو شریعت کے موافق کریں۔

اللہ ورسول عزوجل وصلّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم کی مخالفت سے بچیں اسی میں دین ودنیا کی بھلائی ہے۔

(ماخوذ از بہار شریعت، حصہ ہفتم، ص ۹۵)

تربیتِ اولاد

اسے دیکھ لو

حکیم الامت حضرتِ سیّدُ نا مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ رحمۃ اللہ القوی اس حدیث کہ "ایک شخص نبیِّ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا بولا میں نے ایک انصاری عورت سے نکاح کرلینا ہے۔ فرمایا: اسے دیکھ لو کیونکہ انصار کی آنکھ میں کچھ ہوتا ہے۔" کی شرح میں فرماتے ہیں: "دیکھنے سے مراد چہرہ دیکھنا ہے کہ حسن و قبح (یعنی خوبصورت و بدصورت ہونا) چہرے ہی میں ہوتا ہے اور اس سے مراد وہی صورت ہے جو ابھی عرض کی گئی یعنی کسی بہانہ سے دیکھ لینا یا کسی معتبر عورت سے دکھوا لینا نہ کہ باقاعدہ عورت کا انٹرویو کرنا جیسا کہ آج کل کے بے دینوں نے سمجھا۔"

(مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۵، ص ۱۲)

جنتی عورتیں

حضرتِ سیدنا اَنس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ عزوجل کے مَحبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے فرمایا کہ "کیا میں تمہیں نہ بتاؤں کہ تم میں سے کون سے مرد جنت میں ہوں گے؟" ہم نے عرض کیا "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ضرور ارشاد فرمائیے۔" فرمایا کہ "ہر نبی جنت میں ہوگا، ہر صدیق جنت میں ہوگا، جو شخص صرف اللہ عزوجل کی رضا کے لئے اپنے کسی بھائی سے ملنے شہر کے مضافات میں جائے وہ جنت میں ہوگا۔" پھر فرمایا "اور کیا میں تمہیں نہ بتاؤں کہ تمہاری عورتوں میں سے کون سی عورتیں جنت میں ہوں گی؟" ہم نے عرض کیا "یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! ضرور ارشاد فرمائیے۔" فرمایا کہ "ہر محبت کرنے والی اور زیادہ بچے جننے والی عورت کہ جب اسے

غصہ دلایا جائے یا اس کا شوہر اس سے ناراض ہو تو وہ کہے کہ میرا یہ ہاتھ تیرے ہاتھ میں ہے جب تک تو راضی نہ ہو گا میں سوؤں گی نہیں''۔

(المعجم الکبیر، باب الف، رقم ۱۷۴۳، ج ۱، ص ۲۷۴)

شوہر کی فرمانبرداری

حضرتِ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک صحابیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْ وَر، دو جہاں کے تاجور، سلطانِ بَحرو بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کے پاس عورتوں کی طرف سے نمائندہ بن کر حاضر ہوئی ہوں۔ان میں سے ہر عورت خواہ وہ میرے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے کو جانتی ہو یا نہ جانتی ہو مگر وہ اسے پسند ضرور کرتی ہوگی۔اللہ عزوجل مرد و عورت دونوں کا رب اور خدا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم مرد و عورت دونوں کی طرف اللہ عزوجل کے بھیجے ہوئے رسول ہیں۔اللہ عزوجل نے مردوں پر جہاد فرض کیا ہے اگر وہ اس میں زخمی ہوتے ہیں تو غنیمت پاتے ہیں اور اگر شہید ہو جائیں تو اپنے رب عزوجل کے پاس زندہ ہوتے ہیں اور انہیں رزق دیا جاتا ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں ایسا عمل ارشاد فرمائیے جو ان کے اس عمل کے مساوی ہو''۔

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ''وہ عمل عورت کا اپنے شوہر کی اطاعت کرنا اور اس کے حقوق کو پہچاننا ہے اور تم میں سے بہت کم عورتیں ہیں جو ایسا کرتی ہیں''۔

ایک روایت میں ہے کہ ایک عورت نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں عورتوں کی طرف سے نمائندہ بن کر حاضر ہوئی ہوں، اللہ عزوجل نے مردوں پر جہاد فرض فرمایا ہے اگر یہ زخمی ہوں تو اجر پائیں اور اگر شہید ہو جائیں تو اپنے رب عزوجل کے پاس زندہ رہیں اور رزق دیئے جائیں اور ہم عورتیں ان کے گھر کی دیکھ بھال کرتی ہیں لہذا ہمارے لئے اس میں کیا اجر ہے؟'' تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم جس عورت سے بھی ملو تو اسے

بتادو کہ شوہر کی فرمانبرداری کرنا اور اس کے حق کو پہچاننا جہاد کے برابر ہے اور تم میں سے بہت کم عورتیں ایسا کرتی ہیں۔"

(الترغیب والترھیب، کتاب النکاح، باب الزوج فی الوفاء بحق زوجتہ، رقم ۱۷، ج ۳، ص ۳۴)

تمہاری جنت اور تمہاری جہنم

حضرتِ حُصَین بن مِحْصَن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میری پھوپھی شہنشاہِ خوش خصال، پیکرِ حُسن وجمال،، دافعِ رنج ومَلال، صاحبِ جُود ونوال، رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وٰالہٖ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا،"کیا تم شادی شدہ ہو؟"انھوں نے عرض کیا،"جی ہاں!" آپ نے دریافت فرمایا،"تمہارا اپنے شوہر کے ساتھ رویہ کیسا ہے؟"عرض کیا کہ"میں اس کے حقوق پورے کرنے میں کوئی کمی نہیں کرتی مگر جس سے میں عاجز آجاؤں۔"ارشاد فرمایا،"تم اس سے جیسا بھی رویہ اختیار کرو وہی تمہاری جنت اور تمہاری جہنم ہے۔"

(مسند احمد بن حنبل، مسند حصین بن محصن، رقم ۱۹۰۲۵، ج ۷، ص ۲۱ بتغیر ما)

مرتے وقت شوہر راضی

حضرتِ سیدتنا ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں خاتمُ المُرسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمین، شفیعُ المذنبین، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین، مَحبوبِ ربُّ العلمین، جنابِ صادق وامین صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وٰالہٖ وسلّم نے فرمایا کہ"جس عورت کے مرتے وقت اس کا شوہر اس سے راضی ہو وہ جنت میں داخل ہوگی۔"

(ترمذی، کتاب الرضاع، باب فی حق الزوج، رقم ۱۱۶۴، ج ۲، ص ۳۸۶)

شادی کی پہلی رات:

حضرتِ سیدُنا علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللہُ تعالیٰ وَجْہَہُ الکَرِیم حضرتِ سیدتُنا فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے

محبت بھری گفتگو کرنے لگے یہاں تک کہ جب رات کا اندھیرا چھا گیا تو وہ رونے لگیں۔ حضرتِ سیّدُ نا علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللہُ تعالٰی وَجْہَہ، الکَرِیم نے پوچھا: ''اے تمام عورتوں کی سردار! کیا آپ خوش نہیں کہ میں آپ کا شوہر ہوں اور آپ میری بیوی ہیں؟'' کہنے لگیں: ''میں کیونکر راضی نہ ہوں گی، آپ تو میری رضا بلکہ اس سے بھی بڑھ کر ہیں، میں تو اپنی اس حالت و معاملے کے متعلق سوچ رہی ہوں کہ جب میری عمر بیت جائے گی اور مجھے قبر میں داخل کر دیا جائے گا، آج میرا عزت و فخر کے بستر میں داخل ہونا کل قبر میں داخل ہونے کی مانند ہے۔ آج رات ہم اپنے رب عَزَّ وَجَلَّ کی بارگاہ میں کھڑے ہو کر عبادت کریں گے کہ وہی عبادت کا زیادہ حق رکھتا ہے۔'' اس کے بعد وہ دونوں عبادت کی جگہ کھڑے ہو کر ربِّ قدیر عَزَّ وَجَلَّ کی عبادت کرنے لگے۔

اللہ عزوجل دیکھ رہا ہے

حضرت سیدنا اسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکثر رات کے وقت مدینہ منورہ کا دورہ فرماتے تا کہ اگر کسی کو کوئی حاجت ہو تو اسے پورا کریں، ایک رات میں بھی ان کے ساتھ تھا، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ چلتے چلتے اچانک ایک گھر کے پاس رک گئے، اندر سے ایک عورت کی آواز آ رہی تھی: ''بیٹی دودھ میں تھوڑا سا پانی ملا دو۔''

لڑکی یہ سن کر بولی: ''امی جان! کیا آپ کو معلوم نہیں کہ امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا حکم جاری فرمایا ہے؟'' اس کی ماں بولی: ''بیٹی! ہمارے خلیفہ نے کیا حکم جاری فرمایا ہے؟'' لڑکی نے کہا: ''امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ اعلان کروایا ہے کہ کوئی بھی دودھ میں پانی نہ ملائے۔''

ماں نے یہ سن کر کہا: ''بیٹی! اب تو تمہیں حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہیں دیکھ رہے، انہیں کیا معلوم کہ تم نے دودھ میں پانی ملایا ہے، جاؤ اور دودھ میں پانی ملا دو۔'' لڑکی نے یہ سن کر کہا: ''خدا

عزوجل کی قسم! میں ہر گز ایسا نہیں کر سکتی کہ ان کے سامنے تو ان کی فرمانبرداری کروں اور ان کی غیر موجودگی میں ان کی نافرمانی کروں، اس وقت اگر چہ مجھے امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہیں دیکھ رہے، لیکن میرا رب عزوجل تو مجھے دیکھ رہا ہے، میں ہر گز دودھ میں پانی نہیں ملاؤں گی۔"

حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ماں بیٹی کے درمیان ہونے والی تمام گفتگو سن لی تھی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھ سے فرمایا:"اے اسلم (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! اس گھر کو اچھی طرح پہچان لو۔" پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ساری رات اسی طرح گلیوں میں دورہ کرتے رہے، جب صبح ہوئی تو مجھے اپنے پاس بلایا اور فرمایا:"اے اسلم (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! اس گھر کی طرف جاؤ اور معلوم کرو کہ یہاں کون کون رہتا ہے؟ اور یہ بھی معلوم کرو کہ وہ لڑکی شادی شدہ ہے یا کنواری؟"

حضرت سیدنا اسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:"میں اس گھر کی طرف گیا اور ان کے بارے میں معلومات حاصل کیں تو پتہ چلا کہ اس گھر میں ایک بیوہ عورت اور اس کی بیٹی رہتی ہے، اور اس کی بیٹی کی ابھی تک شادی نہیں ہوئی۔" معلومات حاصل کرنے کے بعد میں حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا اور انہیں ساری تفصیل بتائی،

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا:"میرے تمام صاحبزادوں کو میرے پاس بلا کر لاؤ۔" جب سب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس جمع ہو گئے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے فرمایا:"کیا تم میں سے کوئی شادی کرنا چاہتا ہے؟" حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور حضرت سیدنا عبدالرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے عرض کی:" ہم تو شادی شدہ ہیں۔"

پھر حضرت سیدنا عاصم بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کی:"ابا جان! میں غیر شادی شدہ ہوں، میری شادی کرا دیجئے۔" چنانچہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس لڑکی کو اپنے بیٹے سے شادی کے

لئے پیغام بھیجا جو اس نے بخوشی قبول کرلیا۔ اس طرح حضرت عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شادی اس لڑکی سے ہوگئی اور پھر ان کے ہاں ایک بیٹی پیدا ہوئی جس سے حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت ہوئی۔

جادو ٹونہ کروانے کا الزام

سُوال: آج کل عامِل کی باتوں میں آ کر رشتے دار ایک دوسرے کے بارے میں جادو کا بُہتان رکھ دیتے ہیں یہ کیسا ہے؟

جواب: کسی مسلمان پر بُہتان رکھنا حرام اور جہنّم میں لے جانے والا کام ہے۔ عامل کے، بتانے یا خواب یا فال یا استخارے کے ذَرِیعے پتا چلنے کو شَرعی ثُبُوت نہیں کہتے کہ جس کو بنیاد بنا کر کسی مسلمان کی طرف ان گناہوں کو منسوب کیا جاسکے۔ یہاں شرعی ثُبوت یہ ہے کہ یا تو ملزَم خود اِقرار کرلے کہ میں نے جادو کیا یا کروایا ہے۔ یا دو مسلمان مرد یا ایک مسلمان مرد اور دو مسلمان عورتیں گواہی دیں کہ ہم نے اِس کو خود جادو کرتے یا کرواتے دیکھا ہے۔

غصہ پینے کا ثواب

اس بارے میں آیات قرآنیہ:

(1)وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿134﴾ وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ ۠ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ

ترجمہ کنزالایمان: اور غصہ پینے والے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے اور نیک لوگ اللہ کے محبوب ہیں اور وہ کہ جب کوئی بے حیائی یا اپنی جانوں پر ظلم کریں اللہ کو یاد کر کے اپنے گناہوں کی معافی چاہیں اور گناہ کون بخشے سوا اللہ کے اور اپنے کئے پر جان بوجھ کر اڑ نہ جائیں۔ (پ، 4آل عمران:(134

(2)اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ مَّغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَجَنّٰتٌ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ وَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ

ترجمہ کنزالایمان: ایسوں کو بدلہ ان کے رب کی بخشش اور جنتیں ہیں جنکے نیچے نہریں رواں ہمیشہ ان میں رہیں اور کامیوں (نیک لوگوں) کا کیا اچھا نیگ (انعام) ہے۔(پ ،4آل عمران:(136

وَالَّذِيْنَ صَبَرُوا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ وَ اَقَامُوْا الصَّلٰوةَ وَ اَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً وَّيَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ ﴿22﴾ جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ ﴿23﴾ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ

ترجمہ کنزالایمان: اور وہ جنھوں نے صبر کیا اپنے رب کی رضا چاہنے کو اور نماز قائم رکھی اور ہمارے دیئے سے ہماری راہ میں چھپے اور ظاہر کچھ خرچ کیا اور برائی کے بدلے بھلائی کر کے ٹالتے ہیں انہی کے لئے پچھلے گھر کا نفع ہے بسنے کے باغ جن میں وہ داخل ہوں گے اور جو لائق ہوں ان کے باپ دادا اور بی بیوں اور اولاد میں اور فرشتے ہر دوازے سے ان پر یہ کہتے آئیں گے سلامتی ہو تم پر تمہارے صبر کا بدلہ تو پچھلا گھر کیا ہی خوب ملا۔" (پ ،13 الرعد:22 تا 24)

(4) وَالَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ وَاِذَا مَا غَضِبُوْا هُمْ يَغْفِرُوْنَ

ترجمہ کنزالایمان: اور وہ جو بڑے بڑے گناہوں اور بے حیائیوں سے بچتے ہیں اور جب غصہ آئے معاف کر دیتے ہیں۔ (پ ، 25 الشوری: 37)

(5) وَاِنْ تَعْفُوْا وَتَصْفَحُوْا وَتَغْفِرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿14﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور اگر معاف کرو اور درگزرو اور بخش دو تو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ (پ ، 28 التغابن: 14)

(6) اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِيْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ ﴿34﴾ وَمَا يُلَقّٰهَآ اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَمَا يُلَقّٰهَآ اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ ﴿35﴾

ترجمہ کنزالایمان: اے سننے والے برائی کو بھلائی سے ٹال جبھی وہ کہ تجھ میں اور اس میں دشمنی تھی ایسا ہو جائے گا جیسا کہ گہرا دوست اور یہ دولت نہیں ملتی مگر صابروں کو اسے نہیں پاتا مگر بڑے نصیب والا۔" (پ ،24 حم سجدہ: 35، 34)

اس بارے میں احادیث مقدسہ:

حضرت سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب و سینہ صاحب معطر پسینہ، باعثِ نزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ "کیا میں تمہیں ایسے

عمل کے بارے میں نہ بتاؤں جس کے سبب اللہ عزوجل درجات کو بلند فرماتا ہے؟" صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا،"یارسول اللہ! ضرور فرمائیے۔" فرمایا کہ" جو تمہارے ساتھ جہالت کا برتاؤ کرے اسکے ساتھ بردباری سے پیش آؤ اور جو تم پر ظلم کرے اسے معاف کردو اور جو تمہیں محروم کرے اسے عطا کرو اور جو تم سے قطع تعلقی کرے اسکے ساتھ صلہ رحمی کرو۔"

(مجمع الزوائد، کتاب البر والصلۃ، باب مکارم الاخلاق... الخ، رقم ۱۲۶۹۴، ج ۸، ص ۳۴۵)

حضرتِ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْ وَر، دو جہاں کے تاجْور، سلطانِ بَحر و بَر صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے فرمایا کہ" ہر کمزور، نرم دل اور اچھے اخلاق والے شخص پر جہنم کی آگ حرام۔

(سنن الترمذی، کتاب صفۃ القیامۃ، باب، رقم ۴۵، رقم ۲۴۹۶، ج ۴، ص ۲۲۰)

حضرتِ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالی عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے حضورِ پاک، صاحبِ لَولاک، سیاحِ افلاک صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے سوال کیا کہ" کونسا عمل مجھے اللہ عزوجل کے غضب سے بچاسکتا ہے؟" فرمایا،" غصہ نہ کیا کرو۔"

(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عبداللہ بن عمرو، رقم ۶۶۴۶، ج ۲، ص ۵۸۷)

حضرتِ سیدنا ابودَرْداء رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے سیّدُ المبلغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے عرض کیا،" مجھے ایسا عمل بتائیے جو مجھے جنت میں داخل کردے۔" تو آپ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا،" غصہ مت کیا کرو تمہیں جنت حاصل ہو جائے گی۔"

(المعجم الاوسط، باب الف، رقم ۲۳۵۳، ج ۲، ص ۲۰)

حضرتِ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ اللہ عزوجل کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے فرمایا کہ" بہادر وہ نہیں جو لوگوں پر غالب آجائے

بلکہ بہادر تو وہ ہے جو غصہ کے وقت خود پر قابو پالے۔"

ایک روایت میں ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجور، سلطانِ بحر و بَر صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے فرمایا کہ" کامل بہادر وہ ہے، کامل بہادر وہ ہے، کامل بہادر وہ ہے جو غضبناک ہو اور اس کا چہرہ غصہ کی شدت سے سرخ ہو جائے اور اس کی کھال کانپنے لگے پھر وہ اپنے غصہ پر قابو پالے۔" (صحیح البخاری، کتاب الادب، باب الحذر من الغضب، رقم ۶۱۱۴، ج ۴، ص ۱۳۰)

حضرتِ سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ شہنشاہِ خوش خصال، پیکرِ حُسن و جمال، دافع رنج و مَلال، صاحب جُود و نوال، رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے فرمایا کہ" جو اپنے غصہ کو پی لے اللہ عزوجل اس سے اپنا عذاب دور کر دے گا اور جو اپنی زبان کی حفاظت کرے اللہ عزوجل اسکے عیوب کی پردہ پوشی فرمائے گا۔"

(مجمع الزوائد، کتاب الادب، باب فیمن یملک نفسہ عند الغضب، رقم ۱۲۹۸۳، ج ۸، ص ۱۳۲)

حضرتِ سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ خاتم المرسلین، رحمۃ للعلمین، شفیع المذنبین، انیس الغریبین، سراج السالکین، محبوبِ ربُّ العلمین، جنابِ صادق و امین صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے فرمایا کہ" تین خصلتیں ایسی ہیں جس میں ہوں گی اللہ عزوجل اسے اپنی پناہ میں لے لے گا اور اسے اپنی رحمت سے ڈھانپ دے گا اور اسے اپنے محبوب بندوں میں شامل فرمائے گا، وہ شخص جسے عطا کیا جائے تو شکر ادا کرے اور جب کسی چیز پر قادر ہو تو معاف کر دے، جب غضب ناک ہو تو نرمی کرے۔"

(المستدرک کتاب العلم ثلاثۃ من کن فیہ ...الخ، رقم ۴۴۴، ج ۱، ص ۳۳۲)

حضرتِ سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نبوت، مخزنِ جود و سخاوت، پیکرِ عظمت و شرافت، محبوبِ رَبُّ العزت، محسن انسانیت صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے فرمایا کہ" بندے کا رضائے الٰہی عزوجل کے لئے اپنے غصہ کو پی لینا اللہ عزوجل کے نزدیک کسی بھی شے

کے پینے سے افضل ہے۔" (ابن ماجہ، کتاب الزھد باب الحلم، رقم ۴۱۸۹، ج ۴، ص ۴۶۳)

حضرتِ سیدنا سہل بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نور کے پیکر تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجوَر، سلطانِ بَحر و بَر صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا کہ "جو بدلہ لینے پر قادر ہونے کے باوجود غصہ پی لے اللہ عزوجل اسے لوگوں کے سامنے بلائے گا تاکہ اس کو اختیار دے کہ جنت کی حوروں میں سے جسے چاہے پسند کرلے۔"

(ابن ماجہ، کتاب الزھد، باب الحلم، رقم ۴۱۸۶، ج ۴، ص ۴۶۲ بتغیر قلیل)

غصے پر قابو پانے کی فضیلت

حضرت سیدنا انس الجہنی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صَلَّی اللہ تعَالیٰ علیہ وَ الہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا، "جو انتقام کی قدرت کے باوجود غصہ پی جائے تو اللہ عزوجل اُس کو (بروزِ محشر) مخلوقات کے سامنے بلائے گا اور اُسے اختیار دے گا کہ حوروں میں جسے چاہے اپنالے۔"

(ترمذی، کتاب صفۃ القیامۃ، باب ۴۸، ج ۴، رقم ۲۵۰۱، ص ۲۲۲)

حضرت سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سید عالم صَلَّی اللہ تعَالیٰ علیہ وَ الہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا، "آدمی کا کوئی گھونٹ پینا اُس غصہ کے پینے سے افضل نہیں جو وہ رضائے الٰہی عزوجل کے حصول کے لیے پیتا ہے۔"

(سنن ابن ماجہ، کتاب الزھد، باب الحلم، ج ۴، رقم ۴۱۸۹، ص ۴۶۳)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کچھ ایسے لوگوں کے قریب سے گزرے جو کُشتی لڑ رہے تھے۔ حضور سرورِ کونین صَلَّی اللہ تعَالیٰ علیہ وَ الہٖ وَسَلَّم نے استفسار فرمایا، "یہ کیا ہو رہا ہے؟" لوگوں نے عرض کی، "یارسول اللہ صَلَّی اللہ تعَالیٰ علیہ وَ الہٖ وَسَلَّم! فلاں پہلوان بہت قوی ہے، جو بھی اُس سے لڑتا ہے وہ اُسے پچھاڑ دیتا ہے۔" تو نبی اکرم صَلَّی اللہ تعَالیٰ علیہ وَ الہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا، "کیا

میں تمہیں اُس سے بھی قوی پہلوان کے متعلق نہ بتاؤں؟'' (پھر فرمایا)،'' وہ مرد جس پر کوئی شخص ظلم کرے وہ غصہ پی جائے اور اپنے غصے پر غالب آ جائے تو ایسا شخص اپنے اور دوسرے شخص کے شیطان کو بھی پچھاڑ دیتا ہے۔''

حضرت سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سید عالم صَلَّی اللہ تعَالیٰ علیہ وَالہٖ وَسلَّم نے ارشاد فرمایا،'' کیا تم اِس سے عاجز ہو کہ ابو ضمضم کی طرح بنو؟'' صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی،'' ابو ضمضم کون ہے؟'' نبی اکرم صَلَّی اللہ تعَالیٰ علیہ وَالہٖ وَسلَّم نے ارشاد فرمایا،'' وہ ایک مرد ہے جب صبح ہوتی ہے تو کہتا ہے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ وَھَبْتُ نَفْسِیْ وَعِرْضِیْ۔ اے اللہ! میں نے اپنی جان، عزت، تیرے سپرد کی،'' پھر جو اُسے گالی دے وہ اُسے گالی نہیں دیتا اور جو کوئی اُس پر ظلم کرے وہ اُس پر ظلم نہیں کرتا اور جو اُسے مارے وہ اس کو جواب میں نہیں مارتا۔''

(سنن ابی داوٗد، کتاب الادب، باب ماجاء فی الرجل یحل الرجل قد اغتابہ، ج ۴، ص ۳۵۶، رقم ۴۸۸۶)

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ آیت مبارکہ (''وَالْکٰظِمِیْنَ الْغَیْظَ ترجمہ: اور غصے کو پینے والے (اللہ عزوجل کے محبوب ہیں))'' کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ'' اس سے مراد یہ ہے کہ جب کوئی شخص تم سے زبان درازی کرے اور تم بھی اُس کا جواب دینے کی طاقت رکھتے ہو لیکن تم اپنا غصہ پی جاتے ہو اور اُسے کوئی جواب نہیں دیتے۔''

درگزر کرنے کی فضیلت

حضرت سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہ تعَالیٰ علیہ وَالہٖ وَسلَّم نے ارشاد فرمایا،'' قیامت کے دن جب لوگ حساب کے لیے کھڑے ہوں گے تو ایک مُنادی اعلان کریگا ،'' جسکا کچھ ذمہ اللہ کی طرف نکلتا ہے وہ اٹھے اور جنت میں داخل ہو جائے۔'' (لیکن کوئی کھڑا نہ ہوگا) منادی پھر اعلان کریگا،'' جسکا ذمہ اللہ تعالیٰ کی طرف نکلتا ہے وہ کھڑا ہو۔'' لوگ حیرانی سے پوچھیں گے،'' اللہ کی

طرف کسی کا ذمہ کیسے نکل سکتا ہے؟" جواب ملے گا،" (وہ) جو لوگوں کو معاف کرنے والے تھے۔" پھر اس اس طرح لوگ کھڑے ہونگے اور بغیر حساب وکتاب جنت میں داخل ہو جائیں گے۔"

(الترغیب والترہیب، کتاب الحدود، باب الترغیب فی العفو عن القاتل، ج ۳، رقم ۷، اص ۲۱۱)

حضرت سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں رسول کائنات، فخر موجودات صَلَّی اللہ تعَالیٰ علیہ وَالہ وَسلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو حضور سرورِ کونین صَلَّی اللہ تعَالیٰ علیہ وَالہ وَسلَّم نے میرا ہاتھ پکڑ اور فرمایا،" اے عقبہ! کیا میں تمہیں دنیا و آخرت والوں میں سے اچھے اخلاق کے بارے میں نہ بتاؤں؟" میں نے عرض کی،" ضرور ارشاد فرمائیں۔" رسول اکرم صَلَّی اللہ تعَالیٰ علیہ وَالہ وَسلَّم نے ارشاد فرمایا،" جو تم سے ناطہ توڑے تم اس سے جوڑو، جو تمہیں محروم کرے اُسکو عطا کرو اور جو تم پر ظلم کرے تم اُسے معاف کرو۔"

(مسند احمد بن حنبل، ج ۶، ص ۱۴۸، رقم ۱۲۶)

حضرت سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم پرنور صَلَّی اللہ تعَالیٰ علیہ وَالہ وَسلَّم نے ارشاد فرمایا،" جسے یہ پسند ہو کہ اُسکے لیے (جنت میں) کنگروں والا محل بنایا جائے اور اُسکے درجات بلند کیے جائیں، اُسے چاہیے کہ جو اُس پر ظلم کرے یہ اُسے معاف کرے اور جو اُسے محروم کرے یہ اُسے عطا کرے اور جو اُس سے قطع تعلق کرے یہ اُس سے ناطہ جوڑے۔"

(مستدرک، کتاب التفسیر، باب شرح آیۃ کنتم خیر امۃ اخرجت للناس، ج ۳، رقم ۳۲۱۵، ص ۱۲)

حضرت سیدنا ابو عبداللہ جدلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حضور نبی کریم رؤف رحیم صَلَّی اللہ تعَالیٰ علیہ وَالہ وَسلَّم کے اخلاق کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا،" حضور صَلَّی اللہ تعَالیٰ علیہ وَالہ وَسلَّم نہ تو فحش باتیں کرنے والے تھے، نہ لعن طعن کرنے والے تھے، نہ بازاروں میں شور مچانے والے تھے اور نہ ہی برائی کا بدلہ برائی سے دینے والے تھے بلکہ وہ تو معاف کرنے والے اور حاجات پوری کرنے والے تھے۔"

(ترمذی، کتاب البر والصلۃ، باب ماجاء فی خلق النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ج ۳، رقم ۲۰۲۳، ص ۴۰۹)

حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم رؤف رحیم صَلَّی اللہ تعَالیٰ علیہ وَالِہٖ وَسَلَّم نے راہ خدا عزوجل (یعنی جہاد) کے علاوہ کسی کو اپنے ہاتھ سے نہیں پیٹا اور آپ نے کبھی اپنی ذات کی خاطر انتقام نہیں لیا مگر یہ کہ کوئی محرّمات کو ہاتھ میں لیتا تو نبی اکرم صَلَّی اللہ تعَالیٰ علیہ وَالِہٖ وَسَلَّم اللہ کی خاطر اُس سے انتقام لیتے۔ گناہ کی اشیاء کے علاوہ حضور سرورِکونین صَلَّی اللہ تعَالیٰ علیہ وَالِہٖ وَسَلَّم سے جو سوال کیا گیا حضور سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہ تعَالیٰ علیہ وَالِہٖ وَسَلَّم نے اُس سے منع نہیں کیا۔ نبی اکرم صَلَّی اللہ تعَالیٰ علیہ وَالِہٖ وَسَلَّم ان (گناہ کے) معاملات میں لوگوں میں سب سے زیادہ اعراض کرنے والے تھے اور جب بھی انہیں دو کاموں کا اختیار دیا گیا تو آپ نے آسان کام کو ہی اختیار فرمایا۔"

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہ تعَالیٰ علیہ وَالِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا،" جو شرمسار کی لغزش کو معاف کریگا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسکے گناہوں کو معاف فرمائے گا۔" (سنن ابن ماجہ، کتاب التجارات، باب الاقالۃ، ج ۳، رقم ۲۱۹۹، ص ۳۶)

حضرت سیدتنا عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور پرنور شافع یوم النشور صَلَّی اللہ تعَالیٰ علیہ وَالِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا،" غلطی کرنے والوں کی لغزشوں کو معاف کرو جب تک کہ وہ کسی شرعی سزا کے سزاوار نہ ہو جائیں۔" (مسند احمد بن حنبل، مسند عائشہ رضی اللہ عنہا، ج ۹، رقم ۲۵۵۳۰، ص ۵۴۴)

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صَلَّی اللہ تعَالیٰ علیہ وَالِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا،" صدقہ دینے سے مال میں ہرگز کوئی کمی واقع نہیں ہوتی، جو بھی عفو و درگزر کرتا ہے اللہ عزوجل بندے کی عزت کو بڑھا دیتا ہے، جو بھی اللہ رب العزت کیلئے عاجزی کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے بلندی و رفعت عطا فرماتا ہے۔"

(مسلم کتاب البر والصلۃ، باب الاستحباب العفو والتواضع، رقم ۲۵۸۸، ص ۱۳۹۷)

حضرت سیدنا مروان بن جناح علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ''اسی بات پر دنیا قائم ہے کہ کوئی اپنے سے بدسلوکی کرنے والے کو معاف کر دے۔''

حضرت سیدنا میسرہ بن حلبس علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ''خوشخبری ہے اس شخص کیلئے کہ جو اس جگہ حق کا ساتھ دیتا ہے جہاں لوگ اسے نہیں پہچانتے۔اللہ تعالیٰ اسے اپنی رضا کی معرفت عطا فرما دیتا ہے ،اور یہ ایسا زمانہ ہوتا ہے کہ گمنام رہنے والا ہی نجات پا سکتا ہے۔اللہ تبارک وتعالیٰ ان کے لیے جنت کے دروازے کھول دیتا ہے۔اور قبر کے اندھیرے سے ان کی حفاظت فرماتا ہے۔''

شادی شدہ بھائیوں کے لئے 19 مَدَنی پھول

مدینہ 1: اِس میں کوئی شک نہیں کہ شوہر اپنی زوجہ پر حاکم ہے تاہم اِنصاف سے کام لینا ضروری ہے کہ حاکم سے مُراد سیاہ سفید کا مالک ہونا نہیں ہے۔

مدینہ 2: عورت ٹیڑھی پَسلی کی پیداوار ہے، اُس کی نفسیات کو پَرَکھ کر اس کے ساتھ بَرتاؤ کیجئے۔ اگر اپنی سوچ کے معیار پر اس کو تولیں گے تو گھر چلنا بہت دُشوار ہے۔

مدینہ 3: عورت عُمُوماً ناقص العقل ہوتی ہے، 100 فیصد آپ کے معیار پر پوری اترے یہ تَوَقُّع اُس سے بیکار ہے، لہٰذا اُس کی کوتاہیوں کو نظر انداز کر کے اُس پر مزید اِحسانات کیجئے۔

مدینہ 4: لاکھ غلطیاں کرے، منہ چڑھائے، بڑبڑائے، اگر آپ گھر آباد دیکھنا چاہتے ہیں تو اُس کے ساتھ اُس وقت تک نرمی سے پیش آنے کا ذہن بناتے رہیے جب تک شریعت سختی کی اِجازت نہ دے۔

مدینہ 5: اگر عورت ٹیڑھی چلتی رہی اور آپ صبر کرتے رہے تو ان شاء اللہ عَزَّ وَجَلَّ اجر وثواب کا آخرت میں اَنبار دیکھیں گے۔ نُور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجوَر، سلطانِ بَحر و بَر صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم کا فرمان رُوح پرور ہے: "کامِل اِیمان والوں میں سے وہ بھی ہے جو عمدہ اَخلاق والا اور اپنی زوجہ کے ساتھ سب سے زیادہ نرم طبیعت والا ہے۔ (جامع الترمذی ج ۲ ص ۳۸۷ حدیث ۱۱۶۵)

مدینہ 6: اگر بیوی آپ کے مَن پسند کھانے نہیں پکا پاتی تو صبر کیجئے۔ محض نفس کی معمولی لذت کی خاطر بلا اِجازتِ شرعی اس کو ڈانٹ ڈپٹ کرنا، مار دھاڑ پر اتر آنا بربادیِ آخِرت کا باعث بن سکتا ہے۔

مدینہ 7: جس طرح عام مسلمانوں کی دل آزاری حرام ہے اُسی طرح بلا مصلحتِ شرعی بیوی کی دل آزاری میں بھی جہنّم کی حقداری ہے۔

مدینہ 8: اگر کبھی غصہ آ جائے اور زوجہ پر ناحق زبان چل جائے یا بلا مصلحتِ شرعی ہاتھ اُٹھ جائے تو توبہ بھی واجب اور تلافی بھی لازِم۔ بغیر شرمائے اور بغیر اپنی کسرِ شان سمجھے اُس سے نہایت لجاجت و نَدامت کے ساتھ اس طرح معذرت کیجئے کہ اُس کا دل صاف ہو جائے اور وہ واقعۃً مُعاف کر دے۔ ہر جگہ رَسمی SORRY بول دینا کام نہیں دیتا نہ اس طرح حقُّ العَبد سے یقینی خلاصی ہوتی ہے۔ جیسا جُرم ویسی مُعافی تلافی۔

مدینہ 9: کبھی آپ کی پُکار پر جواب نہ ملے تو بے تحاشا برس پڑنا سِفلہ پن ہے، حسنِ ظَن سے کام لیجئے کہ بے چاری نے سُنا نہ ہو گا یا کوئی اور مجبوری مانِع ہوئی ہو گی۔

مدینہ: 10 کبھی کپڑے کی اِستری برابر نہ ہوئی، کھانے میں نمک مرچکم و بیش ہوا، تازہ کھانا پکا کر نہ دیا، دوسرے دن کا گرم کر کے یا ٹھنڈا ہی رکھ دیا، برتن برابر نہ دُھل پائے تو جارِحانہ انداز سے حُکم چلانے اور ڈانٹ پلانے کے بجائے نرمی سے تفہیم (یعنی سمجھانا)، اِزدِیادِ حُبّ (یعنی مَحَبَّت میں اضافے) کا باعث ہو گی۔ نفس و شیطان کی چالوں کو سمجھنے کی کوشش کیجئے، نفرتیں مت بڑھائیے۔

مدینہ: 11 زبان سے بتانے میں غصہ آ جاتا ہو اور بات بگڑ جاتی ہو تو اگر فریقین ایسے موقع پر ایک دوسرے کو تحریری طور پر سمجھانے کا معمول بنائیں تو ان شاءاللہ عَزَّ وَجَلَّ جھگڑے کی نَوبت نہیں آئے گی۔

مدینہ: 12 ہوٹل یا بازار کی غِذا کی مانند لذیذ اَغذِیَہ (یعنی غذائیں) بنانے کا زوجہ سے بالجبر مُطالَبہ کرنا نفس کی پیروی اور اس کے نہ بنانے پر طنز و مُزاح، طَعن و تشنیع اور زبردستی کی دل آزاری کرنا شیطان کی خوشی کا سامان ہے۔

مدینہ: 13 اپنی والِدہ وغیرہ کی شکایت پر بغیر شَرعی ثُبوت کے زوجہ کو جھاڑنا یا مارنا وغیرہ ظلم ہے اور ظالم جہنّم کا حقدار۔ خاتَمُ المُرسَلین، رَحمَۃٌ لِّلعٰلَمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے

:"ظلم جہنم میں لے جانے والا ہے۔" (جامع الترمذی ج ۳ ص ۴۰۶ حدیث ۲۰۱۶ ملخصاً)

مدینہ: 14 اپنا کام اپنے ہاتھ سے کرنا باعثِ سعادت اور عظیم سنّت ہے۔ اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صِدّیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ سلطانِ مکّہ مکرّمہ، سردارِ مدینہ منورہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم اپنے کپڑے خود سی لیتے اور اپنے نعلین مبارَکین گانٹھتے اور وہ سارے کام کرتے جو مرد اپنے گھروں میں کرتے ہیں۔" (کنزالعمال ج ۷ ص ۶۰ حدیث ۱۸۵۱۴)

مدینہ: 15 چھوٹی چھوٹی باتوں پر بیوی کو حُکم دینا مثلاً یہ اُٹھادو، وہ رکھ دو، فُلاں چیز ڈھونڈ کر لادو وغیرہ سے بچنا اور اپنا کام اپنے ہاتھ سے کرلیا کرنا گھر کو اَمن کا گہوارہ بنانے میں مدد دیتا ہے۔

مدینہ: 16 اپنے چھوٹے چھوٹے کاموں کے لئے بیوی کو نیند سے جگا دینا، کام کاج اور جھاڑو پَوچے کے دَوران، آٹا گوندھتے ہوئے، نیز دردِ سر، نزلہ یا دیگر بیماریوں کے ہوتے ہوئے اُن کو کام کے آرڈر دیئے جانا گھر کے ماحول کو خراب کرسکتا ہے۔ جس طرح آپ کو نیند پیاری ہے، سُستی ہوتی ہے موڈ آف ہوتا ہے اسی طرح کے عوارِض عورت کو بھی درپیش ہوتے ہیں بلکہ مرد کے مقابلے میں عورت کو نیند زیادہ آتی ہے نیز اس کو بھی غصہ آسکتا ہے لٰہذا مزاج شناسی کی عادت ڈالئے۔

مدینہ: 17 فَریقَین میں سے اگر ایک کو غصہ آجائے تو دوسرے کا خاموش رہنا بہت ضروری ہے کہ غصے کا غصے سے اِزالہ بَسا اوقات خطرناک ثابت ہوتا ہے۔

مدینہ: 18 باورچی خانے میں مصروفیت کے دوران بیوی کو اس طرح تنقید کا نشانہ بنانا کہ آلو تَراشنا نہیں آتا، ٹماٹر کاٹنے کا ڈھنگ نہیں، ادرک کیا اِس طرح کاٹتے ہیں؟ وغیرہ وغیرہ۔ بہت ہی تکلیف دہ اور باعثِ تنفیر ہوتا ہے۔ عقلمند وہی ہے جو بیوی کی جائز طور پر حوصلہ اَفزائی کرتا رہے اور اپنا کام نکالتا رہے۔

مدینہ: 19 میاں بیوی کا بچوں کے سامنے لڑنا جھگڑنا ان کے اَخلاق کے لئے بھی تباہ کُن ہے۔

شادی شدہ بہنوں کے لئے 14 مدَنی پھول

مدینہ 1: میاں حاکم ہوتا اور بیوی مَحکُوم ہوتی ہے اس کے اُلٹ ہونے کا خیال بھی دل میں نہ لائیے۔

مدینہ 2: جب میاں حاکم ہے تو اُس کی اِطاعت کو لازم سمجھئے۔ سیّدُ المُرسَلین، خاتَمُ النَّبِیّین جنابِ رحمۃٌ لِلعٰلَمین صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: ''عورت جب پانچ نمازیں پڑھے، رمضان کے روزے رکھے، اپنی عزت کی حفاظت کرے اور اپنے خاوند کی اِطاعت کرے تو جس دروازے سے چاہے جنت میں داخل ہو۔ (المعجم الاوسط ج ۳ ص ۲۸۳ حدیث ۴۵۹۸)

مدینہ 3: اُن کا شریعت کے مطابق ملنے والا ہر حکم خواہ نفس پر کتنا ہی گراں ہو خوش دلی کے ساتھ سر آنکھوں پر لیجئے۔

مدینہ 4: اُن کی پسند کے کھانے ان کی مرضی کے مطابق عُمدہ طریقے پر پکا کر، بَشّاشت کے ساتھ پیش کر کے ان کے دل میں خوشی داخل کر کے بے اندازہ ثواب کی حقدار بنئے۔ حضرتِ سیّدُنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجوَر، سلطانِ بَحر و بَر صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا کہ ''اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک فرائض کی ادائیگی کے بعد سب سے افضل عمل مسلمان کے دل میں خوشی داخل کرنا ہے'' (المعجم الکبیر ج ۱۱ ص ۵۹ حدیث ۱۱۰۷۹)

مدینہ 5: ان کی ہر وہ تَنقِید جو شرعاً دُرست ہو اگر اس پر بُرا لگے تو اسے شیطان کا وار سمجھ کر لاحول شریف پڑھ کر شیطان کو نامراد لوٹائیے۔

مدینہ 6: اگر کسی خطا بلکہ غلط فہمی کی بنا پر بھی میاں ڈانٹ ڈپٹ کرے یا بالفرض مارے تو ہنسی خوشی سہہ لیجئے کہ اس میں آپ کی آخرت کے ساتھ ساتھ دنیا میں بھی بھلائی ہے اور اِن شاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ

گھر امن کا گہوارہ رہے گا۔

مدینہ 7: اگر سامنے زبان چلائی، منہ پُھلایا، برتن پچھاڑے، میاں کا غصہ بچوں پر اُتارا اور اسی طرح کی دیگر نامُناسب حرکتیں کیں تو اِس سے حالات سنورنے کے بجائے مزید بگڑیں گے، یہ اچھی طرح گِرہ میں باندھ لیجئے کہ اِس طرح کرنے سے اگر بظاہر صُلح ہو بھی گئی تب بھی دلوں میں سے نفرتیں ختم ہونے کا اِمکان نہ ہونے کے برابر ہے۔

مدینہ 8: میاں کی خامیوں کے بجائے خوبیوں ہی پر نظر رکھئے اور ان کے حق میں اللہ عَزَّ وَجَلَّ سے ڈرتی رہئے۔

عیبوں کو عیب جُو کی نظر ڈھونڈتی ہے پر جو خوش نظر ہے خُوبیاں آئیں اُسے نظر

مدینہ 9: میاں یا سسرال کی شکایت میکے میں کرنا دنیا و آخرت کیلئے سخت نقصان دہ ثابت ہوسکتا ہے کہ فی زمانہ مشاہدہ یہی ہے کہ اس طرح غیبتوں، تہمتوں، چغلیوں، عیب دریوں اور دل آزاریوں وغیرہ طرح طرح کے گناہوں کا بہت بڑا دروازہ کھل جاتا ہے پھر اس کی نحوست سے بارہا دنیا میں یہ آفت آتی ہے کہ گھر ٹوٹ جاتا ہے۔

مدینہ: 10 ہاں اگر واقعی شوہر ظلم کرتا ہے یا سسرال والے ستاتے ہیں تو صرف ایسے شخص کو اچھی نیت کے ساتھ فریاد کی جائے جو ظلم سے بچاسکتا، صلح کرواسکتا ہو یا اِنصاف دلواسکتا ہو، باقی صرف بھڑاس نکالنا، دل ہلکا کرنے کیلئے "گھر کی باتیں" میکے یا سہیلیوں کے پاس کرنا غیبتوں اور تہمتوں وغیرہ کے گناہوں میں ڈال کر سننے سنانے والوں کو جہنم کا حقدار بنا سکتا ہے

مدینہ: 11 بالفرض شوہر یا ساس وغیرہ کی کسی حَرَکت سے کبھی دل کو ٹھیس پہنچے تو خود کو قابو میں رکھئے، یہ آپ کے اِمتحان کا موقع ہے کہ یا تو زبان و دل کو قابو میں رکھ کر صبر کر کے جنّت کی لازوال نعمتوں کو پانے کی سعی کیجئے یا زَبان کی آفتوں میں پڑ کر شریعت کا دائرہ توڑ کر اپنے آپ کو جہنّم کی حقدار

ٹھہرائیے۔

مدینہ:12اگرچہ آپ کتنی ہی مصروف ہوں، خواہ نیند کے مزے لُوٹ رہی ہوں، جُوں ہی شوہر آواز دے، ثوابِ عظیم پانے کی نیّت سے فوراً لبیک (یعنی میں حاضر ہوں) کہتی ہوئی اُٹھ بیٹھئے اور اُن کی خدمت میں مشغول ہو کر جنّتُ الفردوس کے خزانے سمیٹنا شروع کر دیجئے۔

مدینہ:13شوہر کی دِلجوئی کی خاطر اُن کے والدین وغیرہ کی خوش دلی کے ساتھ خدمت بجالائیے ان شاء اللہ عَزَّ وَجَلَّ دونوں جہاں میں بیڑا پار ہوگا۔ ع

کر بھلا ہو بھلا

مدینہ:14شوہر کی ہر گز ناشکری مت کیا کیجئے کہ اس کے آپ پر بیشمار اِحسانات ہیں۔ سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار، بِاِذْنِ پرَ وَرْدگارِ دوعالَم کے مالِک ومُختار، شَہَنشاہِ اَبرار صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم ایک بار عید کے روز عید گاہ تشریف لے جاتے ہوئے خواتین کی طرف گزرے تو فرمایا: "اے عورَتو! صَدَقہ کیا کرو کیونکہ میں نے اکثر تم کو جہنّمی دیکھا ہے" خواتین نے عرض کی: یارسولَ اللہ عَزَّ وَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم اس کی وجہ؟ فرمایا: "اس لئے کہ تم لعنت بہت کرتی ہو اور اپنے شوہر کی ناشکری کرتی ہو۔ (صحیح البخاری ج ۱ ص ۱۲۳ حدیث ۳۰۴)

اکثریت غیبت کی لپیٹ میں ہے

مرشدِ کریم شیخ طریقت امیر اہلسنت مدظلہ العالی اپنی مشہور کتاب غیبت کی تباہ کاریاں میں لکھتے ہیں؛

ماں باپ، بھائی بہن، میاں بیوی، ساس بَہو، سُسَر داماد، نَند بھاوَج بلکہ اہلِ خانہ وخاندان نیز استاد وشاگرد، سیٹھ ونوکر، تاجر وگاہک، افسر ومزدور، مالدار ونادار، حاکم ومحکوم، دنیادار ودیندار، بوڑھا ہو یا جوان اَلغرَض تمام دینی اور دُنیوی شُعبوں سے تعلُّق رکھنے والے مسلمانوں کی بھاری اکثریت اِس وقت غیبت کی خوفناک آفت کی لپیٹ میں ہے، افسوس! صد کروڑ افسوس! بے جا بک بک کی عادت کے سبب آج کل ہماری کوئی مجلس (بیٹھک) عُمُوماً غیبت سے خالی نہیں ہوتی۔

غیبت کی تباہ کاریاں ایک نظر میں

بہُت سارے پرہیز گار نظر آنے والے لوگ بھی بِلا تکلُّف غیبت سنتے، سناتے، مسکراتے اور تائید میں سر نظر آتے ہیں، چُونکہ غیبت بہُت زیادہ عام ہے اِس لئے عُمُوماً کسی کی اِس طرف توجُّہ ہی نہیں ہوتی کہ ہلاتے غیبت کرنے والا نیک پرہیز گار نہیں بلکہ فاسِق وگنہگار اور عذابِ نار کا حقدار ہوتا ہے۔ قراٰن وحدیث اور اقوالِ بزُرگانِ دین رَحِمَہُمُ اللہُ المُبین سے منتخب کردہ غیبت کی 20 تباہ کاریوں پر ایک سرسری نظر ڈالئے، شاید خائفین کے بدن میں جُھر جھری کی لہر دوڑ جائے! جگر تھام کر مُلاحَظہ فرمایئے: ٭غیبت ایمان کو کاٹ کر رکھ دیتی ہے ٭غیبت بُرے خاتمے کا سبب ہے ٭ بکثرت غیبت کرنے والے کی دعا قبول نہیں ہوتی ٭غیبت سے نماز روزے کی نورانیت چلی جاتی ہے ٭غیبت سے نیکیاں برباد

ہوتی ہیں * غیبت نیکیاں جلا دیتی ہے * غیبت کرنے والا توبہ کر بھی لے تب بھی سب سے آخر میں جنّت میں داخل ہوگا، اَلْغَرَض غیبت گناہِ کبیرہ، قطعی حرام اور جہنّم میں لے جانے والا کام ہے * غیبت زنا سے سخت تر ہے * مسلمان کی غیبت کرنے والا سُود سے بھی بڑے گناہ میں گرفتار ہے * غیبت کو اگر سمندر میں ڈال دیا جائے تو سارا سمندر بدبُودار ہو جائے * غیبت کرنے والے کو جہنّم میں مُردار کھانا پڑے گا * غیبت مُردہ بھائی کا گوشت کھانے کے مُترادِف ہے * غیبت کرنے والا عذابِ قبر میں گرفتار ہوگا! * غیبت کرنے والا تانبے کے ناخنوں سے اپنے چہرے اور سینے کو بار بار چھیل رہا تھا * غیبت کرنے والے کو اُس کے پہلوؤں سے گوشت کاٹ کاٹ کر کِھلا یا جا رہا تھا * غیبت کرنے والا قیامت میں کتّے کی شکل میں اٹھے گا * غیبت کرنے والا جہنّم کا بندر ہوگا * غیبت کرنے والے کو دوزخ میں خود اپنا ہی گوشت کھانا پڑے گا * غیبت کرنے والا جہنّم کے کھولتے ہوئے پانی اور آگ کے درمیان موت مانگتا دوڑ رہا ہوگا اور اس سے جہنّمی بھی بیزار ہوں گے * غیبت کرنے والا سب سے پہلے جہنّم میں جائے گا۔

غیبت کیا ہے؟

حضرتِ سیِّدُنا اِمام احمد بن حَجَر مَکّی شافعی علیہ رحمۃ اللہِ القوی نقل کرتے ہیں: عُلَماء کرام رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلام فرماتے ہیں: انسان کے کسی ایسے عیب کا ذکر کرنا جو اس میں موجود ہو غیبت کہلاتا ہے، اب وہ عیب چاہے اُس کے دین، دنیا، ذات، اَخلاق، مال، اولاد، بیوی، خادِم، غلام، عِمامہ، لباس، حرکات وسکنات، مسکراہٹ، دیوانگی، تُرش رُوئی اور خوش روئی وغیرہ کسی بھی ایسی چیز میں ہو جو اس کے مُتَعَلِّق ہو۔ جسمانیت میں غیبت کی مثالیں: اندھا، لنگڑا، گنجا، ٹھگنا، لمبا، کالا اور زرد وغیرہ کہنا۔ دین میں غیبت کی مثالیں: فاسِق، چور، خائن، ظالم، نَماز میں سُستی کرنے والا، اور والِدَین کا نافرمان وغیرہ کہنا۔ مزید آگے چل کر نقل فرماتے ہیں: کہا جاتا ہے کہ ''غیبت میں کھجور کی سی مٹھاس اور شراب جیسی تیزی اور سرور ہے۔'' اللہ عَزَّوَجَلَّ اس آفت سے ہماری حفاظت فرمائے اور ہماری طرف سے غیبت والوں کے حُقُوق

(محض اپنے فضل و کرم سے) خود ہی ادا فرمائے کیونکہ اُس عَزَّوَجَلَّ کے علاوہ انہیں کوئی شمار نہیں کر سکتا۔ (اَلزَّواجِرُ عَن اقتِرافِ الکبائِر ج ۲ ص ۱۹)

لباس کی خامی بتانا بھی غیبت ہے

اُمّ المؤمنین حضرت سَیِّدَتُنا عائشہ صِدِّیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ارشاد فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ میں نبیِّ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ اَفلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی خدمت میں حاضر تھی، میں نے ایک عورت کے بارے میں کہا: اِنَّ ھٰذِہٖ لَطَوِیْلَۃُ الذَّیْلِ یعنی یہ لمبے دامن والی ہے۔ تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: اِلْفِظِیْ اِلْفِظِیْ یعنی جو کچھ تیرے منہ میں ہے نکال پھینک۔ تو میں نے منہ سے گوشت کا ٹکڑا نکال کر پھینکا۔ (اَلصَّمت مع موسوعۃ ابن اَبِی الدُّنیا ج ۷ ص ۱۴۵ حدیث ۲۱۶)

خاندان کے متعلق غیبت کی مثالیں

کسی مسلمان کے حسب نسب کی کمزوری کا بلا اجازتِ شرعی بطورِ عیب تذکرہ کرنا بھی غیبت ہے اس کی 15 مثالیں مُلاحَظہ ہوں: * اُس کا باپ چپراسی (PEON) ہے اس کا دادا موچی ہے * وہ خاندانی میراثی ہے * اُس کا دادا پیشہ وَر بھکاری تھا * یہ بھلے پڑھا لکھا ہے مگر یہ لوگ خاندانی حجام ہیں * یہ افسر بن گیا ہے مگر اس کا باپ دفتر میں جھاڑ پونچھ کرتا اور گند کچرا اُٹھاتا تھا * اس کی دادی گائے کا گوبر اٹھا کر لاتی اور اُپلے تھاپ کر بیچتی تھی * یہ جو عَرَب صاحب ہیں، اصلی عَرَبی نہیں ان کے باپ دادا ھندی (سندھی یا بلوچی یا پنجابی) ہیں * وہ نوجوان جوابھی گزرا اُس کی ماں طوائف تھی اُاس کا والد شادیوں کی تقریبوں میں ناچنے کا پیشہ کرتا تھا * فُلاں کا گھٹیا خاندان سے تعلُّق ہے * اس کی برادری خاص معزَّز نہیں مانی جاتی اُاس کا والِد مالشیا تھا (یعنی لوگوں کی تیل مالش کرنے کا کام کرتا تھا) * وہ چرواہے کا بیٹا ہے * یہ جو سیِّد کہلاتا ہے، اِس سے اس کا نسب نامہ پوچھ لو، میں ان لوگوں کو جانتا ہوں، خاندانی فقیر ہیں۔

گھروں میں عموماً بولے جانے والے غیبتوں کے الفاظ کی مثالیں

* بُدّھو * لچر * احمق * بے وُقوف * بچکانہ ذِہن ہے * بات ذرا دیر سے سمجھتا ہے * کوئی بھاشا نہیں سمجھتا * گھر میں سب سے لڑتا ہے * ماں کو ستاتا ہے * باپ کو تنگ کر کے رکھ دیا ہے * دن کو دیر تک سوتا رہتا ہے * اُس کی بیوی بدزبان ہے * وہ اپنی بیگم سے ڈرتا ہے * اس کے گھر میں روز روز لڑائی جھگڑے ہوتے ہیں * بڑا بیٹا خرچہ نہیں دیتا * بیٹی * یا بیٹا میری عزت نہیں کرتا * میرا بیٹا شادی کے بعد لڑ کر گھر سے الگ ہوگیا * میرا بیٹا میرا نافرمان ہے * بیٹا سارا دن گھر میں پڑا رہتا ہے * نِکھٹّو * نکما * ناکارہ * ڈِھیلا * سُست * کام چور ہے * چڑچڑا * خر دِماغ * غُصے والا * دِماغ کا گرم * مغز کا تیکھا ہے * اَڑیل * اَڑی باز * ہٹیلا * * ذِی ہے * شور مچاتا * بھونکتا * ہاؤ ہاؤ کرتا ہے * ناشکرا * بے صبرا * وَہمی * لااُبالی * چَنچَل * لڑاکو * گھر گھسڑو * گھر گُھسنا * ہر وقت کھاتا رہتا ہے * آوارہ * مَوالی * لاپرواہ ہے * صفائی نہیں رکھتا * اس کا کوئی ڈھنگ دھڑا نہیں * کسی کی نہیں سنتا * بس اپنی من مانی کرتا ہے * گھر کی بات باہَر بول آتا ہے * چُپ چُپ ! وہ آ رہا ہے، سن لے گا تو باہَر پھونک آئے گا * کان کا کچّا * پیٹ کا ہلکا ہے * اِس کے پیٹ میں کوئی بات نہیں سماتی * ڈھول ہے * ڈھنڈورا پیٹ دیتا ہے * .B.B.C ہے * فلاں کا بیٹا کسی لڑکی کے چکّر میں ہے * اِس کے بچّے بَہُت شرارتی ہو گئے ہیں * بچّوں کو بگاڑ رکھا ہے * اپنے بال بچّوں کا خیال نہیں رکھتا * باہَر بھیگی بلّی بن کر رہتا ہے مگر گھر میں شیر ہے۔

ذاتی مُعامَلات کے فُضُول سُوالات کی مثالیں

بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ گھریلو مُعامَلات کی ٹوہ میں لگے رہتے اور ایسے ایسے سُوالات کرتے ہیں کہ آدمی شرما جاتا ہے، شرم مگر اُن کو نہیں آتی۔ سارے سُوالات اگرچہ گناہوں بھرے نہیں

ہوتے مگر پوچھنے والے سے سُلجھے ہوئے لوگ بدظن ہوتے اور بعض غیر محتاط افراد مُرَوَّتاً جھوٹ یا غیبت کے گناہ میں جا پڑتے ہیں۔ایسے خانگی مُعامَلات کے فُضُول سُوالات کی 15 مثالیں مُلاحَظہ ہوں: ٭ کیا کام کرتے ہو؟ ٭ تنخواہ کتنی ہے؟ ٭ سیٹھ صحیح آدمی ہے یا نہیں؟ (بلا اجازتِ شرعی یہ سُوال گناہ بھرا ہے اور سامنے والے کو گناہ میں ڈال سکتا ہے) ٭ کتنے بھائی بہن ہو؟ ٭ ان میں کون کون شادی شدہ ہے؟ ٭ آپ کے بچّے کتنے ہیں؟ ٭ بڑے بچّے کی کتنی عمر ہے؟ ٭ اوہو! یہ جوان ہوگیا ہے ٭ اِس کی شادی کب کروا رہے ہو؟ ٭ مکان ذاتی ہے یا کرائے کا؟ ٭ آپ کی عمر کافی ہوگئی ہے،شادی میں کیا رُکاوٹ ہے؟ ٭ بڑی بہن گھر میں کیوں بیٹھی ہوئی ہے؟ ٭ آپ کی بیٹی ماشاءَ اللہ جوان ہوگئی ہے رِشتہ کیوں نہیں کر رہے؟ ٭ بڑا بھائی کہاں نوکری کرتا ہے؟ ٭ گھر میں بھی پیسے دیتا ہے یا نہیں؟ (یہ سُوال بھی بلا مصلَحتِ شرعی ہو تو گناہ بھرا ہے اور سامنے والے کو گناہ میں ڈال سکتا ہے)

نند کی غیبت کی مثالیں

٭ غصے کی بُہت تیز ہے ٭ بُہت چڑچڑی اور ٭ ضِدّی ہوگئی ہے ٭ میری بالکل نہیں سنتی ٭ گھر میں جھاڑو پوچے نہیں لگاتی ٭ دھونے پکانے میں میرا ہاتھ نہیں بٹاتی ٭ ہر وقت کنگھی چوٹی میں لگی رہتی ہے ٭ ذرا کوئی بھلائی کی بات کروں تو رونے بیٹھ جاتی ہے ٭ ہر بات میں اپنی چلاتی ہے ٭ دونوں بہنوں کی بالکل نہیں بنتی ٭ میری بالکل عزّت نہیں کرتی ٭ بہت زَبان دراز ہے ٭ بات بات پر مجھ سے جھگڑتی ہے۔

گھر کی بات باہر کرنے والا کم ذات ہوتا ہے

اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ہدایتِ خیر کی دعا ہے،یقیناً جو غیبتیں وغیرہ کرتا ہے وہ بُہت ہی بُرا بندہ ہے۔آیئے! آپ کو ایک اچھے بندے کی حکایت عرض کروں چُنانچِہ ایک بُزُرگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

فرماتے ہیں: ایک صاحبِ راز (یعنی پیٹ کے مضبوط آدمی) کا نکاح ہوا مگر دونوں کے مابین ذِہنی ہم آہنگی کا فُقدان تھا (یعنی کمی تھی) کسی طرح اُس کے دوست کو اِس بات کی بھنک مل گئی، اُس نے پوچھا: تمہارے گھر کا کیا مسئلہ ہے؟ اُس صاحبِ راز نے جواب دیا: میں اتنا کم ذات نہیں کہ گھر کی بات کسی کو بتا دوں! بات آئی گئی ہوگئی۔ بالآخر گھر نہ چل سکا اور طلاق دینی پڑگئی۔ جب اُس کے دوست کو پتا چلا تو بولا: وہ تو اب تمہاری بیوی نہیں رہی، بتادو کیا مُعامَلہ تھا؟ اُس سمجھدار شخص نے جواب دیا: اب تو وہ میرے لئے گویا غیر عورت ہو چکی ہے اور کسی غیر عورت کےمُتَعلِّق میں کیسے بات کروں!

اللہ ہم کو فضل سے عقلِ سلیم دے

شرم وحیا توبہرِ رسولِ کریم دے

منگنی ٹوٹنے یا طلاق ہونے پر کی جانے والی غیبتوں کی مثالیں

اگر منگنی ٹوٹ جائے یا طلاق واقع ہوجائے تو اکثر شیطان فریقین کو کان پکڑ کر رِنگ میں لاتا اور وہ ناچ نچاتا ہے کہ الامان والحفیظ!!! غیبتوں، تہمتوں، الزام تراشیوں، عیب دریوں، دل آزاریوں، بد گمانیوں اور بدکلامیوں کا ایک طوفان کھڑا ہوجاتا ہے، ہر خوبی بھی "عیب" بن کر رہ جاتی ہے! ہر فریق اپنے آپ کو "مظلوم" ثابت کرنے کیلئے ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر جھوٹ بولتا ہے حالانکہ برسوں سے گھر چل رہا ہوتا ہے مگر جب دو خاندانوں میں "جنگ" چھڑتی ہے، تو فریق مقابل کو "بدعقیدہ" تک کہہ دیا جاتا ہے! ایسے مواقع پر کی جانے والی غیبتوں کی 37 مثالیں ملاحَظہ ہوں:

لڑکی والوں کی طرف سے کی جانے والی غیبتیں

* شرابی تھا * جُواری * لُچّا * لفنگا * لوفر * آوارہ تھا * 420 تھا * کماتا نہیں تھا * گھر کا خرچ نہیں دیتا تھا * سب پیسے ماں کے ہاتھ میں دیدیتا تھا * اس نے کبھی گھر کو گھر نہیں سمجھا * ساس روٹی نہیں دیتی

تھی اِس لئے لڑکی پلّے سے کھاتی تھی * بُہت ظالم لوگوں سے پالا پڑا تھا * پھنس گئے تھے * بڑی مشکل سے جان چھوٹی ہے * ہماری لڑکی کو بے قُصور مارتا تھا * ہمارے سامنے بُہت اکڑتا تھا * اس کا سارا خاندان نیچ ہے ہمارے معیار کے لوگ ہی نہیں تھے * ہماری لڑکی پر سوکن لانا چاہتا تھا * ہمیں جان سے مارنے کی دھمکیاں دینے لگا تھا * ہماری لڑکی کو بدنام کرنا شروع کر دیا تھا * کمینے نے آخر اپنی ذات دکھائی۔

لڑکے والوں کی طرف سے کی جانے والی غیبتیں

* لڑکی کا چال چلن صحیح نہیں تھا * بُہت سارے آشنا بنا رکھے تھے * گھر میں زبان بُہت چلاتی تھی * اِس کی ماں نے کھانا پکانا بھی نہیں سکھایا تھا * برتن بھی مانجھنے نہیں آتے تھے * کپڑے بھی برابر نہیں دھو سکتی تھی * بہت جھگڑالو تھی * چوریاں کرتی تھی * تعویذ گنڈے کرواتی تھی * جادوگرنی تھی * چُڑیل تھی * ہمارے گھر کا سکون برباد کر دیا تھا * اِس کی ماں گھر آ کر ہم کو کوسنیں دے گئی تھی * ہم کو اِس نے بدنام کر دیا ہے * ہم نے غریب سمجھ کر ترس کھایا تھا مگر اس کا تو دماغ آسمان پر پہنچا ہوا تھا وغیرہ وغیرہ۔

حُسنِ ظن کا جام پیجئے

بالفرض وہ واقعی ایسی ہو تب بھی آپ کے پاس اِس کا کون ساواضح قرینہ ہے؟! اگر آپ کے پاس یقینی معلومات ہیں تو اچھی اچھی نیّتیں کر کے بے شک اُس کو تنہائی میں سمجھایئے، آخر دوسروں کے سامنے غیبت کرنے میں کیا مصلَحت ہے؟ بَہر حال توبہ توبہ اور توبہ تام کیجئے، اللہ عَزَّ وَجَلَّ کا نام لیجئے کرنے کا کام کیجئے اور اگر دل کے اندر بدگُمانی پیدا ہو رہی ہے تو حُسنِ ظن کا جام پیجئے کہ فرمانِ مصطَفٰے صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہے: حُسنُ الظَّنِّ مِنْ حُسْنِ الْعِبَادَةِ یعنی حسنِ ظن عمدہ عبادت ہے۔ (مُسندِ اِمام احمد ج ۳ ص ۷۵۴ حدیث ۱۰۳۶۸) دعوتِ اسلامی کے اِشاعتی اِدارے مکتبۃُ المدینہ کی مطبوعہ 1548 صَفحات پر مشتمل کتاب، "فیضانِ سنّت" جلد اوّل صَفْحہ 523 پر ہے میرے آقا اعلیٰ حضرت، اِمام

اَہلسنت، مولیٰنا شاہ امام اَحمد رضا خان علیہ رحمۃُ الرَّحمٰن نقل فرماتے ہیں: خبیث گمان خبیث دل ہی سے پیدا ہوتا ہے۔ (فتاوٰی رضویہ ج ۲۲ ص ۴۰۰) بے شک دل کا حال ربِّ ذُوالجلال عَزَّوَجَلَّ ہی جانتا ہے

سُسرالی رشتوں کی غیبتوں کی مثالیں

* میری بہن کو اس کی ساس تنگ کرتی ہے * بہنوئی گھر کا خرچ نہیں دیتا * کما کر سب ماں کو دے دیتا ہے * داماد میری بیٹی پر ظلم کرتا ہے * اپنی ماں کی باتوں میں آ کر بار بار گھر سے نکال دینے کی ترکِیاں دیتا ہے * ماں کے چڑھانے پر بات بات پر مارتا ہے * طلاق کی دھمکیاں دیتا ہے * رات دیر تک گھر سے باہَر رہتا ہے * دن کو دیر تک سوتا رہتا ہے * ہڈحرام ہے * دوسری عورت کے چکر میں ہے * اِس کے دوست اچّھے نہیں ہیں * سنا ہے نشہ وغیرہ بھی کرتا ہے * ہم کو بہُت منحوس آدمی سے پالا پڑ گیا ہے * اَیوَئیں (یعنی بس ایسا ہی) ہے * زہریلا سانپ ہے * اس کے دل میں دَغا ہے * اُجَڈ * گنوار * جاہِل مطلق ہے * بیٹے کی ساس جادو گرنی ہے * بہو نے تعویذ گنڈے کروا کر میرے بیٹے کو اپنی طرف کر لیا ہے اس لئے بیٹا میری ایک نہیں سنتا۔

میکے جا کر سسرال کے متعلق کی جانے والی غیبتوں کی مثالیں

* ساس ہر وقت منہ پھلائے رہتی ہے * بات بات میں کیڑے نکالتی ہے * میرا پکانا اسے پسند ہی نہیں آتا * میری طبیعت خراب ہو تو ساس کہتی ہے بہانے بناتی ہے * دوسری بہو کو بڑا چاہتی ہے میرے ساتھ پرایا سُلوک کیوں کرتی ہے * بڑی اَکھڑ اور سخت مزاج ہے * مجھ پہ ہر وقت اپنا حکم چلاتی رہتی ہے * شوہر کو میرے خلاف بھڑکاتی ہے * ساس مجھ سے کام بہت کرواتی ہے خُود سارا دن بستر پر پڑی رہتی ہے * ماں بیٹی مل کر میری بُرائیاں کرتی رہتی ہیں * ساس نے شوہر کو میرے خلاف کر دیا ہے

اب * میں انہیں سونا بن کر بھی دکھاؤں وہ مجھے پاؤں کی جوتی ہی سمجھیں گے * کئی کئی گھنٹے ان کا انتظار کرتی ہوں آتے ہی منہ پُھلا کر بیٹھ جاتے ہیں * اُن کی کُل مُکّھی طلاقن بہن کی بھی خدمتیں کرنی پڑتی ہیں * میری فُلاں طلاقن نند بڑی مُنہ پھٹ ہے * طلاق لی مگر زور نہیں گیا * سنا ہے اس نے اپنے میاں کو ایک دن بھی سُکھ نہیں دیا تھا آخر بے چارہ طلاق نہ دیتا تو کیا کرتا۔

منگنی/شادی میں غیبتوں کی 17 مثالیں

جب رشتہ طے کرنا ہوتا ہے تو فریقین میٹھے میٹھے بن کر ترکیب بنالیتے ہیں، مگر اِس دَوران بھی اور بعد میں تو اکثر غیبتوں کا سلسلہ رہتا ہے اس کی 17 مثالیں مُلاحَظہ ہوں: * بے مُرَوَّت لوگ ہیں * گھر آکر دعوت دینی چاہے تھی * صرف کہلوا دیا یا * فون سے ہی گزارہ کرلیا * ساس نے کسی کو بلانے کیلئے بھی نہیں بھیجا * ہم نے ان کو اپنے یہاں کیلئے زیادہ آدمیوں کو ساتھ لانے کی دعوت دی تھی مگر انہوں نے ہم کو بہُت تھوڑے آدمیوں کی دعوت دی ہے * میں دعوت میں گیا تو سُسر نے مجھے خاص لفٹ نہیں دی * مجھے یہ تک نہیں بولا کہ "اور کھاؤ" * لڑکی والوں کی طرف سے بہُت دن ہوئے کوئی دعوت نہیں ملی یہ کوئی طریقہ ہے! * کنجوس مکھی چوس ہیں * کھانے کا صرف پتیلا بھجوادیا دیگ آنی چاہے تھی * ساس کا دل بہُت چھوٹا ہے * آم کی صرف ایک ہی پیٹی بھیجی اور * آم بھی بس ایسے ہی تھے * بڑے بھائی کیلئے گھڑی * باجی کیلئے سوٹ اور * امی کیلئے چادر کی ترکیب تھی مگر ہر چیز گھٹیا پکڑائی وغیرہ وغیرہ۔ ان میں بعض تو وہ غیبتیں ہیں جن کو شاید "چوری اور سینہ زوری" کہیں تب بھی غَلَط نہیں کیوں کہ اوّل تو جن چیزوں کے گلے شکوے ہو رہے ہیں ان کے اندر اکثر رشوت کی بھیانک آفت بھی شامل ہے۔ مَثَلاً یہ مطالبات کرنا کہ لڑکے کے بھائی اور والدین کو لڑکی والے یہ یہ چیزیں دیں گے تو ہی ہم رشتہ کریں گے تو یہ "رشوت" ہوئی۔ لڑکی والے اگر تحائف نہیں دیتے تو لڑکے والا فریق طعنے مِہنے دیتا ہے لہٰذا اپنی لڑکی کو سُسرال والوں کے شر سے بچانے کیلئے آم کی پیٹیاں اور کھانے کے پتیلے وغیرہ پیش کئے جاتے

ہیں۔ میرے آقا اعلیٰ حضرت، اِمامِ اَہلسنّت، مولیٰنا شاہ امام اَحمد رضا خان علیہ رحمۃُ الرَّحمٰن فرماتے ہیں: ''رِشوت وہ ہے جو بعض قوموں میں رائج ہے کہ اپنی بیٹی یا بہن کا رِشتہ کسی سے اُس وَقت تک نہیں کرتے جب تک خاطِب (یعنی نکاح کا پیغام دینے والے) سے اپنے لئے کوئی چیز حاصِل نہ کرلیں، نیز رِشوت وہ ہے کہ کوئی شخص اپنے زیرِ وِلایت (یعنی زیرِ سرپرستی) لڑکی کا رِشتہ تو کردے مگر اپنے لئے کچھ لئے بغیر وہ لڑکی شوہر کے حوالے نہ کرے۔'' (فتاوٰی رضویہ ج ۱۲ ص ۲۵۷) یاد رکھئے! رشوت حرام اور جہنَّم میں لے جانے والا کام ہے چُنانچِہ حدیثِ پاک میں ہے: اَلرَّاشِیْ وَالْمُرْتَشِیْ فِی النَّارِ۔ یعنی رشوت دینے والا اور رشوت لینے والا دونوں جہنَّمی ہیں۔

(اَلْمُعْجَمُ الْاَوْسَط لِلطَّبَرانی ج ۱ ص ۵۵۰ حدیث ۲۰۲۶)

کسی کو کالا کہنا بھی غیبت ہے

ہمارے بزرگانِ دین رَحِمَہُمُ اللہُ الْمُبِین توبہ کے معاملے میں بالکل نہیں شرماتے تھے چُنانچِہ حُجَّۃُ الْاِسلام حضرت سیِّدُنا امام محمد بن محمد غزالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی نقل فرماتے ہیں: حضرتِ سیِّدُنا امام ابن سیرین علیہ رَحْمَۃُ اللہِ الْمُبِین نے ایک شخص کا ذِکر کرتے ہوئے فرمایا: وہ آدمی سیاہ فام (یعنی کالا) ہے پھر فرمایا: اَسْتَغْفِرُ اللہ۔ ''یعنی'' میں اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرتا ہوں'' میں سمجھتا ہوں کہ میں نے اس کی غیبت کی ہے۔ (اِحیاءُ العُلوم ج ۳ ص ۱۷۸)

بغیر شرمائے فوراً توبہ کرلینی چاہئے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ہمارے بزرگانِ دین رَحِمَہُمُ اللہُ الْمُبِین کا خوفِ خدا مرحبا! اتنے زبردست بُزُرگ نے فوراً سب کے سامنے توبہ کرلی اس میں یہ بھی درس ملا کہ خدانخواستہ کبھی لوگوں کے سامنے غیبت وغیرہ گناہ سرزد ہوجائے تو احساس ہوتے ہی بغیر شرمائے سب کے سامنے توبہ کرلی جائے۔

اگر بعد میں احساس ہوگیا اور توبہ کرلی تو جن جن کے سامنے غیبت کا گناہ کیا ان کو اپنی توبہ پر مُطّلع کر دیا جائے ۔توبہ کا یہ قاعدہ ذِہن میں رکھئے جیسا کہ حدیثِ پاک میں ہے: سلطانِ دو جہان، مدینے کے سلطان، رحمتِ عالمیان، سرورِ ذیشان صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: جب تم کوئی گناہ کرو تو توبہ کرلو بالسِّرِّ بالسِّرِّ وَالعلانیۃ بالعلانیۃ یعنی پوشیدہ گناہ کی توبہ پوشیدہ اور علانیہ گناہ کی توبہ علانیہ ۔

(اَلْمُعْجَمُ الْکَبِیر لِلطَّبَرانی ج ۲۰ ص ۱۵۹ حدیث ۳۳۱)

اس حکایت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بلا اجازتِ شرعی پیٹھ پیچھے کسی مسلمان کے جسمانی عیب بیان کرنا مثلاً * کالا * بھُورا * بدصورت * کوڑھی * گنجا * موٹا * لمبا * ٹھگنا * کانا * اندھا * بہرا * گونگا * بانڈا * بھینگا * لُولا * لنگڑا * کُبڑا کہنا غیبت ہے ۔بعض اسلامی بھائی کالی رنگت والے کو بلالی کہتے ہیں، بلا ضرورت یہ بھی نہ کہا جائے کہ پیٹھ پیچھے سے کہنا غیبت میں شمار ہوگا کیوں کہ جس کو "بلالی" کے مُرادی معنیٰ معلوم ہوں گے یعنی جو سمجھتا ہوگا کہ میں کالا ہوں اِس لئے مجھے "بلالی" کہہ رہے ہیں تو اُس کو بُرا لگ سکتا ہے ۔ ہاں اگر کسی مخصوص اسلامی بھائی کی پہچان ہی بلالی ہے تو اِس نیّت سے بلالی کہنے میں حَرَج نہیں ۔

گناہ ہوتے ہی فوراً توبہ کرنا واجب ہے

حضرت سیِّدُنا امام نَوَوی علیہ رحمۃ اللہ القوی سے منقول ہے: جُوں ہی گناہ صادِر ہو فوراً توبہ کرلینا واجب ہے خواہ صغیرہ گُناہ ہی کیوں نہ ہو ۔ (شَرحُ النووی علی صحیح مُسلم الجزء السّابع عشر ص ۵۹)

قُل لَّآ اَسئَلُکُم عَلَیهِ اَجرًا اِلَّا المَوَدَّةَ فِی القُربٰی ط

عشقِ غیور

از

حکیم محمد حنیف القادری

کتب خانہ امام احمد رضا